دینی معلومات

کا

بنیادی نصاب

برائے

اراکین مجلس انصاراللہ



شائع کردہ

مجلس انصاراللہ پاکستان

نام کتاب	:	''دینی معلومات کا بنیادی نصاب''
طبع اوّل	:	1973ء
طبع دوم	:	1979ء
طبع سوم	:	1983ء
طبع چہارم	:	2003ء
طبع پنجم	:	2007ء
طبع ششم	:	2009ء
طبع ہفتم	:	2013ء
کمپوزنگ	:	فرحان احمد ذکاء
ناشر	:	حافظ عبدالمنان کوثر
مطبع	:	ضیاء الاسلام پریس ربوہ

فہرست مضامین



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان کو کتاب ’’دینی معلومات کا بنیادی نصاب‘‘ اراکین انصار اللہ کی خدمت میں ایک بار پھر پیش کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

اس کتاب کو ابتدائی طور پر محترم پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب سابق قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مرتب کیا تھا اور اس سے قبل اس کے چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ جماعتی ترقیات کے حوالہ سے اس میں اضافے ہوتے رہے اور سال 2009ء میں اس کا چھٹا ایڈیشن شائع ہوا۔

اب اس کے ساتویں ایڈیشن میں 2013ء تک خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے دورہ جات وتحریکات کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔اس کام میں مکرم اسفندیار منیب صاحب اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب نے محنت سے کام کیا اور ان کی ٹیم نے معاونت فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس کتاب کی اشاعت کی غرض یہ ہے کہ اراکین انصاراللہ دینی معلومات کے لحاظ سے ایک ابتدائی معیار کو پہنچ جائیں۔ گو یہ کتاب اراکین انصاراللہ کیلئے لکھی گئی ہے تاہم جہاں تک بنیادی دینی معلومات کا تعلق ہے انصار، خدام، اطفال، لجنات، ناصرات سبھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

سید قمر سلیمان احمد

قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

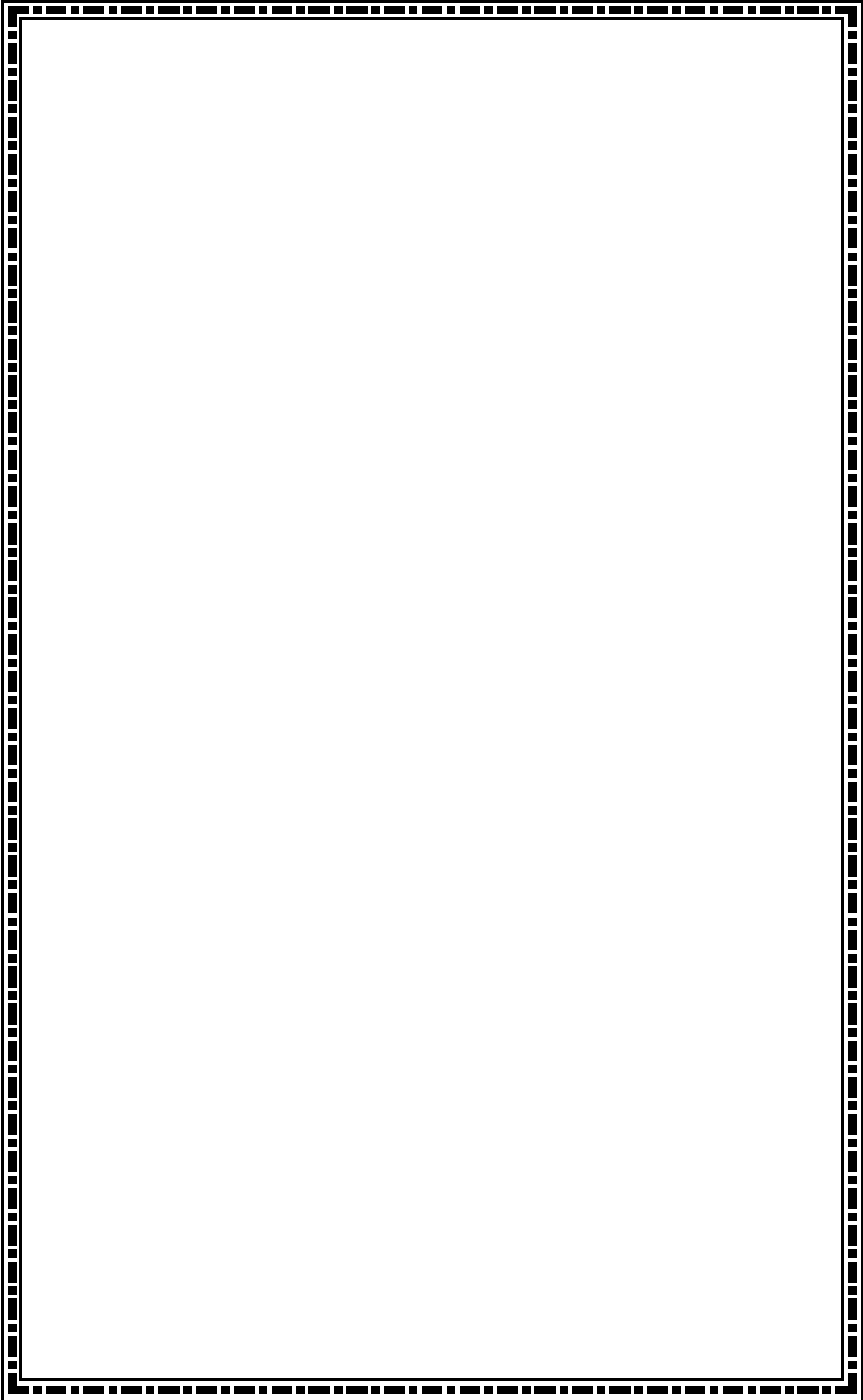
12؍ستمبر 2013ء

باب اوّل

عقائد۔عبادات

اور

روزمرہ پیش آنے والے مسائل



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہمارا مذہب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اورلبِ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیّدنا ومولٰنا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتبِ سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ

صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسلؐ کے حاصل ہوسکیں۔ کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت وقرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہم ہرگز حاصل کرہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے''۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۔۷۰، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۶۹۔۱۷۰)



روزمرہ کے فقہی مسائل

بچے کی ولادت: اسلام کا یہ حکم ہے کہ جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان کہی جائے اور بائیں کان میں اقامت۔ گھٹی (جسے ہمارے ملک میں گڑھتی بھی کہتے ہیں) دینا بھی مستحب ہے۔ ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا مینڈھے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا مینڈھا ذبح کیا جائے یہ سنت ہے۔ قربانی کی طرح عقیقہ کا گوشت بھی گھر میں استعمال کے علاوہ ہمسایوں، رشتہ داروں اور غرباء میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ اگر لڑکا ہو تو عقیقہ کے ساتھ ختنہ بھی کروا دیا جائے تو سہولت ہو گی لیکن ساتھ ہی کروانا ضروری نہیں۔

تعلیم و تربیت

بچپن کا زمانہ تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بڑا اہم ہے۔ اگر گھر اور ارد گرد کا ماحول پاک صاف ہو تو بچے کی فطرتی سعادت چمک اُٹھتی ہے اس لئے اس کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ ابتداء قاعدہ یسرنا القرآن سے کی جائے تو بچہ جلدی پڑھنے لگ جاتا ہے جب وہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیئے۔ گویا سات برس کی عمر ہونے تک اسے نماز سکھا دینی چاہیئے۔ دس برس کی عمر میں نماز کی سخت تاکید ہونی چاہیئے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو کسی قدر سرزنش بھی کی جاسکتی ہے۔ دینی تعلیم بہرصورت دنیوی تعلیم سے مقدم رہنی چاہیئے۔ بلوغت سے قبل صحیح اعتقادات اور اہم اعمال یعنی نماز،

روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق ضروری تعلیم دے دینی چاہئے۔

صحیح عقائد

صحیح عقائد جن پر ایمان کی بنیاد ہے یہ ہیں:۔

۱۔ خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور اس امر پر ایمان رکھنا کہ اس کی ذات اور صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں جو خدا تعالیٰ کا پیغام اور اس کا فیضان لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ دنیا کے تمام کام اُنہی کے توسط سے ہوتے ہیں۔ کائنات کا سارا نظام اُنہی کے ذریعہ سے چل رہا ہے۔ وہ خالق اور مخلوق میں ایک درمیانی واسطہ کا کام دیتے ہیں۔

۳۔ ہر زمانہ اور ہر قوم میں خدا کے نبی آتے رہے ہیں۔ ان تمام انبیاء کو ماننا ضروری ہے۔

۴۔ پہلے زمانوں میں جو انبیاء مبعوث ہوئے ان کی تعلیم ایک خاص قوم کے لئے اور ایک خاص مدت کیلئے ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض صاحبِ شریعت نبی تھے یعنی نئی تعلیم لے کر آئے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ لیکن بعض صاحبِ شریعت نہیں تھے بلکہ کسی صاحبِ شریعت نبی کی شریعت کے تابع تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام یا ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے دیگر انبیاء جو شریعت موسوی کے تحت مبعوث ہوئے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۵۔ دنیا کی ہدایت کیلئے جتنے نبی پیدا ہوئے۔ان کے درجے اور مرتبے الگ الگ تھے اوران میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل تھی۔لیکن ان سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔آپ کو اوّلین وآخرین سب پر فضیلت حاصل ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیّین کے بزرگ خطاب سے نوازا۔یعنی سب نبیوں سے اعلیٰ اور افضل اور سب نبیوں کے سردار۔دوسرے انبیاء پر آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ کی تعلیم اور شریعت کامل اور دائمی ہے جو تا قیامت قائم اور قابلِ عمل رہے گی اور ایک شعشہ بھی اس کا منسوخ یا تبدیل نہ ہوگا۔خدائے تعالیٰ نے خود اس کی لفظی اور معنوی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

٦۔ مختلف زمانوں میں جو کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کیلئے نازل ہوتی رہیں ان سب کو ماننا ضروری ہے۔لیکن ان پر عمل کرنے کا حکم نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نزول کے ساتھ آخری اور کامل شریعت آچکی ہے اوراس کے سوا پہلی تمام شریعتیں منسوخ کی جا چکی ہیں۔لہذا اب صرف قرآن کریم کی پیروی سے ہی خدائے تعالیٰ سے تعلق قائم ہو سکتا ہے۔اس لحاظ سے وہ درجہ میں سب سماوی کتب سے افضل واعلیٰ ہے اور خدا کی آخری کتاب ہے اور ہر پہلو سے کامل اور کافی ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی اور تعلیم کی حاجت نہیں رہتی۔

۷۔ مرنے کے بعد ایک دن ایسا آنے والا ہے جب سب کو دوبارہ زندہ کیا

جائے گا اوران سے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ان میں سے جو لوگ خدا اوراس کے رسولوں کے احکام کی پیروی کرنے والے ہونگے وہ جنت میں رکھے جائیں گے لیکن وہ لوگ جو شرک اور ظلم اور فتنہ وفساد میں مبتلا رہے اور گندی زندگی بسر کی اُن کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔دوزخ کا عذاب ایک خاص مدت کیلئے ہوگا لیکن جنت کا انعام دائمی ہوگا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

۸۔ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے وہ اب بھی دیکھتا اور سنتا اور بولتا ہے۔ جیسے پہلے دیکھتا،سنتا اور بولتا تھا۔اب بھی وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا اوراس کا جواب دیتا ہے۔اس کا کلام اپنے پیارے بندوں پر ہمیشہ نازل ہوتا رہا ہے اوراب بھی نازل ہوتا ہے۔اس زمانہ کی ہدایت کیلئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اوران کے ذریعہ سے اپنی قدرتوں اور رحمتوں کے جلوے دنیا کو دکھلائے۔

۹۔ خدائے تعالیٰ کی تقدیر پر بھی یقین رکھنا ضروری ہے۔یعنی اس بات پر کہ ہر خیر وشر کے اس نے اندازے مقرر کئے ہیں اس کی ایک تقدیر قانونِ قدرت کے رنگ میں جاری ہے جس سے ہر مومن و کافر یکساں متاثر ہوتا ہے۔لیکن ایک تقدیر وہ ہے جو خاص بندوں سے تعلق رکھتی ہے۔ عام تقدیر تو یہ ہے کہ طاقتور کمزور پر اورا کثریت اقلیت پر غالب آتی ہے لیکن وہ خاص الخاص خدائی تقدیر تھی جس نے کمزور موسیٰ کو جابر فرعون پر غالب کر دیا اور ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ کو باوجود اکیلے ہونے کے سارے

عرب پر غلبہ عطا کیا۔ خدا کی یہ خاص تقدیر اپنے رسولوں کی تائید کیلئے ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے ایک بزرگ نبی تھے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قبل بنی اسرائیل میں نبی ہو کر آئے۔ ان کی پیدائش بن باپ کے تھی اور وہ دوسرے انسانوں اور دوسرے انبیاء کی طرح اپنی زندگی گذار کر فوت ہو گئے نہ وہ اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اور نہ اب دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ مسیح ابن مریم کے نازل ہونے کی جو خبر ملتی ہے اس سے مراد مثیلِ مسیح ہے نہ کہ وہ مسیح ناصری جو قرآن کریم کے واضح بیان کے مطابق وفات پا کر ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

پنج بنائے اسلام

جو شخص دل سے کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اُسے مذکورہ صحیح عقائد کی تعلیم دینی چاہئے۔ علاوہ ازیں ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اعمال صالحہ کی طرف بھی توجہ دے تب ہی وہ خدا کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ وہ امور جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق پانچ ہیں جو ارکانِ اسلام کہلاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ کلمۂ شہادت جس کے الفاظ یہ ہیں **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**۔ یعنی دل کے اعتقاد اور پورے یقین کے ساتھ زبان سے علی الاعلان یہ گواہی دینی کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ گواہی دینی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

۲۔ پانچ نمازوں کا ہر روز ان کے مقررہ وقت پر ادا کرنا۔

۳۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔

۵۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا۔

والدین کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا عقائد و ارکان اپنے بچوں کو محبت اور شفقت اور پوری توجہ سے سکھائیں اور اس میں ذرا بھی غفلت اور کوتاہی نہ ہو۔ بعض اوقات مناسب تأدیب اور سرزنش سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن تربیت کا اصل انحصار دعا پر ہے۔ اگر دعا کا پہلو کمزور رہ جائے تو محض انسانی کوششوں سے نیک نتیجہ ظاہر نہیں ہوسکتا اور تعلیم و تربیت کرتے وقت یہ بات مدنظر رہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ۔ یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان سے احترام سے پیش آؤ۔

نماز کے متعلق ضروری اُمور

۱۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں مقرر کی ہیں۔ یعنی نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء

۲۔ **اوقاتِ نماز:** فجر کی نماز صبح صادق کے ظاہر ہونے سے سورج کے نکلنے تک ادا کی جاتی ہے۔

ظہر

ظہر کا وقت سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اوراس وقت ختم ہو جاتا ہے جب کسی چیز کا سایہ اس کی اونچائی سے بڑھ جائے یہ سایہ اس سایہ کے علاوہ ہے جو کسی چیز کا ٹھیک دوپہر کے وقت ہوتا ہے۔

عصر

ظہر کا وقت ختم ہونے سے شروع ہوتا اوردھوپ کا رنگ زرد ہونے تک رہتا ہے۔مجبوری کی صورت میں سورج کے غروب ہونے تک پڑھی جاسکتی ہے۔

مغرب

سورج کے غروب ہو جانے کے بعد سے اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ مغرب کی جانب سرخی اورسفیدی باقی رہے۔یعنی شفق کے آخری وقت تک۔

عشاء

شفق کے ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اورآدھی رات تک رہتا ہے۔اگر کسی مجبوری کی وجہ سے آدھی رات تک نہ پڑھی گئی ہوتو اس کے بعد بھی فجر سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے۔

۳۔ **اوقاتِ ممنوعہ**: مندرجہ ذیل اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

(الف) جب سورج نکل رہا ہو یا جب غروب ہو رہا ہو۔

(ب) جب سورج سر پر ہو یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت۔

(ج) نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک نفل نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

(د) صبح کی نماز کے بعد سے سورج کے نکلنے تک نفل نہیں پڑھنے چاہئیں۔

۴۔ تعدادرکعات

فجر: دوسنت، دوفرض۔سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جاسکیں تو فرضوں کے بعد پڑھ لینا جائز ہے۔

ظہر: چارسنت، چارفرض۔بعد میں دو یا چار سنتیں۔پہلی چار سنتوں کی بجائے دو پڑھنا بھی جائز ہے۔

عصر: چارفرض

مغرب: تین فرض، دوسنت

عشاء: چارفرض۔دوسنت۔پھر تین رکعت وتر

۵۔نوافل

i- فجر کے علاوہ باقی ہر اذان اور اقامت کے درمیان دو نفل۔

ii- نماز تہجد کے کم از کم دو نفل زیادہ سے زیادہ آٹھ۔

iii- نماز اشراق کے دو یا چار نفل۔یہ نماز سورج نکلنے کے بعد کچھ دن چڑھنے تک ادا کی جاتی ہے۔

iv- نماز چاشت کے دو یا چار نفل۔اس کا وقت اشراق کے کچھ دیر بعد ہے۔

٦۔شرائط نماز ومسائل وضو

نماز کیلئے جسم،لباس اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اگر انسان جنبی ہو یعنی منی خارج ہوگئی ہو یا مجامعت کی ہو تو پہلے غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی مجبوری کے باعث غسل نہ کر سکے تو تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے۔

٧۔ نماز سے قبل وضو کرنا ضروری ہے۔ وضو کا طریق یہ ہے کہ تین مرتبہ ہاتھ پہنچوں تک دھوئے پھر تین مرتبہ کلّی کرے۔ تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرے۔ تین مرتبہ منہ دھوئے۔ پھر کہنیوں تک ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر ہاتھ تر کر کے سر کا مسح کرے پیشانی سے گدّی تک پھر انگلی کان کے اندر پھرائے اور انگوٹھوں کو کان کی پشت پر سے گزارے۔ پھر دائیں اور بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھوئے۔ اگر پانی کی قلّت ہو تو دو دو یا ایک ایک مرتبہ دھونا بھی جائز ہے۔

٨۔ اگر پانی بالکل میسر نہ ہو یا اس قدر کم ہو کہ صرف پینے کے لئے کافی ہو یا وضو کرنے یا نہانے سے بیماری پیدا ہونے یا بڑھنے کا ڈر ہو تو تیمّم کر لینا چاہئے۔ تیمّم کا طریق یہ ہے کہ پاک مٹی یا کچی دیوار پر ہاتھ مار کر منہ پر ملے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں یا کلائی تک ملے۔ ایک مرتبہ ہاتھ مار کر تیمّم کرنا بھی مسنون ہے۔

٩۔ غسل اور وضو کیلئے پانی پاک صاف ہونا چاہئے۔ چشموں، ندی نالوں،

دریاؤں اور کنوؤں کا پانی پاک ہوتا ہے۔ بند پانی مثلاً تالاب وغیرہ کا پاک سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ کسی گندگی کی وجہ سے اس کا رنگ اور ذائقہ نہ بدلا ہوا اور نہ بو بدلی ہو۔ اگر کنویں یا تالاب میں کوئی جانور گر کر مر جائے یا اور کوئی گندی چیز گر جائے تو اسے نکال دینا چاہئے۔ جب تک پانی کے رنگ بُو یا ذائقہ میں اس کی وجہ سے فرق پیدا نہ ہو وہ پاک ہے۔ اگر ان میں تبدیلی ہوگئی ہے تو اس قدر پانی نکالا جائے کہ رنگ، ذائقہ اور بُو صاف ہو جائے۔ ڈولوں کی تعداد معین نہیں۔

۱۰۔ وضو کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ**۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔

۱۱۔ پیشاب، پاخانہ یا کوئی اور رطوبت یا ریح خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کسی چیز کا سہارا لگا کر یا لیٹ کر سونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا خارج ہونے یا وضو ٹوٹ جانے کے بارے میں اگر شک ہو تو شک کی وجہ سے تازہ وضو کرنا لازم نہیں آتا۔ تاہم وضو کر لینا باعثِ ثواب ہے۔

۱۲۔ جرابیں اگر وضو کی حالت میں پہنی ہوں تو ان پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ مقیم کیلئے جرابوں پر ایک دن رات تک مسح کرنا جائز ہے۔ لیکن مسافر تین دن اور تین رات ان پر مسح کر سکتا ہے۔ وقت کی ابتداء اس گھڑی سے ہوگی جب جرابیں پہننے کے بعد وضو ٹوٹے۔ اگر کسی نے ظہر کے وقت وضو کر

کے جرابیں پہنیں اور مغرب کے وقت وضوٹوٹا تو اس مغرب سے مسح کا وقت شروع ہوگا اور اگلے روز مغرب تک رہے گا۔

۱۳۔نماز میں کھڑے ہوئے یا رکوع یا سجدہ میں سو جانے یا اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۱۴۔ اگر بوٹ ٹخنوں تک ہوں اوران کو پہن کر نماز پڑھنی ہوتو ان پر مسح ہوسکتا ہے ورنہ بوٹ اُتار کر پاؤں دھوئے یا جرابیں باوضو پہنی ہوں تو ان پر مسح کرے۔

نماز اوراس کے پڑھنے کا طریق

نماز پڑھنے والا جب نماز کیلئے تیار ہوتو چاہئے کہ قبلہ رُخ کھڑا ہو۔ دونوں ہاتھ کانوں یا کندھوں تک اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ سینے پر یا اس کے نیچے اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر پونچے سے آگے ہو اور حسبِ ذیل ثناء اور تعوذ اور تسمیہ پڑھے۔

ثناء: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

یعنی اے اللہ تو ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے اور (صرف پاک ہی نہیں بلکہ) تمام قابلِ تعریف صفات سے متصف ہے تیرا نام برکت والا اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

تعوّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی دھتکارے ہوئے شیطان سے۔

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پڑھتا ہوں اللہ کے نام سے جو بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھ کر کوئی اور سورۃ یا کچھ حصہ قرآن کریم کا پڑھے۔

سورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٤ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٥
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٦
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا، جزا سزا کے وقت کا مالک ہے (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ: ''(میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں) تو کہتا چلا جا کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں۔ (اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور (اس کی صفات میں اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں)''

اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر رکوع میں جائے اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھے۔ (یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا) اطمینان سے رکوع کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر تسمیع و تحمید پڑھے۔

تسمیع: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

اللہ تعالیٰ نے اس کی سنی جس نے اس کی تعریف کی۔

تحمید: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ۔

اے ہمارے رب سب تعریف تیرے لئے ہے۔ تعریف بہت زیادہ اور پاک جس میں برکت ہو۔

اس کے بعد اللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار تسبیح پڑھے۔
یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا رب جو بڑی شان والا ہے)
اس کے بعد اللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے۔

دعائے بین السجدتین

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ

اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور میری رہنمائی فرما اور مجھے تندرستی دے اور میری اصلاح کر اور مجھے رزق عطا فرما۔ اور میرے درجات بلند کر۔

اس دعا کے بعد اللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر دوسرا سجدہ کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے جس طرح پہلے سجدہ میں پڑھی تھی۔ پھر اللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر دوسری رکعت کیلئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور ہاتھ باندھ کر پہلی رکعت کی طرح سورہ فاتحہ اور کوئی اور حصہ قرآن کا پڑھے۔ پھر پہلے کی طرح رکوع کرے۔ کھڑا ہو اور دو سجدے کر کے دوسری رکعت مکمل کرے اور پھر اس طرح بیٹھ جائے کہ دایاں پاؤں کھڑا ہو اور بایاں پاؤں بچھا ہوا ہو۔ ہاتھوں کو گھٹنوں کے پاس رانوں پر رکھ کر تشہد، درود اور دعائیں پڑھے۔

تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: ’’تمام زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں (اور) اے نبی آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں نیز ہم پر بھی سلام ہو اور اس کے دوسرے نیک بندوں پر بھی۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘

دُرود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ: ’’اے اللہ فضل کر محمد پر اور محمد کی پیروی کرنے والوں پر جس طرح فضل کیا تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی پیروی کرنے والوں پر ضرور تو ہی حمد والا بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی پیروی کرنے

والوں پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی پیروی کرنے والوں پر۔ ضرور تو ہی سب تعریف والا اور بڑی شان والا ہے۔"

دعائیں

۱ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب دے ہم کو اس دنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔

۲ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ

اے اللہ بنا مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد کو (بھی) اے ہمارے رب اور تو قبول کر دعا کو۔ اے ہمارے ربّ بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو۔

ان دعاؤں کے بعد پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ یعنی سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمتیں۔

نماز کے بعد کی دعائیں

۱ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ

وَالْاِکْرَامِ

یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے ہی ہر قسم کی سلامتی ہے تو بہت برکتوں والا ہے اے جلال اور اکرام والے (خدا)

۲ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ میری مدد فرما کہ مَیں تیرا ذکر اور تیرا شکر اور تیری اچھی عبادت بجا لاسکوں۔

۳ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَاالْجَدِّمِنْکَ الْجَدُّ

اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی اور نہیں دینے والا کوئی چیز جس کو تو نے روک دیا ہو اور نہیں فائدہ دیتی بزرگی والے کو تیرے سامنے کوئی بزرگی۔ دعاؤں کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھے۔

نماز وتر

نماز وتر واجب ہے اس کی تین رکعتیں ہیں جو عشاء کے فرض اور دو سنتوں کے بعد سے تہجد کا وقت ختم ہونے تک پڑھی جا سکتی ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھی جائیں لیکن جس شخص کو یقین ہو کہ وہ تہجد کے وقت اُٹھ سکتا ہے وہ اس وقت ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں الکافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی حصہ قرآن کریم پڑھنا ضروری ہے۔ نماز وتر پڑھنے کے کئی طریق ہیں۔

۱ دو رکعت علیحدہ اور تیسری رکعت علیحدہ (بخاری و مسلم)

۲ تینوں رکعتیں ملا کر یعنی دو رکعت کے تشہد کے بعد تیسری رکعت پڑھیں۔

(ابوداوٗد۔ترمذی)

دعاءِ قنوت تیسری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھیں۔

دعاءِ قنوت نمبر ا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِىْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَانَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُوَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

ترجمہ: ''اے اللہ ہم یقیناً تیری مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم توکل کرتے ہیں تجھ پر اور ہم تعریف کرتے ہیں تیری بہتر اور ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم الگ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اسے جو نافرمانی کرے تیری۔ اے اللہ صرف تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہم دوڑتے ہیں اور ہم تیرے حضور حاضر ہوتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں تیری رحمت کی اور ہم ڈرتے ہیں تیرے

عذاب سے۔ یقیناً تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

دعاءِ قنوت نمبر۲

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَ قِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَاِنَّہٗ لَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے ہدایت دے اِن میں شامل کر کے جن کو تو نے ہدایت دی اور مجھے سلامت رکھ ان لوگوں میں شامل کر کے جن کو تو نے سلامت رکھا اور مجھے دوست رکھ ان میں شامل کر کے جنہیں تو دوست رکھتا ہے اور برکت دے مجھے اس میں جو تو نے مجھے عطا کیا اور بچا مجھے اس چیز کے شر سے جس کا تو نے فیصلہ کیا۔ پس یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور نہیں فیصلہ کیا جاتا تیرے خلاف۔ یقیناً وہ نہیں ذلیل ہوگا جس کا تو دوست بن جائے اور یقیناً وہ نہیں عزت پاتا جس کا تو دشمن ہو جائے۔ ہم بخشش مانگتے ہیں تجھ سے اور ہم رجوع کرتے ہیں تیری طرف۔ تو برکتوں والا ہے اے ہمارے رب! اور تو بلند شان والا ہے اور رحمتیں ہوں اللہ کی نبی (کریم) پر۔''

نماز سے متعلق ضروری باتیں

۱۔ اگر نماز کی صرف دو رکعت پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت کے تشہد کے بعد درود اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دے۔

۲۔ اگر نماز کی تین رکعتیں پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت میں تشہد پڑھنے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر کھڑا ہو جائے۔ تیسری رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے اور رکوع وسجود سے فارغ ہو کر تشہد وغیرہ پڑھے اور سلام پھیر دے۔

۳۔ اگر فرض نماز کی چار رکعتیں پڑھنی ہوں تو پہلی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے اور چوتھی رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر تشہد کیلئے بیٹھے اور درود اور دعاؤں کے بعد سلام پھیر دے۔

۴۔ اگر سنتیں یا نفل چار پڑھنے ہوں تو چاروں رکعتوں یا چاہے تو صرف پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھے۔

۵۔ امام سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ پڑھنے کیلئے بِسْمِ اللّٰہ خواہ دل میں (سِرًّا) پڑھے یا بلند آواز سے (جہرًا) پڑھے دونوں طرح درست ہے۔ اسی طرح آمین بھی آہستہ یا بلند آواز سے کہنا درست ہے۔

٦۔ تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائے۔ انگلی اٹھانا مستحب ہے۔

۷۔ رکوع کے وقت کمر سیدھی ہو اور نگاہیں نیچے سجدہ گاہ پر ہوں۔رکوع پورے اطمینان سے کیا جائے۔

۸۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔ پھر اطمینان سے سجدہ کیا جائے۔ سجدہ میں جانے کیلئے گھٹنے زمین پر پہلے رکھے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو۔سجدہ کے وقت پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے پنجے زمین کو چھو رہے ہوں۔ کہنیاں زمین سے اونچی ہوں۔ بازو بغلوں سے اور رانوں سے الگ ہوں۔ ہاتھوں کی انگلیاں اکٹھی اور قبلہ رُخ ہوں۔اسی طرح پاؤں کی انگلیاں بھی۔ پاؤں زمین سے اُونچے نہ کرے۔

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔بعض لوگ ناف پر یا پیٹ پر باندھتے ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ جواز کی صورتیں ہیں۔

۱۰۔ نماز میں اگر کچھ بھول جائے یا کسی قسم کی کمی بیشی کا خیال ہو تو یقینی حصہ سے نماز پوری کرے اور تشہد، درود اور ماثورہ دعاؤں کے بعد سلام سے پہلے یا پیچھے دو سجدے سہو کرے۔مثلاً شبہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو تین یقینی سمجھ کر ایک رکعت اور پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے۔

۱۱۔ امام اگر کوئی چیز بھول جائے یا غلطی کرے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ سبحان اللہ کہیں۔اگر امام اپنی غلطی کو نہ پہچانے تو امام کی اتباع کی جائے اور بعد نماز غلطی سے مطلع کر دیا جائے۔اگر امام کوئی آیت بھول جائے یا غلط

پڑھے تو مقتدی اونچی آواز سے صحیح آیت پڑھ دیں۔ غلطی سے اگر نماز کے ارکان کی ترتیب بدل جائے یا نماز کا کوئی واجب رکن رہ جائے مثلاً درمیانی قعدہ تو سجدہ سہو ضروری ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ مقتدی کی کوئی حرکت امام سے پہلے نہیں ہونی چاہیئے۔

۱۳۔ اگر صرف ایک ہی مقتدی ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔

۱۴۔ جس وقت امام سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی حصہ قرآن کریم کا پڑھے تو مقتدی خاموش کھڑے رہ کر سنیں۔ آیات کو زبان سے نہ دہرائیں۔ البتہ سورۃ فاتحہ خلف امام سب کیلئے پڑھنا ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۳۶)

۱۵۔ نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے اگر کوئی نمازی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو ایک صف کی جگہ چھوڑ کر اس کے سامنے سے گذر سکتے ہیں۔ جو نمازی کھلی جگہ نماز پڑھے اس کو چاہیئے کہ کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لے۔ اسے سترہ کہتے ہیں۔

۱۶۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں جماعت میں شامل ہو جب امام ایک یا دو رکعتیں پڑھ چکا ہو تو جتنی رکعتیں رہ گئی ہیں امام کے سلام پھیر لینے کے بعد پوری کرے۔ یعنی خود امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ نماز کی تکمیل کے لئے کھڑا ہو جائے اگر نمازی پہلی یا دوسری رکعت میں شامل نہ ہو سکا ہو تو ایسی صورت میں جو رکعت یا رکعتیں وہ پڑھے گا اس میں سورۃ فاتحہ

کے علاوہ بھی قرآن کریم کا ایک حصہ پڑھنا ضروری ہے جو کم وبیش تین آیات کے برابر ہو۔اس کے لئے یہ رکعتیں ابتدائی ہونگی۔

۱۷۔ اگر کوئی شخص وضوٹوٹ جانے کی وجہ سے باجماعت نماز سے الگ ہوا اور وضو کرنے کے بعد دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے تو جتنی رکعتیں رہ گئی ہیں وہ پوری کرے۔ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اور نماز پڑھتے پڑھتے وضوٹوٹ جائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وضو کر کے وہیں سے نماز شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی بشرطیکہ کسی سے بات نہ کی ہو۔بات کرنے کی صورت میں شروع سے نماز پڑھنی ہوگی۔

۱۸۔ جو شخص رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو اس کی یہ رکعت ہوگئی رکوع کے بعد شامل ہونے والے کی وہ رکعت نہیں ہوتی۔جب نماز کھڑی ہو جائے تو اِس خیال سے جماعت میں شامل ہونے سے رُکے رہنا کہ رکوع میں شامل ہو جائیں گے درست نہیں جب نماز ہو رہی ہو تو فوراً اس میں شامل ہونا ضروری ہے۔

۱۹۔ نماز میں شامل ہونے کے لئے بھاگ کر جانا درست نہیں۔

۲۰۔ اگر کسی شخص نے پہلے وقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور دوسرے وقت کی نماز کھڑی ہوگئی ہو ایسی صورت میں اسے پہلے وقت کی نماز پہلے پڑھنی چاہئے۔اگر دوسرے وقت کی نماز کا وقت اس قدر تنگ ہو گیا ہو کہ اگر پہلی پڑھے تو دوسری کا وقت گذر جائے گا تو ایسی صورت میں بعد والی نماز پہلے

ادا کرے اور جو پہلی اس کے ذمہ تھی اس کو پیچھے ڈال دے۔

۲۱۔ اگر کسی وقت امام دو نمازوں کو جمع کرے اور نمازی کو علم نہ ہو کہ کونسی ہے اور وہ جماعت میں شامل ہو جائے تو اس کی وہ نماز ہوگی جو امام کی تھی اور دوسری نماز بعد میں پڑھے۔ مثلاً اگر امام عصر کی نماز پڑھ رہا تھا اور نمازی اُسے ظہر سمجھ کر اس میں شریک ہوا تو وہ اس کی بھی عصر کی نماز ہوگی اور ظہر کی قضاء وہ بعد میں ادا کرے گا۔ لیکن اگر نمازی کو علم ہو جائے کہ امام عصر پڑھ رہا ہے تو اُسے ظہر بہر حال پہلے پڑھنی چاہئے اور پھر بعد میں عصر میں شریک ہو۔

۲۲۔ اگر کوئی مقتدی سنتیں پڑھ رہا ہو اور اس اثناء میں نماز کھڑی ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پھیر کر نماز با جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں بعد میں پڑھ لے۔

۲۳۔ اگر امام چار رکعت پڑھا رہا ہو اور وہ درمیانی تشہد بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تو سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے یاد آنے پر وہ تشہد میں بیٹھ جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر وہ تیسری رکعت کے لئے پورا کھڑا ہو گیا ہے تو تشہد کے لئے نہ بیٹھے بلکہ تیسری رکعت پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ جو شخص دو رکعت پڑھ رہا تھا بھول کر تیسری کے لئے کھڑا ہو گیا اور بعد میں اسے یاد آ گیا کہ وہ نماز پوری کر چکا ہے تو وہ اسی وقت بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور اپنی نماز پوری کرے۔ لیکن اگر اس نے تیسری رکعت کا رکوع کر لیا اور پھر یاد آیا تو وہ فوراً تشہد

کے لئے بیٹھ جائے اور آخر میں سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔

۲۴۔رکوع یا سجدہ کی حالت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا منع ہے۔

۲۵۔ مومن کا امام متقی مومن ہی ہوسکتا ہے۔حدیث **امامکم منکم** اسی طرف اشارہ کررہی ہے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

''خدائے تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو''۔

۲۶۔نظام جماعت کی طرف سے امام مقرر ہوتا ہے جس کے تقرر میں یہ باتیں پیش نظر رکھنی ضروری ہیں۔

۲۷۔نماز کا امام وہ ہونا چاہئے جسے قرآن کریم زیادہ حفظ ہو۔اگر اس میں کئی لوگ برابر ہوں تو وہ ہو جو زیادہ عالم اور فقیہہ ہو۔اگر اس میں بھی کئی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو وہ امام ہو۔اگر دوسری مسجد میں جائے جہاں پہلے سے امام مقرر ہے تو وہاں وہی امام ہوگا۔سوائے اس کے کہ وہ دوسرے کو امامت کی اجازت دے۔اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کے مکان پر ملنے جائے تو مالک مکان امام ہوگا۔سوائے اس کے کہ وہ دوسرے کو اجازت دے۔قرآن کریم کے حفظ کے لحاظ سے نابالغ بھی امام ہوسکتا ہے۔

۲۸۔ امام اور مقتدی ایک ہی سطح پر ہونے چاہئیں۔لیکن اگر جگہ نہ ہو تو مقتدی امام سے اونچی یا نیچی جگہ پر کھڑے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کچھ مقتدی امام

کے ساتھ برابر کی سطح میں موجود ہوں۔

۲۹۔ مرد عورتوں کا امام ہو سکتا ہے خواہ مقتدی صرف عورتیں ہوں یا مرد اور عورتیں ملے جلے۔ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی البتہ عورتوں کی امام ہو سکتی ہے جب مرد امام ہو اور مقتدی صرف ایک عورت ہو تو وہ اکیلی پیچھے کھڑی ہو گی۔ اگر مقتدی امام کی بیوی یا محرم ہو یعنی بہن، بیٹی وغیرہ تو وہ مرد کے ساتھ کھڑی ہو سکتی ہے۔

۳۰۔ اگر امام مسافر ہو تو وہ دو رکعت پڑھے گا اور جو مقتدی مقیم ہیں وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز مکمل کریں گے۔

۳۱۔ اگر امام کھڑے ہونے سے معذور ہو تو وہ بیٹھ کر بھی نماز پڑھا سکتا ہے لیکن مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔

۳۲۔ اگر امام کا نماز پڑھاتے وقت وضو ٹوٹ جائے تو وہ مقتدیوں میں سے کسی کو امام بنائے اور آپ الگ ہو جائے۔

۳۳۔ کوئی مقتدی امام سے آگے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۳۴۔ نماز میں مسنون دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرنی چاہئیں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے...... نماز کے اندر ہر موقع پر دعا کی جا سکتی ہے۔ رکوع میں، بعد تسبیح، سجدہ میں بعد تسبیح، التحیات

کے بعد، کھڑے ہو کر، رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو تاکہ مالا مال ہو جاؤ"۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۵۵)

۳۵۔ ایک وقت کی نماز بھی اگر جان بوجھ کر ترک کی جائے تو یہ کفر کی حالت کو پہنچا دیتی ہے۔ اس کے لئے بہت توبہ اور استغفار کرنی چاہئے۔ اگر کسی بھول کی وجہ سے کوئی نماز رہ جائے تو قضا ادا کرے اور استغفار و توبہ لازم ہے۔

نمازِ جمعہ

۱۔ نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے امامِ وقت کی اجازت سے سورج ڈھلنے سے پہلے بھی جمعہ پڑھا جا سکتا ہے۔

۲۔ جمعہ کی نماز سب مسلمان مردوں پر جو مقیم ہوں فرض ہے۔ جمعہ عورتوں پر واجب نہیں البتہ اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو اور پردہ کا انتظام ہو تو عورتوں کو بھی جمعہ پڑھنا چاہئیے۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۲۹)

مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔ سفر میں ہوں تو خواہ جمعہ پڑھیں خواہ ظہر پڑھیں۔

۳۔ اگر کسی جگہ تین مرد ہوں تو ضرور جمعہ پڑھیں۔ اگر تین کی تعداد پوری نہ ہو تو عورتوں کو شامل کر لیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ دو احمدی کسی گاؤں میں ہوں تو وہ بھی جمعہ پڑھ لیا کریں یا نہ۔ حضور نے فرمایا:

"ہاں پڑھ لیا کریں۔ فقہاء نے تین آدمی لکھے ہیں۔ اگر کوئی

اکیلا ہو تو وہ اپنی بیوی وغیرہ کو پیچھے کھڑا کر کے تعداد پوری کر سکتا ہے۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۱۴)

۴۔ جمعہ کی دو اذانیں ہوتی ہیں۔ایک شروع وقت میں اور دوسری اس وقت جب امام خطبہ کیلئے کھڑا ہو۔

۵۔ جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو سب کاروبار بند کر کے مسجد کی طرف چلے جانا چاہئے۔اس بارہ میں قرآن کریم کا حکم بہت واضح ہے۔

۶۔ نماز جمعہ کے دو حصے ہیں ایک خطبہ اور ایک باجماعت نماز۔خطبہ پہلے ہوتا ہے اس کے بعد دو رکعت فرض پڑھے جاتے ہیں۔خطبہ کے بغیر نماز جمعہ نہیں ہوتی۔

۷۔ فرض سے پہلے چار سنتیں پڑھے بشرطیکہ خطبہ شروع نہ ہوا ہو۔جب خطبہ شروع ہو جائے تو صرف دو سنتیں جلدی جلدی پڑھے لیکن اسے عادت نہ بنائے اور فرض کے بعد دو یا چار سنتیں پڑھے۔

۸۔ خطبہ پوری توجہ سے سنا جائے اور بالکل باتیں نہ کی جائیں۔کسی کو باتوں سے روکنا ہو تو اشارہ سے روکا جا سکتا ہے۔خطبہ کے وقت تنکوں سے کھیلنا بھی ممنوع ہے۔

۹۔ جمعہ کے روز غسل کرنے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔غسل کے بعد انسان

اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور میسر ہو تو خوشبو لگائے۔

۱۰۔ امام جب مسجد میں آئے تو اذان کا حکم دے اور خطبہ کھڑے ہو کر پڑھے۔

نمازِ قصر

۱۔ سفر کی حالت میں نمازیں قصر کرنی چاہئیں جو فرض نماز چار رکعت والی ہو اس کو دو پڑھے جو فرض نماز دو یا تین رکعت کی ہے وہ پوری ادا کرے اور پہلی اور پچھلی سنتیں ضروری نہیں۔ البتہ صبح کی دو سنتیں اور عشاء کے تین وتر ضرور پڑھے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ انسانوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ بعض نو دس کوس کو بھی سفر نہیں سمجھتے بعض کیلئے تین چار کوس بھی سفر ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

''شریعت نے ان باتوں کا اعتبار نہیں کیا۔ صحابہ کرامؓ نے تین کوس کو بھی سفر سمجھا ہے''۔

عرض کیا گیا۔ حضور بٹالہ جاتے ہیں تو قصر فرماتے ہیں؟ (بٹالہ قادیان سے گیارہ میل ہے) فرمایا:۔

''ہاں کیونکہ وہ سفر ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی طبیب یا حاکم بطور دَورہ کئی گاؤں میں پھرتا ہے تو وہ اپنے تمام سفر کو جمع کر کے اسے سفر نہیں کہہ سکتا''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۲۶ نیا ایڈیشن)

۳۔ اگر کسی جگہ پندرہ روز قیام کرنے کا ارادہ ہوتو قصر نہ کرے اور اگر کوئی ارادہ نہیں تو پھر قصر کرتا رہے۔

نماز جمع

سفر کی حالت میں یا بارش کے وقت یا کسی اور مجبوری کے وقت یا کسی دینی اجتماع کی خاطر نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر اور مغرب وعشاء۔ نمازیں جمع کرنے کی صورت میں سنتیں معاف ہیں۔

میّت کے احکام اور نمازِ جنازہ

۱۔ جب کوئی شخص فوت ہونے لگے تو اس کے پاس سورۃ یٰسین پڑھی جائے۔ ذکرِ الٰہی کیا جائے، کلمہ طیّبہ کا وِرد کیا جائے اور جب وہ فوت ہو جائے اور اس کی آنکھیں یا منہ کھلا ہوتو انہیں فوراً بند کر دینا چاہئے اور پاؤں سیدھے کر دینے چاہئیں۔

۲۔ میت کو غسل دیا جائے۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے اُبال لینا بہتر ہے۔ یا کوئی جراثیم کش دَوا ملا لی جائے کیونکہ بظاہر بیری کے پتوں کی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ غسل کرانے والا پہلے وضو کی جگہوں کو دھو دے، پھر داہنے پہلو کو، پھر سارے بدن کو۔ عورت کے بال گندھے ہوئے نہ رہیں انہیں کھول دیا جائے۔

۳۔ غسل کے بعد میّت کو کفن پہنایا جائے۔کفن میں مرد کے لئے تین کپڑے ہیں۔ایک کرتہ،ایک تہہ بند اور ایک چادر۔عورت کیلئے ان کے علاوہ سینہ بند اور کمر بند ہے۔ یہ کپڑے سلے ہوئے نہیں ہونے چاہئیں۔کرتے سے مراد ایسا کپڑا ہے جو اُوپر نیچے گھٹنوں تک آ جائے۔اس کو درمیان میں سے گریبان کی طرح چیر دیا جائے تا کہ سر گذر سکے۔اگر پورا کفن میسر نہ ہوتو ایک چادر یا کمبل میں لپیٹ کر دفن کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ فوت ہونے کے بعد کفن دفن میں جلدی کرنی چاہئے تا کہ نعش خراب نہ ہو۔

۵۔ کفن پہنانے کے بعد میّت کو ایسی جگہ لے جایا جائے جہاں نمازِ جنازہ ادا ہو سکے۔ یہ نماز مسجد کے باہر ہونی چاہئے۔حسبِ ضرورت مسجد میں بھی جائز ہے۔لیکن نعش مسجد میں نہ لانی چاہئیے۔محراب کے باہر امام کے سامنے رکھی جا سکتی ہے۔

۶۔ **نماز جنازہ:** میّت امام کے سامنے رکھی جائے۔مقتدی ایک یا تین یا پانچ غرض طاق صفوں میں کھڑے ہوں۔اس نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں۔صرف چار تکبیریں ہوتی ہیں۔ ہاتھ اُٹھا کر پہلی تکبیر کہے پھر ثناء تعوّذ وتسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے۔دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھے۔تیسری تکبیر کے بعد ذیل کی دعا پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔

دعاءِ جنازہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

ترجمہ: ''اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور ان کو جو حاضر ہیں اور جو حاضر نہیں اور ہمارے چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور عورتوں کو۔ اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے اس کو ایمان کے ساتھ وفات دے۔ اے اللہ! اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہم کو کسی فتنہ میں نہ ڈال۔''

نابالغ کیلئے دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا وَّاَجْرًا

اے اللہ اس کو ہمارے فائدہ کیلئے پہلے جانے والا بنا اور ہمارے آرام کا ذریعہ بنا اور سامانِ خیر بنا اور آرام کا موجب بنا۔

اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو اس طرح دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَالَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا وَّاَجْرًا

۸۔ اگر میت سامنے نہ ہو یعنی مرنے والا کسی دوسری جگہ فوت ہو گیا ہو تو حسبِ

ضرورت نماز جنازہ غائب پڑھی جاسکتی ہے۔

۹۔ ایک ہی نیت میں کئی میّتوں کی نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

۱۰۔ ایسا شخص جو وبائی مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا ہو اور دوسروں کے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو اس کو اپنے کپڑوں میں بغیر غسل دفن کرنا جائز ہے۔ اسی طرح شہید کو بھی بغیر غسل اور کفن دفن کرنا چاہئے تاہم اگر موقع ہو تو نماز جنازہ پڑھی جائے۔

۱۱۔ قبر کشادہ اور گہری بنائی جائے۔ میّت کو بغیر صندوق کے قبر میں لحد بنا کر یا لحد کے بغیر جسے شق کہتے ہیں، دفنانا بہتر ہے تاہم حفاظت کی غرض سے یا اماناً صندوق میں بند کر کے دفن کرنا جائز ہے۔

۱۲۔ میّت کو دفن کرنے کے بعد میّت کے لئے اور اس کے پسماندگان کیلئے دعا کی جائے۔

۱۳۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی ایک مسلمان کے مرنے پر سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ اگر کچھ لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو وہ سب کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نہ پڑھے تو سب گنہگار ہوں گے۔

۱۴۔ جنازہ ہر ایک مسلمان کا پڑھنا چاہئے خواہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہو اس کا جنازہ پڑھا جائے۔

۱۵۔ جو شخص جنازہ کے ساتھ نماز جنازہ تک رہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا

ہےاور جو دفن تک ساتھ رہے اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔

۱۶۔ میت کو بوسہ دینا جائز ہے لیکن رونا پیٹنا اور نوحہ کرنا جائز نہیں۔

روزہ کے احکام

۱۔ ماہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بالغ مومن مرد و عورت پر فرض کیے گئے ہیں۔ ایک دن کا روزہ بھی عمدًا بِلا کسی شرعی عذر کے ترک کرنا بڑا گناہ ہے جس کی تلافی عمر بھر روزے رکھ کر بھی نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ ندامت کا احساس اور توبہ واستغفار نہ ہو۔

۲۔ جو شخص مسافر ہو یا بیمار ہو اس کے لئے رخصت ہے وہ دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے جو دائم المریض ہو یا بہت بوڑھا اور ضعیف ہوگیا ہو اس پر روزہ فرض نہیں وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

۳۔ جو عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اس پر روزہ فرض نہیں وہ بطور فدیہ ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے۔

۴۔ بھولے سے اگر کوئی چیز کھالی جائے یا پی لی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر عمدًا بِلا شرعی عذر مثلاً بیماری یا سفر روزہ توڑ دیا جائے تو ایسے شخص کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ساٹھ دن مسلسل روزے رکھے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۵۔ روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

٦۔ اگر کسی شخص کو سحری کے وقت کھانا کھانے کا موقعہ نہیں ملا تو وہ اس عذر کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا۔ سحری کا کھانا روزہ کیلئے شرط نہیں۔

٧۔ مرض اور سفر کی حد شریعت نے مقرر نہیں کی اس کا انحصار ہر شخص کی حالت پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعامل سے سفر کی حد گیارہ میل معلوم ہوتی ہے اور مرض کی حد یہ ہے کہ جس سے سارے بدن میں تکلیف ہو یا کسی ایسے عضو میں تکلیف ہو جس سے سارا جسم بے قرار ہو جائے۔ جیسے بخار یا آنکھ کا درد۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ دار کی آنکھ میں تکلیف ہو تو دوائی ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا:

''یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں''

(ملفوظات پنجم صفحہ ۱۳۵ نیا ایڈیشن)

٨۔ جو شخص سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے وہ بھی خدا کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا''۔

٩۔ جو شخص صحت کی حالت میں ہے لیکن اسے خوف ہے کہ اگر مَیں روزہ رکھوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو ایسا خوف محض نفس کا دھوکا ہے اور ہرگز شرعی عذر نہیں۔ ہاں اگر طبیب کہتا ہے کہ روزہ نہ رکھو تو وہ بیمار کے حکم میں ہے۔

١٠۔ جس شخص کا سفر ملازمت کے فرائض میں داخل ہے یا روزی کمانے کے

لئے ہے جیسے ریلوے کے ملازم یا گاڑی کے ڈرائیور یا پھیری والے ان سب کو روزہ رکھنا چاہئے۔ان کا سفر سفر نہیں بلکہ معمول کی حالت ہے۔

۱۱۔ جو لوگ مزدور پیشہ یا زمیندار پیشہ ہیں اور رمضان میں انہیں ایسی مشقت کا کام پڑ جائے کہ اگر چھوڑیں تو ۶ ماہ کی فصل ضائع ہو جائے اور اگر کام کریں تو روزہ نہ رکھ سکیں تو وہ مجبور کے حکم میں ہیں۔مزدور پیشہ کو چاہئیے کہ وہ باقی سال کے گیارہ مہینہ اس قدر محنت کرے کہ رمضان میں آرام کر سکے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے کاشت کاروں اور مزدوروں کے بارے میں جن کا گزارہ مزدوری پر ہے اور روزہ ان سے نہیں رکھا جاتا۔فرمایا:

''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ۔یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔پھر جب میسر ہو رکھ لے''۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ۳۹۴)

۱۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ دار آنکھ میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے۔فرمایا:

''مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔رات سرمہ لگا سکتا ہے''۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ۱۷۳)

۱۳۔ رمضان کی ابتداء چاند دیکھنے سے ہوتی ہے۔اگر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان

کے تیس دن پورے کریں اور پھر روزے شروع کریں۔ چاند کے دیکھے جانے کے بارے میں اگر یقینی اطلاع دوسری جگہ سے مل جائے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔اسی طرح چاند دیکھ کر ہی رمضان کا اختتام ہوتا ہے اور اگر مطلع اَبر آلود ہو تو رمضان کے تیس دن پورے کرے۔سوائے اس کے کہ دوسری جگہ سے یقینی اطلاع موصول ہو جائے۔

۱۴۔ قادیان اور ربوہ ہر احمدی کیلئے وطنِ ثانی کا حکم رکھتا ہے لیکن وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔اس لئے سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔اس تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر روزہ رکھنے کے بعد سفر پیش آ جائے تو ایسی صورت میں روزہ کھول دینا چاہئے۔ مرکز میں پہنچنے کے بعد دوسرے دن اگر کوئی چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۱۵۔ بچوں کو روزہ نہیں رکھنے دینا چاہئے۔کیونکہ اس سے ذہنی اور جسمانی ارتقاء پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ہاں جب بچے کافی بڑے ہو جائیں تو بلوغت سے قبل معتدل موسم میں ایک دو روزے رکھنے میں مضائقہ نہیں۔

۱۶۔ روزوں کی دوسری قسم وہ ہے جو نفلی کہلاتے ہیں۔مثلاً ماہ شوال کے شروع میں چھ، ہر ماہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو، پیر اور جمعرات کے دن۔عرفہ کے دن یعنی ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو،اسی طرح عاشورہ کا روزہ بھی مسنون ہے۔

۱۷۔ رمضان کے ایام میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ رمضان میں تراویح آٹھ رکعت باجماعت مسجد میں پڑھنی چاہئے یا اگر پچھلی رات کو اُٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہئے۔ حضور نے فرمایا:۔

''نماز تراویح کوئی جُدا نماز نہیں۔ دراصل نمازِ تہجد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر دو طرح پڑھی ہے لیکن اکثر عمل آنحضرت ﷺ کا اس پر تھا کہ آپ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۷۰ نیا ایڈیشن و بدر جلد نمبر ۵۲ صفحہ ۲ مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷)

۱۸۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا، تر کپڑا اُوپر لینا، بدن کو تیل لگانا، خوشبو سونگھنا یا لگانا، تھوک نگلنا جائز ہے۔

مسائل زکوٰۃ

۱۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے چوتھا رکن ہے اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں اکثر جگہ نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر آیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کے تارک ایک ہی حکم میں ہیں۔

۲۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ بڑھتا ہے جو شخص یہ خیال

کرتا ہے کہ اس سے مال کم ہوتا ہے وہ نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے
خدائے تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ

(سورۃ الروم: ۴۰)

جو زکوٰۃ تم محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے دو گے۔ تو ایسے طور پر دینے والے (اپنے مالوں کو کم نہیں کرتے بلکہ) بڑھاتے ہیں۔

۳۔ جب امامِ وقت موجود ہو تو زکوٰۃ اسی کے پاس آنی چاہئے وہی بہتر جانتا ہے کہ اسے کس طرح خرچ کرے۔

۴۔ چندہ الگ چیز ہے اور زکوٰۃ الگ ہے۔ جو شخص وصیت ادا کرتا ہے یا دوسرے طوعی چندے ادا کرتا ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔

۵۔ مندرجہ ذیل پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(الف) اموال باطنہ: نقد روپیہ، سونا، چاندی خواہ کسی شکل میں ہو زیورات یا استعمال کی کوئی اور چیز

(ب): اموال ظاہرہ: (i) مویشی مثلاً، اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دنبہ بشرطیکہ یہ سرکاری چراگاہوں یا شاملات دیہہ میں چرتے ہوں اور ان کو گھر میں باقاعدہ چارہ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑے۔

(ii) زمین میں پیدا ہونے والی فصلیں جیسے گندم، جو، مکئی، چاول،

باجرہ، کھجور، انگور، جنگلی شہد اور کسی نے اکٹھا کیا ہو۔
(iii) وہ معدنیات جو افراد کی تحویل میں ہوں مثلاً لوہے کی کان، تانبے کی کان، ٹین کی کان، تیل کے کوئیں وغیرہ
(iv) اموال تجارت۔ صنعت و حرفت میں لگا ہوا سرمایہ
(بحوالہ فقہ احمدیہ صفحہ ۳۵۸، ۳۵۹)

۶۔ جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کیلئے شریعت نے ایک حد مقرر کی ہے جو مال اس مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اس حد اور مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

۷۔ غلّوں، کھجوروں، انگوروں پر اسی وقت زکوٰۃ یا عشر واجب ہوتی ہے جب ان کی فصل تیار ہو جائے اور مالک انہیں کاٹ لے لیکن باقی مال پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ مالک کے پاس ایک سال رہا ہو۔ غلوں، کھجوروں اور انگوروں پر زکوٰۃ صرف ایک دفعہ واجب ہے خواہ وہ ایک سال سے زائد عرصہ رہیں لیکن باقی اموال پر ہر سال واجب ہوتی ہے بشرطیکہ ان کی مقدار نصاب سے کم نہ ہو۔

۹۔ غلہ کا نصاب ۲۱ من ۵ سیر (۷۸۱ کلو ۸۷۰ گرام) ہے۔ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ جس کھیت کیلئے پانی قیمت ادا کر کے نہ لیا گیا ہو گویا بارانی زمین ہو تو اس کی شرح زکوٰۃ دسواں حصہ ہے لیکن جس کیلئے قیمت ادا کر کے پانی مہیا کیا گیا ہو مثلاً زمیندار خود نہر کھینچ کر لایا ہو یا ٹیوب ویل

لگوا کر زمین سیراب کرے تو اس کی شرح بیسواں حصہ ہے۔

۱۰۔ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ (۶۱۲ گرام ۳۵۱ ملی گرام) ہے اور زکوٰۃ کی شرح چالیسواں حصہ ہے۔ یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ پر زکوٰۃ کی مقدار ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی (۱۵ گرام ۳۱ ملی گرام) بنتی ہے۔ یہی حکم چاندی کے زیور کا ہے۔

۱۱۔ سونے کا نصاب چاندی کے نصاب کے تابع ہے اور زکوٰۃ کی شرح اس صورت میں بھی چالیسواں حصہ ہے سونے چاندی کے زیورات پر وزن کے لحاظ سے زکوٰۃ ہوگی نہ کہ ان کی بنوائی وغیرہ کے لحاظ سے۔

۱۲۔ سونے اور چاندی کے وہ زیور جو عام طور پر استعمال میں رہتے ہیں اور غرباء کو بھی عاریتاً دیئے جاتے ہوں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ سونے کے ایسے زیورات کا اندازہ آٹھ تولے تک ہے اور اسی بناء پر بعض فقہاء نے سونے کا نصاب ۸ تولے ۴ ماشہ (۹۷ گرام ۲۰۰ ملی گرام) مقرر کیا ہے لیکن یہ نصاب نہیں بلکہ استعمال کے زیور کے لحاظ سے چھوٹ ہے۔

۱۳۔ سکے خواہ وہ کسی دھات کے ہوں یا کاغذ کے ہوں ان کا نصاب چاندی کے مطابق ہوگا۔ یعنی جس شخص کے پاس اس قدر روپے یا پونڈ، ڈالر یا کرنسی نوٹ ہوں جن کی قیمت ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی کے برابر ہو تو ایسا شخص صاحب نصاب سمجھا جائے گا اور اسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینی ہوگی۔ یعنی ڈھائی فی صد۔

۱۴۔ اونٹوں کا نصاب ۵ راس (یا عدد) ہے۔ اگر ۵ سے کم اونٹ ہوں تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ گائیوں اور بھینسوں کا نصاب تیس راس ہے۔ بکری، بھیڑ اور دُنبہ کا چالیس راس ہے۔

۱۵۔ جس زمین کا گورنمنٹ لگان لیتی ہو اس کی پیداوار پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۱۶۔ اگر کاشت کار کے پاس زمین اجارہ کے طور پر ہو تو زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے ذمہ ہوگی۔ اگر اس نے زمین بٹائی پر لی ہو تو زکوٰۃ مشترکہ طور پر واجب ہوگی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد باقی غلہ مالک اور کاشت کار کے درمیان تقسیم ہوگا۔

حج کے مسائل

۱۔ حج تمام عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔

۲۔ حج اس شخص پر فرض ہے جو تندرست ہو اور اخراجات سفر برداشت کر سکتا ہو اور اپنے گھر والوں کے لئے مناسب انتظام کر سکتا ہو۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ سواری میسر ہو اور راستہ میں امن ہو۔ اگر مندرجہ بالا چار شرائط میں سے کوئی پوری نہ ہو تو حج فرض نہیں رہتا۔

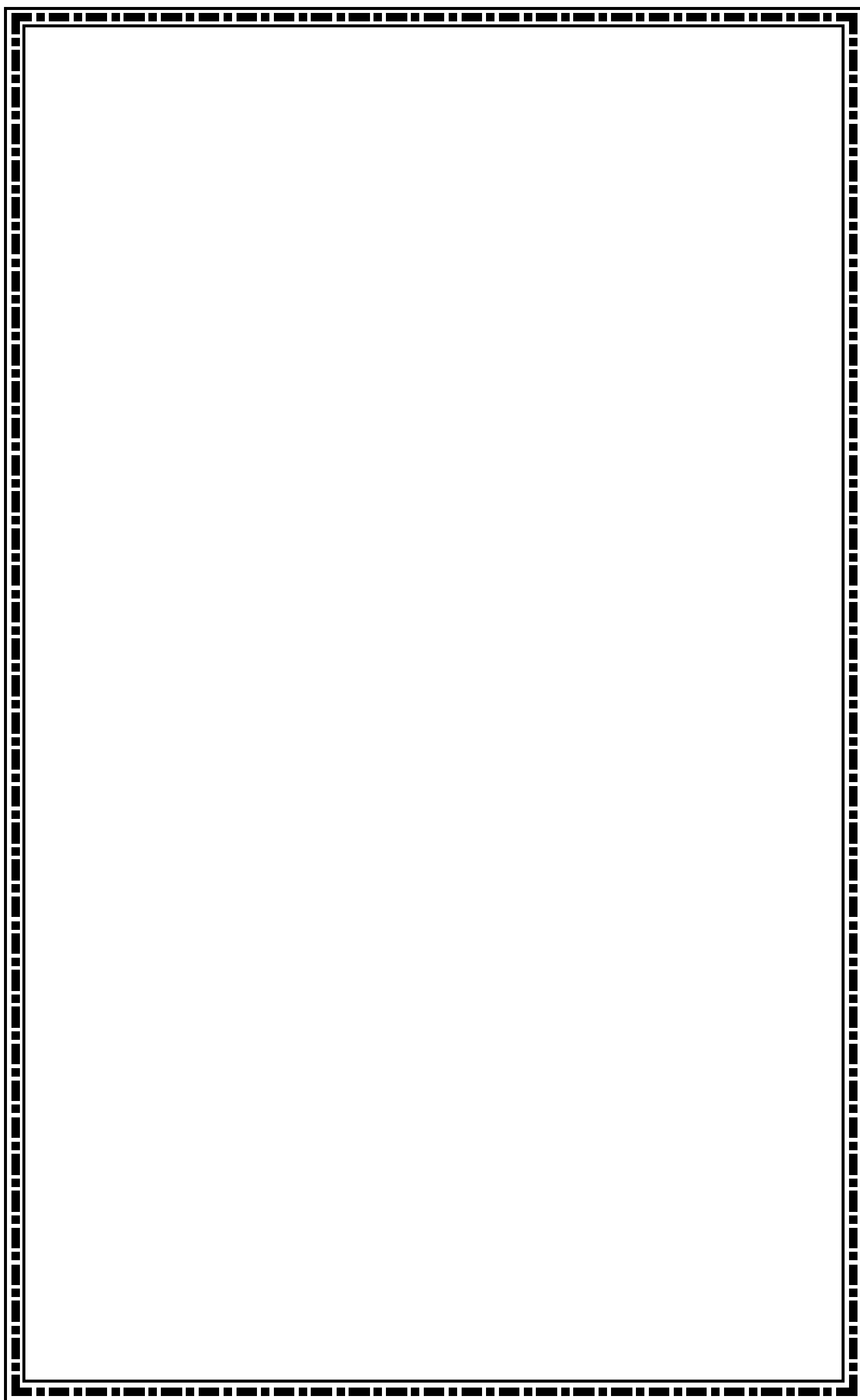
۳۔ اگر کوئی شخص خود حج نہ کر سکتا ہو لیکن شوق حج میں اور حصول ثواب کے لئے نفلی طور پر کسی اور شخص سے حج کروانا چاہے تو جائز ہے اسے حجِ بدل کہا جاتا ہے۔

۴۔ حج کے لئے وقت مقرر ہے یعنی مقررہ ایام میں ہی حج ہو سکتا ہے۔ لیکن عمرہ

سال کے دوران کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔

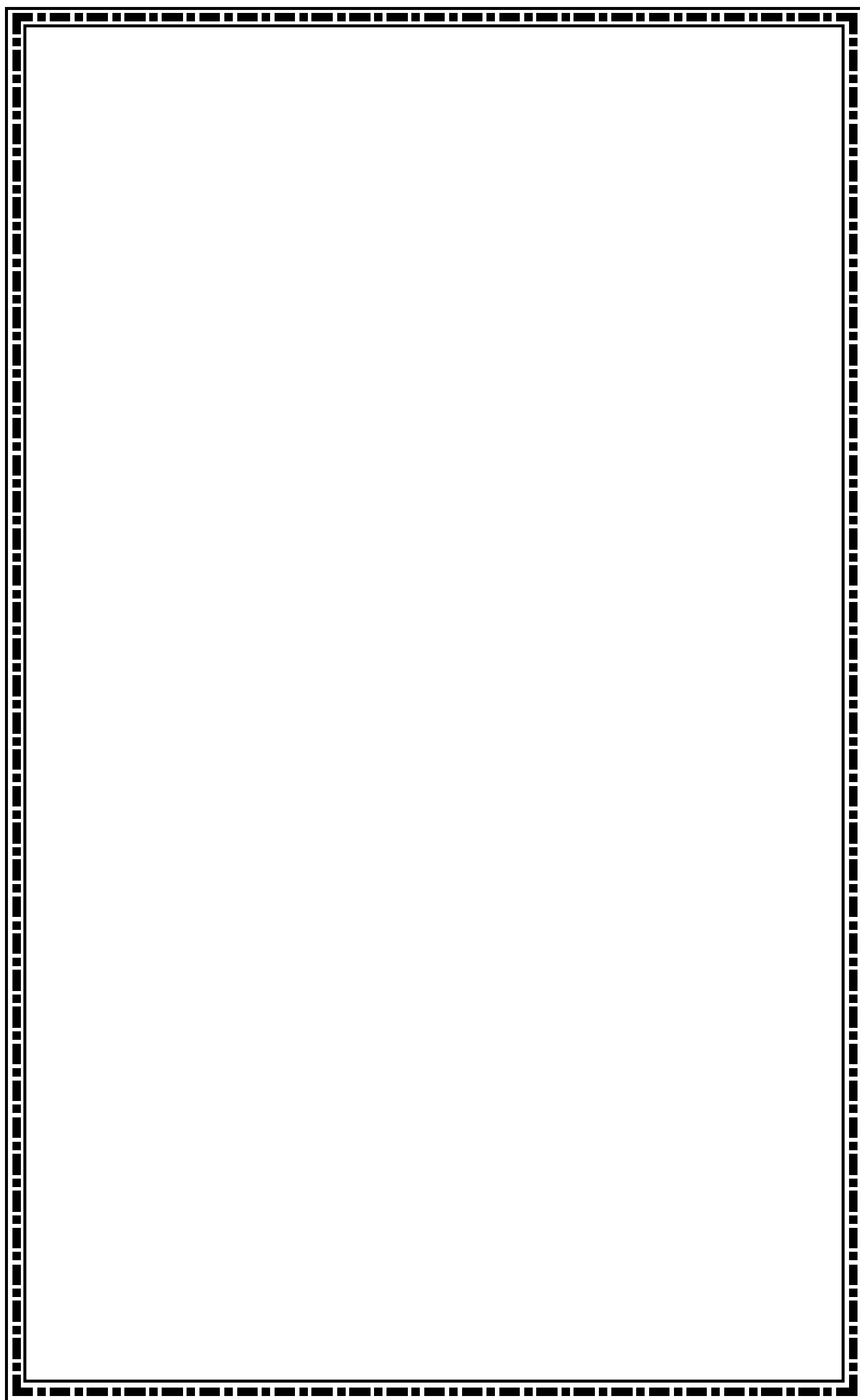
۵۔ حج کے تین ماہ ہیں۔شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ یعنی ان مہینوں میں حج کا احرام باندھنا ہوگا۔





باب دوم

ارشاداتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم



چند منتخبہ احادیث

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَ وَلَدِہٖ فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

(بخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم سب (اپنے اپنے دائرہ میں) کسی نہ کسی رنگ میں نگران اور حاکم ہو اور ہر شخص سے اس کے دائرہ حکومت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ افسر بھی نگران ہے (اس سے اپنے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا) اور مرد اپنے اہلِ بیت پر نگران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر بار اور اس کے بچوں پر نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیّت کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔

۲ – عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِھِمْ – (جامع الترمذی)

ترجمہ: ”ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مومنوں میں سے ایمان میں زیادہ کامل وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں

زیادہ اچھے ہیں اور پھر اے مسلمانو! تم میں سے زیادہ اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے میں زیادہ اچھے ہیں۔

۳- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا- (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں بھی اسے پائے وہ اس کا حقدار ہے۔

۴- عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ قَالَ بِاِسْمِکَ اَللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیَا وَاِذَا اسْتَیْقَظَ مِنْ مَنَا مِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ- (بخاری)

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جب سونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے اے خدا! میں تیرے نام ہی سے مرتا اور جیتا ہوں اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کِلِمَۃٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ اَوْ قَالَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ فَقُلْتُ بَلٰی فَقَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ- (مسلم)

ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کیا میں تجھے ایسے کلمہ کی خبر نہ دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے یا فرمایا۔ مَیں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں۔ مَیں نے کہا۔ ضرور بتایئے آپ نے فرمایا۔ یہ دعا کہ بدی سے بچنے اور نیک کام کرنے کی کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کے ساتھ۔

٦- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَىَّ فَاَخْبِرْنِىْ بِشَىْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَايَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ- (ترمذی)

عبداللہ بن بُسرؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اسلام میں شریعت کے احکام تو بہت ہیں۔ مجھے آپ کوئی ایسی چیز بتائیں۔ جس پر مَیں مضبوطی سے خاص طور پر قائم رہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ

(سنن ابن ماجہ)

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص تین جمعہ کی نماز بلاضرورت چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے۔

٨- عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَعْمَالُ

بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیٍٔ مَانَوٰی– (بخاری)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر انسان کو اسی کا بدلہ ملتا ہے جو اس کی نیت ہوتی ہے۔

۹– عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْابِھٰٓؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسْلِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ– (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کلمات سے دعا کیا کرتے تھے۔ اے خدا میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور سستی سے اور ارذل عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائش سے۔

۱۰– عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَایُجْمِعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِیْ النَّارِ– (جامع ترمذی)

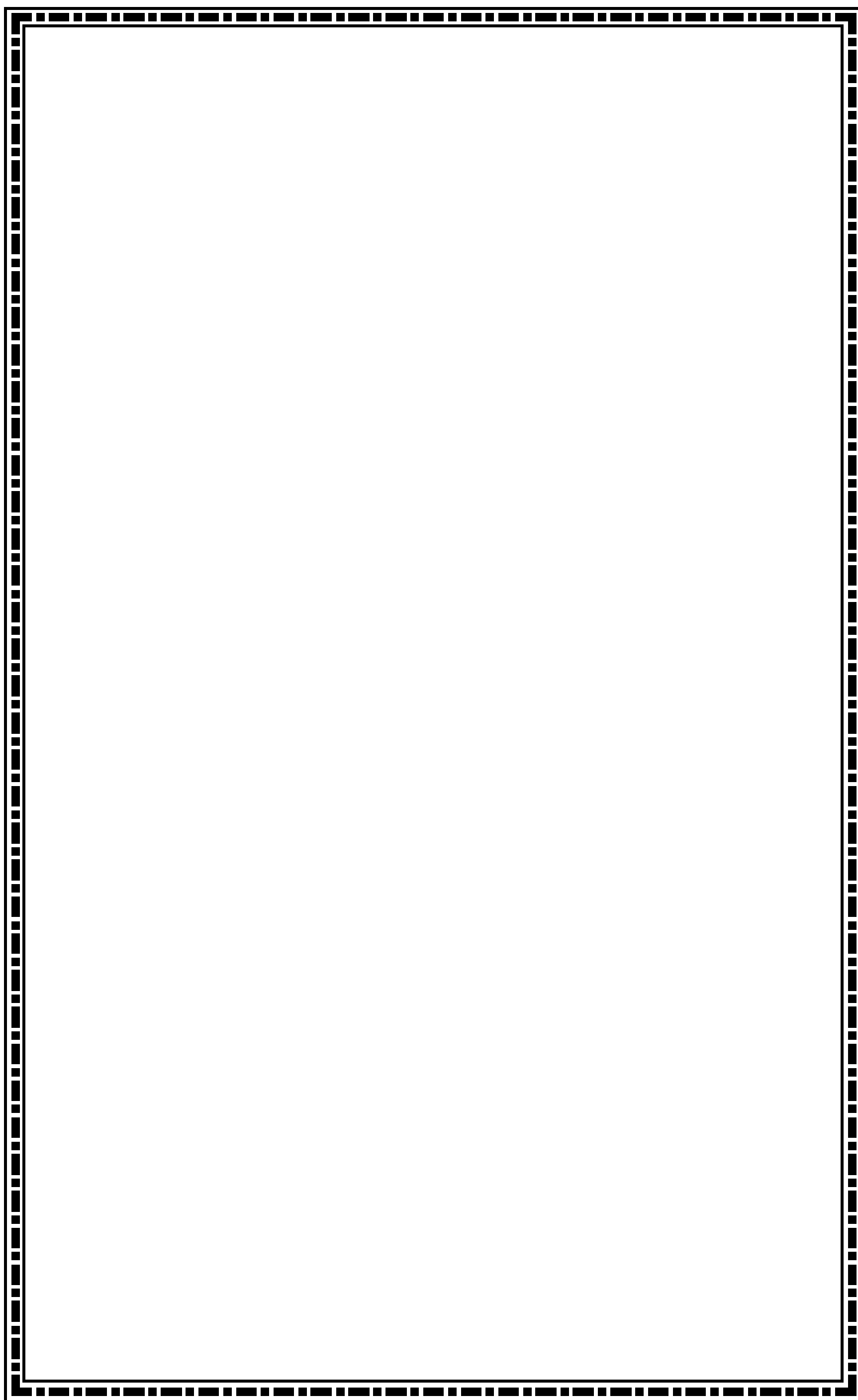
حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میری ساری امّت کو یا فرمایا امّت محمدیّہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوگی جو شخص اس سے الگ ہوگا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

نوٹ: ان احادیث میں سے چند ضرور زبانی یاد ہونی چاہئیں۔



باب سوم

اختلافی مسائل



مسئلہ وفاتِ عیسیٰ علیہ السّلام

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؔ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٧﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٨﴾

(المائدہ:۱۱۷۔۱۱۸)

اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو تو اس نے جواب دیا کہ (ہم) تجھے (تمام عیبوں سے) پاک قرار دیتے ہیں۔ میری شان کے شایان نہ تھا کہ مَیں وہ (بات) کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوگا۔ جو کچھ میرے جی میں ہے تو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے مَیں نہیں جانتا۔ تو یقیناً (سب) غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ مَیں نے ان سے صرف وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور جب تک میں ان میں

(موجود) رہا میں ان کا نگران رہا مگر جب تو نے میری روح قبض کر لی (یعنی وفات دے دی) تو تو ہی ان پر نگران تھا (مَیں نہ تھا) اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔

استدلال

اس آیت میں **قَالَ اللّٰهُ** کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس کے معنی ہیں اللہ نے کہا۔ لیکن اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کرے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ تو وہ جواب دیں گے کہ مَیں جب تک قوم میں موجود رہا وہ نہیں بگڑی تھی مَیں ان کا نگران تھا۔ لیکن **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو اُن کا نگران تھا مجھے ان کے بگڑنے کا کوئی علم نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب اسی وقت درست ہوسکتا ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ وفات پا کر اپنی قوم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے۔ اگر یہ مانا جائے کہ قیامت سے قبل وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو پھر قیامت کے دن قوم کے بگڑنے سے ان کا لاعلمی کا اظہار جھوٹ ٹھہرتا ہے جو کسی طرح ممکن نہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ قوم کے بگڑنے سے قبل وفات پا گئے اور ان کے لئے دوبارہ دنیا میں آنا کسی طرح ممکن نہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ لفظ تــوفّــی فعل ہے۔ جب اس کا فاعل خدا ہو اور مفعول۔ کوئی ذی روح ہو تو اس کے معنی سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں

ہوتے اور قبض روح صرف دو طرح ہوتا ہے۔ وفات کے ذریعہ یا نیند کی حالت میں۔ جب نیند کی حالت میں قبض روح مراد ہو تو اس کے لئے قرینہ موجود ہوتا ہے ورنہ توفّی کے معنی ہمیشہ موت کے ہوتے ہیں۔عربی زبان میں ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں جہاں توفّی کا لفظ ذی روح یعنی جاندار چیز کیلئے استعمال ہوا ہو اور خدا اس فعل کا فاعل ہو تو اس کے معنی قبض روح کے سوا کچھ اور بھی کئے جاسکتے ہوں۔

دوسری دلیل

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(آل عمران:۵۶)

ترجمہ:’’(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰ مَیں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا اور جو تیرے پیَرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔

استدلال

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے کئے ہیں۔

۱۔ مَیں تجھے وفات دوں گا یعنی یہودی تجھے مار نہیں سکیں گے۔

۲۔ مَیں تجھے عزت دوں گا۔ یہودی تجھے صلیب پر مار کر ذلیل نہیں کر سکتے۔ بائبل میں لکھا ہے جو کاٹھ پر (یعنی صلیب پر) مارا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہودی اس منصوبہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے اور تجھے صلیب پر موت نہیں آئے گی جو تیری بے عزتی کا موجب ہو۔

۳۔ مَیں تجھے یہود کے الزامات سے پاک ٹھہراؤں گا۔

۴۔ مَیں تیرے ماننے والوں کو انکار کرنے والوں پر قیامت تک غلبہ عطا کروں گا یعنی عیسائی ہمیشہ یہود پر غالب رہیں گے۔

یہ چاروں وعدے خدائے تعالیٰ نے اسی ترتیب سے پورے کر دیئے پہلے وفات دی پھر انجام بخیر کر کے اپنے حضور میں ان کو عزت بخشی اور ان کے درجات بلند کئے۔ یہود کے تمام الزامات سے ان کو پاک ٹھہرایا اور ان کے ماننے والوں کو آج تک یہود پر غالب رکھا اور آئندہ بھی قیامت تک یہودی مغلوب رہیں گے۔

اس آیت میں رَافِعُكَ اِلَيَّ کے یہ معنی کرنے کہ مَیں تجھے اُٹھا کر آسمان پر لے جاؤں گا۔ صراحتاً غلط ہیں۔ اوّل تو آسمان کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ دوسرے اگر رفع کے معنی اٹھانے کے ہی کئے جائیں (جو اس جگہ بالکل بے جوڑ ہوں گے) تب بھی لفظی معنی صرف یہ ہوں گے کہ مَیں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب خدا کی کوئی جہت نہیں۔ وہ ہر طرف اور ہر جگہ ہے۔ اوپر کی طرف اٹھائے

جانے کی تخصیص کیوں کی جائے۔ اگر اُوپر کی طرف اُٹھانے کے ہی معنی کئے جائیں تب بھی قرآنی محاورہ کے مطابق اس کا مطلب عزت بخشنا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم:۵۸)

ہم نے اسے نہایت بلند مقام تک اُٹھایا تھا۔ یعنی بڑا رتبہ عطا کیا تھا اور عزت بخشی تھی۔ کیا یہ تسلیم کیا جائے کہ ادریس علیہ السلام بھی آسمان پر چلے گئے؟ اس کے علاوہ قرآن کریم نے وفات کا ذکر پہلے کیا ہے اور اُٹھانے کا بعد میں۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے اور وہ وہاں زندہ ہیں کسی وقت دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے اور پھر وفات پائیں گے تو ترتیب بدل جاتی ہے۔ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ جس ترتیب سے واقعات کا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے وہ (نعوذ باللّٰہ) غلط ہے۔ قرآن کریم کی ترتیب کو نہ غلط قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ بدلا جا سکتا ہے۔ غرض رفع کے لفظ کے جو معنی بھی کئے جائیں ان سے عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وفات رفع سے پہلے ہے۔ ہم نماز میں دعا کرتے ہیں۔ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ اے اللہ میرا رفع کر۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ مجھے آسمان پر اُٹھالے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ میرے درجات بلند کر۔ یہی معنی اس آیت میں عیسیٰ علیہ السَّلام کے لئے کئے جائیں گے۔

تیسری دلیل

مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّہٗ صِدِّیۡقَۃٌ ؕ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ

(مائدہ:۷۶)

مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھا اس سے پہلے رسول (بھی) فوت ہو چکے ہیں اور اس کی ماں راستباز تھی۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

استدلال

اس آیت میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کی حیثیت صرف ایک رسُول کی ہے اور ان سے پہلے جس قدر انبیاء آئے وہ فوت ہو گئے وہ خود بھی اور ان کی والدہ بھی کھانا کھایا کرتے تھے۔ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ماضی استمراری ہے یعنی جب زندہ تھے وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب نہیں کھاتے۔ جس طرح حضرت مریم موت کی وجہ سے اب کھانا نہیں کھاتیں اسی طرح مسیح ابن مریم بھی نہیں کھاتے۔ انبیاء کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے

وَ مَا جَعَلۡنٰہُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ مَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ

(انبیاء:۹)

اور ہم نے ان رسولوں کو ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ غیر معمولی عمر پانے والے لوگ تھے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء بغیر کھانا کھائے زندہ نہیں رہ سکتے۔خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم کھانا کھایا کرتے تھے صاف بتلاتا ہے کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اور اب وہ زندہ نہیں ہیں۔

چوتھی دلیل

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ

(آل عمران:۱۴۵)

اور محمد صرف ایک رسول ہیں۔اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟

استدلال

اس آیت میں صاف بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے آنے والے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔قَدْ خَلَتْ کے لفظی معنی ہیں گذر چکے ہیں اور گذرنے سے مراد اس جگہ وفات پانے کے ہی ہیں کیونکہ گذرنے کی صرف دو صورتیں اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ایک موت اور دوسرے قتل کیا جانا۔اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ضرور ان کا

استثناء کر دیا جاتا۔ پھر انہیں الفاظ میں سورۃ مائدہ آیت ۷۶ (دلیل سوم) میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آنے والے سب انبیاء گذر چکے ہیں۔ جس طرح باقی انبیاء اس جہاں سے گذر گئے اسی طرح حضرت مسیح ابن مریم بھی اس جہان سے گذر گئے اور اب ہرگز زندہ نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وہ ہرگز اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے نہیں گئے۔ انسانوں کے لئے تو خدا کا یہی قانون ہے کہ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (اعراف:۲۶) اسی (زمین) میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے۔ اس قانون کے ہوتے ہوئے کسی فرد بشر کا آسمان پر جانا کیسے ممکن ہے؟

اگر کوئی وجود اپنی خوبیوں اور اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے زندہ رکھے جانے کے قابل ہوسکتا تھا تو وہ ہمارے آقا سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (انبیاء:۳۵) اور ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مَر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ مسلمان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ فوت ہوکر زمین میں مدفون ہیں لیکن مسیح ابن مریم (نعوذ باللّٰہ) ابھی تک اس خاکی جسم کے ساتھ چوتھے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا
ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

عدم رجوع مَوتےٰ

جو لوگ وفات پا جاتے ہیں یا کسی طرح مَر جاتے ہیں ان کے متعلق خدائے تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ وہ پھر اس دنیا میں واپس نہیں آتے۔ مندرجہ ذیل آیات سے اس قانون کی صراحت ہوتی ہے۔

۱۔ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

(انبیاء:۹۶)

اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

۲۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝

لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

(المومنون:۱۰۰۔۱۰۱)

اوراس وقت جب ان میں سے کسی کوموت آ جائے گی وہ کہے گا۔اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے تا کہ مَیں اس جگہ جس کو میں چھوڑ کرآ گیا ہوں (یعنی دنیا میں) مناسب حال عمل کروں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔صرف ایک منہ کی بات ہے جسے وہ کہہ رہے ہیں اوران کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے (پس وہ دنیا کی طرف زندہ کر کے کبھی لوٹائے نہیں جائیں گے)

مسئلہ ختم نبوت

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

جماعت احمدیہ کا اس بات پر ایمان ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النّبیّین ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ درجہ صرف آپ کو ہی ملا۔آپ کے سوا کوئی اور وجود ایسا نہیں جو اس صفت سے متصف ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱۔ ''عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ

کر ہے۔اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی“۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء، روحانی خزائن جلد ۱۹)

۲۔ ”اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی۔اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیّین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی“۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

آیت خاتم النبیّین اور اس کا مفہوم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(احزاب:۴۱)

نہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

یہ آیت پانچ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی اور پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کرلیا۔حضرت زیدؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

منہ بولے بیٹے تھے۔ جب حضور نے زید کی مطلقہ (یعنی حضرت زینبؓ) سے نکاح کیا تو کفّار اور منافقین نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا جو کسی طرح درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ کسی کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا۔ حرمت تو حقیقی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے میں ہے لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں۔ اس لئے حضرت زینبؓ سے نکاح پر اعتراض غلط ہے۔

سورۃ احزاب کی آیت ۷ میں یہ کہا گیا تھا کہ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ط یعنی نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ نبی کی بیویوں کو ماں قرار دینے سے کوئی شخص یہ استدلال کرسکتا ہے کہ نبی اور مومنین کا رشتہ باپ بیٹے کا ہوا ایسی صورت میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زیدؓ کی مطلقہ (حضرت زینبؓ) سے نکاح کرنا اپنی بہو سے نکاح کرنے کے مترادف ہے۔ اس اعتراض کو دور کرنے کیلئے فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ یعنی (جسمانی لحاظ سے) نہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (اور نہ ہوں گے) لہٰذا زیدؓ کے طلاق دینے کے بعد حضرت زینبؓ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں۔

آیت خاتم النبیّین کے پہلے ٹکڑے سے بے شک بہو سے نکاح کرنے کا

اعتراض دور ہوگیا۔لیکن جسمانی ابوّت کے انکار سے دو اور شبہات پیدا ہو سکتے تھے۔ اوّل یہ کہ بوجہ نبی ہونے کے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مومنوں کا باپ قرار دیا گیا تھا۔لیکن جب یہ کہا گیا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر آپ کی نبوت ورسالت بھی جاری ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ آپ کی نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث دشمن آپ کو ابتر کہتا تھا۔اب اس آیت میں کہا گیا ہے کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں تو کیا واقعی (نعوذ باللہ) آپ ابتر ٹھہرے؟ ان ہر دو اعتراضات کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰـکِـنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ۔جسمانی ابوّت کی نفی سے یہ نہ سمجھنا کہ آپ روحانی لحاظ سے باپ نہیں رہے۔ اللہ کا رسول ہونے کے لحاظ سے آپ مومنین کے روحانی باپ بدستور ہیں جس طرح ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ نہ صرف اس قدر بلکہ آپ کا مقام اور مرتبہ دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں بہت بلند و بالا ہے اور آپ خاتم النبیّین ہیں۔ یعنی نبیوں کی مہر ہیں۔آپ کی تصدیق اور آپ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

اس آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖن میں خَاتَمَ (تاء کی زبر کے ساتھ) کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہو سکتے۔ اگر یہاں خاتِم (تاء کی زیر کے ساتھ) ہوتا تو ختم کرنے والا کے معنی ہو سکتے تھے لیکن یہاں (ت) پر زبر ہے۔ جب خَاتَم (تاء کی زبر کے ساتھ) کسی صیغے کے ساتھ استعمال ہو تو اس کے معنی ہمیشہ ''افضل'' کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں خَـاتَـمُ الْاَوْلِیَاء۔خَـاتَـمُ المحدّثین. خَاتَمُ

الشعراء آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کے لئے خَاتَمُ الْاَوْلِیَاء کے الفاظ استعمال کئے ہیں (تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیّین) تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ پس محاورہ عرب کے مطابق خَاتَمُ النَّبِیّٖن کے ایک معنی یہ ہوئے کہ تمام انبیاء سے افضل یا ایسا وجود جس پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے اور وہ اپنے کمال میں بے مثال ٹھہرا۔

غرض اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بیشک جسمانی لحاظ سے کسی مَرد کے باپ نہیں ہیں لیکن روحانی لحاظ سے بحیثیت رسول آپ سب مومنوں کے باپ ہیں۔ نہ صرف مومنوں کے باپ ہیں بلکہ روحانی لحاظ سے تمام انبیاء کے بھی باپ ہیں۔ آپ کا محمد (یعنی قابلِ تعریف وجود) ہونا اس بات کا محتاج نہیں کہ آپ کی جسمانی اولاد ہو بلکہ آپؐ محمدؐ ہیں رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے اور خاتم النبیّین ہونے کے لحاظ سے۔

واضح رہے کہ رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے ہر نبی امت کا باپ ہوتا ہے۔ جو چیز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سب سے ممتاز کرتی ہے وہ آپ کا خاتم ہونا ہے۔ یعنی آپ تمام انبیاء سے بلحاظ مقام و مرتبہ افضل و اعلیٰ ہیں۔ دوسرے آپ کی قوتِ قدسیہ اور روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ یعنی آپ کی تعلیم پر عمل کرنے اور آپ کی کامل پیروی سے انسان نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے اور یہ خوبی آپ سے قبل کسی نبی کو حاصل نہیں تھی۔

خاتم النبیّین کے اسی مفہوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمالِ نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جس کا ذکر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دُور کیا جائے"۔

(ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۶۔۷)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دوسرے بزرگان نے خَاتَمَ النَّبِيّين کے کیا معنی کئے

۱۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے چچا حضرت عباسؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

اِطْمَئِنَّ يَا عَمِّ فَاِنَّکَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِيْنَ فِی الْهِجْرَةِ كَمَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ فِی النُّبُوَّةِ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸)

اے چچا! آپ مطمئن رہئے کہ آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس

طرح مَیں خاتم النبیّین ہوں۔

ظاہر ہے کہ ہجرت کا سلسلہ حضرت عباسؓ پر ختم نہیں ہو گیا حالانکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں خاتم المہاجرین قرار دیتے ہیں۔اسی طرح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوگیا اس قول کا صرف یہ مفہوم ہے کہ آئندہ حضرت عباسؓ کی شان کا اب کوئی مہاجر نہیں ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان کا کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲۔ حضرت علیؓ کے متعلق آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

اَنَا خَاتَمُ الْاَنبِیاءِ وَاَنتَ یَا عَلِیُّ خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ

(تفسیر صافی زیر آیت خاتم النّبیّین)

اے علی! مَیں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔

۳۔ مجمع بحار الانوار میں جو لغت کی کتاب ہے لفظ خاتم کے نیچے حضرت عائشہؓ کا یہ قول درج ہے۔**قُولُوْا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔** (تکملہ صفحہ ۸۵) یہ تو کہو کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔اس کے آگے لکھا ہے۔ **ھٰذَا نَاظِرٌ عَلٰی نُزُوْلِ عِیسٰی وَھٰذَا ایضًا لَایُنَافِیْ حَدِیْثَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّہٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ** (تکملہ صفحہ ۸۵) یعنی یہ قول حضرت عائشہؓ صدیقہ کا نزولِ مسیح کا مؤید و محافظ ہے اور **لَانَبِیَّ بَعْدِیْ** والی حدیث کا بھی مخالف نہیں کیونکہ خاتم النبیّین والی آیت اور **لَانَبِیَّ بَعْدِیْ**

کا مطلب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کو منسوخ کرے۔

امکانِ نبوت از قرآنِ کریم

قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ جاری ہے اور اس امر کا امکان موجود ہے کہ آپ کے بعد ایسے نبی آتے رہیں جو آپ کے امّتی ہوں اور قرآن کریم کی تعلیم کو ہی دنیا میں رائج کرنے والے ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر اور بلا واسطہ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی قسم کا روحانی مقام حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ خدائے تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کی سب راہیں مسدود ہیں سوائے اس راہ کے جو قرآن کریم نے بتلائی اور اس اُسوہ کی پیروی کے جو ہمارے آقا سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ پس اُمتی نبی کے راستہ میں آیت خاتم النبیّین ہرگز روک نہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہے۔

پہلی آیت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

(نساء: آیت ۷۰)

اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

استدلال

اس آیت میں اُمّتِ محمدیہ کیلئے جو درجات مقدر ہیں ان کا ذکر ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں اور اس رسول یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کرنے والوں کو نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے مقام و مرتبے عطا کئے جائیں گے۔ گویا ایک سچا مومن اور مسلمان صالحیت کے مقام سے ترقی کرتے کرتے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں دوسرے انبیاء کا ذکر ہے وہاں بتلایا گیا ہے کہ ان کی پیروی سے زیادہ سے زیادہ صدیقیت کا مقام حاصل ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ

(الحدید:۲۰)

ترجمہ: ”اور جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہداء کا درجہ پانے والے ہیں۔ ان دونوں آیات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے نبیوں کی اطاعت کے نتیجہ میں انسان صرف صدیق

شہید اور صالح کا درجہ پا سکتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کے نتیجہ میں ان مدارج کے علاوہ نبوت کا مرتبہ بھی مل سکتا ہے۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورۃ نساء کی مندرجہ بالا آیت میں **مَعَ الَّذِيْنَ** کے الفاظ ہیں یعنی ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جو نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوں گے اس سے یہ کہاں پتہ لگا کہ وہ ان میں سے ہوں گے۔ یہ اعتراض قلتِ تدبیر کا نتیجہ ہے اور عربی زبان اور قرآنی اسلوبِ بیان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کیونکہ **مَعَ** کے معنی سیاق وسباق اور قرینہ کے مطابق بعض اوقات صرف ''میں'' کے ہوتے ہیں ساتھ کے نہیں۔ جیسا کہ دعا سکھائی **وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ** (آل عمران: ۱۹۴) یعنی مومن یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جب کوئی نیک آدمی مرنے لگے تو ہم بھی مر جائیں بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ ہمیں اس حالت میں وفات دے کہ ہم نیک لوگوں میں شامل ہوں۔

اگر مندرجہ بالا آیت میں ''**مَعَ**'' کا ترجمہ ''ساتھ'' کیا جائے تو آیت بے معنی ہو جاتی ہے کیونکہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ خدا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی سے انسان نبی تو نہیں ہو سکتا ہاں ان کے ساتھ ہوگا تو لازماً یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان چاروں درجوں میں سے کوئی درجہ بھی نہیں ملے گا۔ صرف ان کے ساتھ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ جن کو یہ مدارج ملیں گے۔ اگر انسان صالح یا نیک بھی نہ بن سکا تو پھر کیا فائدہ ہوا۔ اس سے تو نعوذ باللہ یہ

ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے انبیاء کا مقام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بلند ہے کیونکہ ان کی اطاعت سے صدیقیت کا درجہ مل جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مَعَ کے یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے والے نبوت کے مقام تک فائز ہوں گے۔

دوسری آیت

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

(الحج:۷۶)

اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی رسول منتخب کرتا ہے اور کرتا رہے گا کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

استدلال

اس آیت میں یَصْطَفِیْ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہوں گے ''منتخب کرتا ہے'' اور ''منتخب کرے گا''۔ گویا اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک سنت کا ذکر کیا ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب فرماتا رہتا ہے۔ اور خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فرمایا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ تو خدا کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔

تیسری آیت

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(الاعراف:٣٦)

اے آدم کے بیٹو! جب بھی تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اور وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سنائیں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے اور اصلاح کریں گے ان کو (آئندہ کیلئے) کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ وہ (ماضی کی طرح کسی بات پر) غمگین ہوں گے۔

استدلال

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جب تک بنی آدم اس دنیا میں موجود ہیں ان میں رسول آتے رہیں گے اور انسانوں کا فرض ہے کہ ان پر ایمان لائیں۔ اس جگہ اگرچہ ساری نسلِ انسانی کو عمومی رنگ میں خطاب کیا گیا ہے لیکن درحقیقت آنحضرت ﷺ کے زمانہ اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلی آیت کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

(الاعراف:٣٢)

اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کرلیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس جگہ مسجد میں زینت اختیار کرنے کا حکم امتِ محمدیہ کو ہے لیکن خطاب بنی آدم کہہ کر کیا گیا ہے۔

چوتھی آیت

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۠

(سورۃ فاتحہ آیت ۶۔۷)

ترجمہ: ’’(اے اللہ) ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہوگئے) ہیں۔‘‘

استدلال

اس آیت میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ ہم انعام یافتہ گروہ کے راستہ پر چلیں اور انعام پائیں۔ قرآن کریم سورۃ نساء آیت ۶۹۔۷۰ میں (جس کی تشریح پہلی آیت میں اوپر آچکی ہے) اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ انعام پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے

مقام پر سرفراز کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا (المائدہ:۲۱)

اور (تم اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ کے اس انعام کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی مقرر کئے تھے اور تمہیں بادشاہ بنایا تھا۔اس آیت میں نبوت کو اور بادشاہت کو انعام قرار دیا ہے ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں خود یہ دعا سکھائی ہے تو دراصل اس میں اس بات کی بشارت دی ہے کہ وہ ہم میں بھی نبوت اور بادشاہت کا انعام جاری رکھے گا۔امّتِ مسلمہ کو خیر امّت قرار دیا گیا ہے۔ وہ خیر امّت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس میں بھی سلسلہ نبوت جاری رہے جیسے اس سے قبل دوسری امتوں میں جاری تھا۔اگر اس انعام کا دروازہ بند تسلیم کیا جائے تو پھر امّتِ مسلمہ خیرِ اُمّت کیونکر قرار دی جا سکتی ہے۔

امکانِ نبوّت از احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود اس بارے میں جو کچھ فرمایا اس سے بھی یہی عیاں ہوتا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ چند احادیث پیش ہیں۔

پہلی حدیث

اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴)

ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی اُمّت میں پیدا ہو۔

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ کہہ کر ایک استثناء کر دیا اگر کسی نبی کے پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں تھا تو اس استثناء کی ضرورت نہیں تھی۔

دوسری حدیث

آیت خاتم النبیّین ۵ ھ میں نازل ہوئی ۹ ھ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے اور پھر فوت بھی ہو گئے ان کی وفات پر حضورؐ نے فرمایا:

لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کے باوجود نبوت کا امکان باقی ہے اگر خاتم النبیّین کے یہی معنی ہوتے کہ آئندہ کوئی نبی نہیں ہوگا تو ایسی صورت میں حضور کو یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ اگر

ابراہیم زندہ رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النبیّین ہوں ۔لیکن حضور کا یہ ارشاد ہے کہ ابراہیم کے نبی ہونے میں موت حائل ہوگئی ۔اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

تیسری حدیث

مسیح موعود کے بارے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

اَلَآ اِنَّـہٗ لَیْـسَ بَیْنِیْ وبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ وَاَ لَآ اِنَّـہٗ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ۔ (طبرانی فی اوسط والکبیر)

سن لو! میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں اور سن لو کہ وہ میری اُمّت میں میرا خلیفہ ہے۔

حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح

حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کو عام طور پر اس امر کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہوگیا ہے لیکن جب قرآن کریم کی متعدد آیات نیز احادیث سے نبوت کے جاری رہنے کا امکان موجود ہے تو لازماً اس حدیث کا وہی مفہوم صحیح ہوسکتا ہے جو قرآن کریم اور دوسری احادیث کے خلاف نہ ہو اس لحاظ سے لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کا مفہوم بزرگانِ دین نے یہی بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسی نبوت بند ہے جو تشریعی ہو یعنی اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو قرآنی شریعت کو منسوخ کر

دے۔ اُمّتی نبی کے آنے میں یہ حدیث روک نہیں چند بزرگان کے اقوال درج ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَاتَقُوْلُوْا لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد۵ صفحہ۲۰۴ وتکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اے لوگو! آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم الانبیاء ضرور کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔

۲۔ امام ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

وَرَدَ لَانَبِيَّ بَعْدِیْ مَعْنَاهُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا يَحْدُثُ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ بِشَرْعٍ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ — (الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ صفحہ ۲۲۶)

حدیث میں لَانَبِيَّ بَعْدِیْ کے جو الفاظ آئے ہیں اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت کو لے کر پیدا نہیں ہوگا جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

۳۔ الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن العربیؒ فرماتے ہیں:۔

وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِانْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَانَبِيَّ اَیْ لَا نَبِيَّ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِیْ—

(فتوحات مکیہ جلد۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۷۳)

یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے۔ میرے بعد نہ رسول ہے اور نہ نبی یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اب ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی کوئی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔

۴۔ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی (وفات ۱۸۸۹ء) لکھتے ہیں:۔

''لَانَبِــیَّ بَـعْـدِیْ آیا ہے۔جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی شرعِ ناسخ لے کر نہیں آئے گا''۔(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)



صداقت حضرت مسیح موعود از قرآنِ کریم

قرآن کریم ایک کامل شریعت ہے اس میں تمام دینی معاملات کے متعلق تفصیلی ہدایات اور راہنمائی موجود ہے اور کوئی پہلو دین کا ایسا نہیں جو تشنہ رہ گیا ہو۔ ہر مسئلہ سے متعلق نہ صرف ہدایات دی گئی ہیں بلکہ اس کے دلائل اور اس کی حکمتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں۔ ایک مدعی نبوت کی صداقت کا معاملہ بھی ایک اہم دینی مسئلہ ہے۔ قرآن کریم نے اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ایسے معیار مقرر کئے ہیں جن کے ذریعہ صادق اور کاذب میں تمیز ہو سکتی ہے۔

معیارِ اوّل

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان سے کہہ دے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:۱۷)

اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گذار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

استدلال

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ مَیں دعویٰ نبوت سے قبل تم میں ایک لمبی عمر گذار چکا ہوں کیا تم نے مجھے پہلے

کبھی جھوٹ بولتے دیکھا ہے۔ اگر مَیں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں جو دعویٔ نبوت سے قبل کی ہے کسی ایک معاملہ میں بھی جھوٹ نہیں بولا تو کیا تمہاری عقل اس بات کو تسلیم کرے گی کہ آج اچانک میں خدائے تعالیٰ کے بارے میں جو احکم الحاکمین ہے جھوٹ اور افترا سے کام لینے لگا ہوں۔ انسانی فطرت تو یہ ہے کہ ہر عادت خواہ نیکی کی ہو یا بدی کی آہستہ آہستہ پڑتی ہے۔ یہ تو فطرت کے ہی خلاف ہے کہ چالیس سال تک تو انسان سچ بولتا رہا ہو اور پھر ایک دم ایسا تغیر پیدا ہو جائے کہ انسان خدا کے بارے میں جھوٹ بولنے لگے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دعویٰ نبوت پیش کرنے سے قبل لوگوں کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا کہ اگر مَیں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکرِ جرار چھپا ہوا ہے تو تم اس بات کو مان لوگے! تو انہوں نے کہا **مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا** (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الشعراء جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ مصری) ہم نے آپ سے سوائے سچ کے کسی اور چیز کا تجربہ نہیں کیا۔ تب آپ نے فرمایا۔ **فَاِنِّیْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَیْ عَذَابٍ شَدِيْد**۔ میں خدا کی طرف سے نبی ہو کر آیا ہوں اور ایک خطرناک عذاب سے تمہیں ڈراتا ہوں۔ یہ بات سن کر حاضرین میں سے ابولہب اٹھا اور اس نے کہا **تَبًّا لَكَ**۔ تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے یہ کیا بات کہی ہے۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی دوست اور دشمن سب کے تجربہ کی رُو سے پاک اور صاف ہوتی ہے اور وہ جھوٹ بولنے کا

قطعاً عادی نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کی دعویٰ نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک وصاف ہوتی ہے لیکن دعویٰ نبوت کرنے کے بعد لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگا دیتے ہیں۔ پس ایک مدعی نبوت کی صداقت کو پرکھنے کیلئے اس کی دعویٰ سے قبل کی زندگی کو دیکھنا چاہئے۔ اگر وہ ہر پہلو سے پاک وصاف ہے تو بلا شبہ وہ سچا ہے۔ یہ ایسی دلیل ہے جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے اور جاہل سے جاہل بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اسی دلیل کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود سچے قرار پاتے ہیں۔ دیکھئے حضور علیہ السلام اپنی پاکیزہ زندگی کے بارے میں کیسی تحدی سے فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی میں نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلئے یہ ایک دلیل ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

اس چیلنج کو پیش کئے آج سو سال سے زائد ہو گئے ہیں۔ کوئی شخص حضور علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی پر نکتہ چینی نہیں کر سکا۔ صرف یہی نہیں کہ کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا بلکہ یہ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے سارے ہندوستان میں پھر کر حضور کے خلاف کفر کے فتوے جمع کئے دعویٰ سے قبل کی زندگی کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ حضور متقی اور پرہیز گار تھے اور انہوں نے دین کی بے مثال خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' پر ریویو کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

''اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی .... اور اس کا مولف (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام) بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے''۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۶ صفحہ ۷)

پس اگر دعویٰ نبوت سے قبل کی پاکیزہ زندگی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم (فداہ اُمی و ابی) کی صداقت کی دلیل ہے تو یقیناً اہل دانش کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی بھی دلیل ہے کیونکہ آپ نے بھی دنیا کے سامنے خدائی مرسل ہونے کا دعویٰ پیش کیا۔

معیارِ دوم

صداقت کا دوسرا معیار مدعی کے دعویٰ سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں فرماتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٥﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٦﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٧﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٨﴾

(الحاقہ ۴۵ تا ۴۸)

ترجمہ: ’’اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اُسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔‘‘

استدلال

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ مدعی جھوٹا ہوتا اور جھوٹے الہام بنا کر یہ کہتا کہ یہ الہام خدا نے کیا ہے تو ہم اُسے پکڑ لیتے اور جلد ہلاک کروا دیتے اُسے اتنی مہلت نہ دی جاتی کہ وہ لوگوں کو مسلسل گمراہ کرتا رہتا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ زندگی اس بارے میں معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنے لمبے عرصہ تک (جو ۲۳ سال پر ممتد ہے) اس کا زندہ رہنا اس بات کی

دلیل ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں راستباز ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو بہت جلد ہم گرفت کرتے اور ہلاک کر دیتے۔ اس آیت سے یہ نتیجہ نکلا کہ کوئی جھوٹا مدعی الہام و وحی اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا جتنا عرصہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم رہے۔ جب سے دنیا بنی ہے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو (بشرطیکہ وہ مجنون نہ ہو) دعویٰ کے ۲۳ سال کی مہلت نہیں ملی۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس آیت کریمہ میں لفظ تَقَوَّلَ استعمال ہوا ہے جو جان بوجھ کر اور عمداً جھوٹ بولنے پر دلالت کرتا ہے ایک مجنون اور دیوانہ اس قانون کی زد میں نہیں آتا کیونکہ وہ بوجہ بیماری معذور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کا سلسلہ ۴۳[1] برس تک جاری رہا۔ پس آپ کا اتنی مدت تک ہلاک نہ ہونا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ آپ بلاشبہ راستباز اور منجانب اللہ تھے۔

معیار سوم

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(الجن: ۲۷۔۲۸)

غیب کا جاننے والا وہی ہے (یعنی خدائے تعالیٰ) اور وہ اپنے غیب پر اپنے رسولوں کے سوا کسی کو کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔

---

[1] پہلا الہام ۱۸۶۵ء کا ہے اور آخری ۲۰/ مئی ۱۹۰۸ء اس طرح سلسلہ الہامات ۴۳ سال پر پھیلا ہے۔

استدلال

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (الانعام:۶۰)

یعنی غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس آیت میں الْغَيْبِ سے مراد خالص غیب ہے جس کی پیش بینی کسی سائنسی اصول پرنہیں کی جاسکتی۔سورۃ الجن کی آیت میں یہ بتلایا ہے کہ خالص غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ صرف اپنے برگزیدہ انبیاء کو ہی کثرت سے بتلاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق جس شخص کو کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع دی جائے اس کے رسول ہونے میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ ظَهَرَ عَلَى الْغَيْب کے یہی معنی ہیں کہ امورِغیبیہ کثرت سے بتلائی جائیں اور وہ عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوں گویا کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ گویا غیب پر غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔

قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی غیبی خبریں کچھ آفاق سے یعنی اطرافِ عالم سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ افراد سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ فرمایا سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَق (حم سجدہ:۵۴)

ترجمہ: ''عنقریب ہم ان لوگوں کو اطرافِ عالم میں بھی نشان دکھائیں

گےاور خود ان کی جانوں میں بھی یہاں تک کہ ان کے لئے ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآنی وحی) حق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہزار ہا امور غیبی سے مطلع کیا گیا جن کا تعلق قوموں اور ملکوں، دوستوں اور دشمنوں، اپنے خاندان والوں اور خود اپنی ذات سے تھا اور وہ اپنے اپنے وقت پر بعینہٖ اسی طرح ظاہر ہو کر خدائے تعالیٰ کی ہستی، اسلام کی صداقت اور آپ کے منجاب اللہ ہونے پر گواہ ٹھہرے ان میں سے چند کا اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ زار کی حالتِ زار

پہلی جنگ عظیم سے قبل زارِ روس کی حکومت دنیا کی طاقتور ترین حکومت سمجھی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر ۱۵/اپریل ۱۹۰۵ء میں پیشگوئی فرمائی کہ وقت آ رہا ہے جب زارِ روس کی حالت قابلِ رحم ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے اِزار
اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار

خوں سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷)

اس پیشگوئی کے مطابق ۱۹۱۴ء میں پہلی عالمگیر جنگ شروع ہوئی بیشمار جانیں ضائع ہوئیں اور خون کی ندیاں بہہ گئیں اور روس میں ایک انقلاب برپا ہوگیا جس کے نتیجہ میں آناًفاناً زارِرُوس کا نہ صرف خاتمہ ہوگیا بلکہ اس کی اور اس کے خاندان کی حالت واقعی ایسی ہوگئی جس پر رونا آتا ہے اور زارِروس باحالِ زار ہوگیا۔

۲۔آہ نادرشاہ کہاں گیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ایک رؤیا ہوا فرمایا:

''صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا'' آہ نادرشاہ کہاں گیا''۔

(تذکرہ صفحہ ۵۴۳ طبع دوم)

اس الہام کا تعلق سرزمین کابل سے ہے ۱۸۸۳ء میں جو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا۔

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلٌّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (تذکرہ صفحہ ۸۲ طبع دوم) یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔ یعنی ہر ایک کے لئے قضاء وقدر در پیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں۔

اس پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۳ء میں حضرت شہزادہ سیّد عبداللطیف صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب جو کابل کے رہنے والے تھے افغانستان کے شاہی خاندان کے حکم سے صرف اس وجہ سے سنگسار کر دیئے گئے انہوں نے احمدیت کو قبول کرلیا تھا۔ یہ کارروائی امیر حبیب اللہ خاں کے دَور میں ہوئی۔

پھر یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا:۔

''تین بکرے ذبح کئے جائیں گے''۔(تذکرہ صفحہ ۵۸۲ طبع دوم)

چنانچہ یہ الہام ۱۹۲۴ء میں اس طرح پورا ہوا کہ افغانستان کے اسی شاہی خاندان کے آخری حکمران امیر امان اللہ خاں کے حکم سے جماعت احمدیہ کے تین اورافراد یعنی حضرت مولوی نعمت اللہ خاں صاحب، حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب اور ملا نور علی صاحب صرف احمدیت کی وجہ سے شہید کر دیئے گئے۔ اوّل الذکر ۳۱/ اگست ۱۹۲۴ء کو شہید کئے گئے اور دوسرے دو افراد ۲/ فروری ۱۹۲۵ء کو شہید کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ افغانستان کا یہ شاہی خاندان بیگناہ احمدیوں کے خون سے ہاتھ رنگے گا اس لئے علام الغیوب خدا نے ایک اور خبر ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' کے الفاظ میں دی اور فرمایا کہ یہ خاندان اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں ایک نہایت ہی معمولی شخص حبیب اللہ خاں المعروف بچہ سقّہ کے ہاتھوں اس خاندان کا تخت اُلٹ گیا اور وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ اس وقت نادر خاں نامی ایک جرنیل فرانس میں بیمار پڑا تھا افغانوں نے اس کو بلایا اور وہ افغانستان کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے

''خان'' کا ملکی لقب ترک کر کے ''شاہ'' کا لقب اختیار کیا اور ''نادر شاہ'' کہلانے لگا۔ پھر ۸/ نومبر ۱۹۳۳ء کو عین دن کے وقت ایک شخص عبدالخالق نے ایک بڑے مجمع میں اسے قتل کر دیا۔ اس طرح نادر شاہ کی بے وقت اور اچانک موت نے نہ صرف افغانستان بلکہ تمام دنیا کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے کہ ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا''۔

۳۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی

لیکھرام ہندوستان کے آریہ سماج فرقہ کا ایک لیڈر تھا جو بہت گندہ دہن تھا اور اسلام پر اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات پر رکیک حملے کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت سمجھایا اور ان باتوں سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ شرارت، شوخی اور بدگوئی میں بڑھتا گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ کو بتایا گیا کہ:۔

عِجْلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَارٌ– لَهٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ–

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بد زبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔

(اشتہار ۲۰/ فروری ۱۸۹۳ء)

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر تحریر فرمایا:۔

''اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے یعنی

۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں''۔

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۹۳ء)

ایک اور الہام کے الفاظ ہیں:۔

یُقْضٰی اَمْرُہٗ فِیْ سِتٍّ۔

(استفتاء اُردو حاشیہ صفحہ ۱۷، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۵)

اس کا معاملہ چھ میں ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے پیشگوئی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوگی وہ عید کے دن کے ساتھ ملا ہوا دن ہوگا۔ اسی طرح آپ نے اپنی کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں لیکھرام کے بارے میں لکھا:۔

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغ برّانِ محمدؐ

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۹)

ان تمام پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لیکھرام کے بارے میں مندرجہ ذیل امور آپ کو بتلائے گئے تھے۔

۱۔ لیکھرام پر ایک عذاب آئے گا جس کا نتیجہ موت ہوگا۔

۲۔ یہ عذاب چھ سال کے عرصہ میں آئے گا۔

۳۔ یہ عذاب عید کے ساتھ ملے ہوئے دن میں آئے گا۔

۴۔ لیکھرام سے گوسالہ سامری کا سا سلوک کیا جائے گا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔

۵۔ وہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار کا کشتہ ہوگا۔

ان پیشگوئیوں کے پانچ سال بعد کسی نامعلوم شخص نے لیکھرام کے گھر میں تیز خنجر سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ عید کے ساتھ ملا ہوا دن تھا۔ گوسالہ سامری کو ہفتہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے جلایا گیا اور پھر راکھ دریا میں پھینک دی گئی اسی طرح لیکھرام ہفتہ کے دن ہلاک ہوا۔ پہلے جلایا گیا اور پھر راکھ دریا میں ڈال دی گئی اس کی ہلاکت اسلام کی صداقت، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے اور اہلِ ہند بالخصوص ہنود کے لئے وہ حجت ٹھہری۔

۴۔ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق پیشگوئی

ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا ایک مشہور عیسائی مناد تھا جس نے صیحون نامی ایک شہر بسایا اور اعلان کیا کہ حضرت مسیح اسی شہر میں اُتریں گے۔ اس شخص کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور اس کا شہر بہت بارونق ہوگیا۔ اسے اسلام سے سخت عداوت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے مباہلہ کی دعوت دی تا کہ عیسائیت اور اسلام کی صداقت کا فیصلہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں اس نے اپنے اخبار میں لکھا۔

''ہندوستان کا ایک بیوقوف محمدی مسیح مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیوں اس شخص کو جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا''۔

اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو دوبارہ دہرایا اور لکھا کہ ڈوئی اگرچہ پچاس برس کا جوان ہے اور مَیں ستر برس کا ہوں لیکن فیصلے کا انحصار عمروں پر نہیں ہوتا۔ احکم الحاکمین اس کا فیصلہ کرے گا۔ نیز کہا۔

''اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد آفت آنے والی ہے''۔ (اشتہار ۲۳/ اگست ۱۹۰۳ء)

اس خدائی پیشگوئی کے بموجب خدا کا قہر اس پر نازل ہوا۔ عین اس وقت جب کہ وہ ایک عظیم اجتماع سے خطاب کر رہا تھا اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ زبان بند کر دی گئی جو آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی تھی۔ پھر دماغی فتور اور کئی اور بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر غبن کا الزام تھا۔ شہر صیحون تباہ ہو گیا نہ صرف مریدوں نے بلکہ اہل وعیال نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ بیٹے نے کہا کہ وہ ولد الزنا تھا۔ بالآخر ہزاروں مصیبتیں اور ذلتیں سہتا ہوا ۹/ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس جہان سے رخصت ہوا۔ بیوی بچے تک جنازے میں شریک نہ ہوئے۔ گھر میں سے

شراب کی بوتلیں اور کنواری لڑکیوں کے عاشقانہ خطوط برآمد ہوئے۔

غرض پیشگوئی کے مطابق وہ ذلّت و رسوائی کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوا اور اس کی عبرتناک موت عیسائی دنیا کے لئے ایک حجت قرار پائی اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مسیح محمدی کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرگئی جو رہتی دنیا تک ایک نشان رہے گا۔

۵۔طاعون کی پیشگوئی

۶/فروری ۱۸۹۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشف میں دیکھا:۔

''خدائے تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں......مَیں نے لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے''۔

(تذکرہ صفحہ ۳۱۹ طبع ثانی)

اس پیشگوئی کے مدِّنظر آپ نے اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو مشورہ دیا کہ کھلے مقامات پر رہائش اختیار کریں۔لوگوں نے اس کا بڑا مذاق اُڑایا کیونکہ ملک میں طاعون کا نشان تک نہ تھا۔پیسہ اخبار لاہور نے لکھا۔

''مرزا اسی طرح لوگوں کو ڈرایا کرتا ہے۔دیکھ لینا خود اسی کو طاعون ہوگی''۔

لیکن پیشگوئی کے مطابق چند ماہ بعد طاعون نمودار ہوگئی مگر حملہ کمزور تھا اس

لئے لوگ تمسخر سے باز نہ آئے تو حضور نے از راہِ ہمدردی ۱۷/مارچ ۱۹۰۱ءکو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں تحریر کیا:۔

''سواے عزیزو! اس غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بَلا جو بہت نزدیک آ گئی ہے خدا اس کو نابود کر دے۔ اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بَلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دُور ہوتی ہے''۔

جب لوگوں نے اس تنبیہہ سے فائدہ نہ اُٹھایا تو خدائے ذوالجلال کا غضب بھڑکا اور ۱۹۰۲ء میں طاعون نے اس قدر زور پکڑا کہ لوگ کتوں کی طرح مرنے لگے اور گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ اس قدر موتا موتی ہوئی کہ لاشوں کو سنبھالنے والا کوئی نہ ملتا۔ یہ حالات دیکھ کر آپ نے پھر ایک رسالہ ''**دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء**'' تحریر فرمایا اور لوگوں کو توجہ دلائی کہ اس مصیبت کا حقیقی علاج یہی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف توجہ کی جائے اور اس کے فرستادہ کو قبول کیا جائے۔ چنانچہ تحریر فرمایا:۔

''**اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔** یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دُور نہ کر لیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور

رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دُور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا''۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۲ تا ۱۴)

پھر خداوند عزوجل نے یہ بھی خبر دی کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کَلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ وَ اُحَافِظُکَ خَآصَّةً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ (تذکرہ صفحہ ۴۲۴ طبع دوم)

یعنی مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اُونچا کریں اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام''۔

طاعون کی مصیبت سے لوگوں کو بچانے کیلئے حکومتِ وقت نے طاعون کا ٹیکہ لگوانا شروع کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ٹیکہ کرانے سے منع کر دیا تا کہ وہ نشان جو حضور علیہ السلام کی صداقت کے لئے مقرر کیا گیا تھا مشتبہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ایک کتاب ''کشتی نوح'' تصنیف فرمائی اور اس میں تحریر فرمایا:۔

''اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور

ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا وے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مَت دلگیر ہو یہ حکمِ الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکہ کی کوئی ضرورت نہیں''۔

(کشتی نوح صفحہ۲)

''میں بار بار کہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور پر ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالبِ حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشانِ الٰہی کے یہ نتیجہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی''۔(کشتی نوح صفحہ۵)

غرض جیسا کہ کہا گیا تھا ویسا ہی وقوع میں آیا۔لوگ حیرت سے مشاہدہ کرتے تھے کہ احمدی اس بَلا سے باوجود ٹیکہ نہ کرانے کے محفوظ رہتے ہیں اگر کسی گھر کے چار افراد میں سے ایک احمدی ہوتا تو وہ بچ جاتا اور باقی تین بیماری کا شکار ہو جاتے۔ طاعون کے کیڑے کس طرح فرق کرتے تھے۔ کہ فلاں احمدی ہے اور فلاں نہیں۔لوگوں کیلئے یہ ایک حیرت انگیز امر تھا اور اس مشاہدہ کی وجہ سے لوگ کثرت سے اس جماعت میں شامل ہوئے۔ گویا خدائے تعالیٰ

کی فعلی شہادت نے یہ بات واضح کر دی کہ وہ اس جماعت کے ساتھ ہے اور اس کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ پھر قادیان میں بھی حسب وعدہ اس مرض کی وہ شدت نہ ہوئی جو دوسرے قصبات اور شہروں میں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کے وعدوں پر کس قدر یقین تھا اس کا اندازہ اس امر سے ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے ایک مرید مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو جو حضور علیہ السلام کے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ کچھ بخار ہو گیا اور انہیں خیال ہوا کہ مرضِ طاعون کا حملہ ہے۔ حضور نے پورے وثوق سے فرمایا۔ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام ونشان نہ تھا‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۲۶۵)



صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از احادیث

پہلی حدیث

حدیث میں ہے اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ۔ (دار قطنی صفحہ ۱۸۸)

ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ہیں اور جب سے خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے یہ دو نشان کسی کیلئے ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو (گرہن کی راتوں ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں سے) پہلی رات کو گرہن لگے گا۔ دوسرا نشان یہ ہے کہ اسی رمضان میں سورج گرہن کی تاریخوں (یعنی ۲۷، ۲۸، ۲۹ میں سے) درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو گرہن لگے گا۔

حدیث کے الفاظ میں اَوَّلَ لَیْلَةٍ سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا کیونکہ پہلی رات کو تو علمِ ہیئت کی رُو سے گرہن لگتا ہی نہیں۔ دوسرے پہلی رات کے چاند کو عربی میں ہلال کہتے ہیں لیکن حدیث میں ''قمر'' کے الفاظ ہیں۔ چاند تین راتوں کے بعد قمر کہلاتا ہے۔ (دیکھو لغت کی کتاب المنجد)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس پیشگوئی کے چار پہلو ہیں۔

(۱) چاند کا گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی رات کو یعنی تیرھویں کو گرہن لگے گا۔

(۲) سورج گرہن کے مقررہ دنوں میں سے درمیانی دن یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگنا۔

(۳) دونوں گرہنوں کا ایک ہی رمضان میں وقوع پذیر ہونا۔

(۴) ایک مہدویت کے دعویدار کا موجود ہونا جس کی صداقت کے لئے یہ نشان ظاہر ہوں (تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'')

علمِ ہیئت کے مطالعہ اور گرہنوں کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت سے لیکر ۱۸۹۴ء تک کبھی ان مقررہ تاریخوں میں سورج و چاند کو گرہن نہیں لگا۔ ایسا وقوعہ پہلی مرتبہ ۱۸۹۴ء میں ہوا جب کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدعی مہدویت موجود تھے۔ اور اس وقت ان کے سوا دنیا میں کوئی مدعی مہدویت موجود نہیں تھا۔ یہ نشان ۱۸۹۴ء میں مشرقی نصف کرہ میں ظاہر ہوا۔ (دیکھو اخبار آزاد ۴/دسمبر ۱۸۹۴ء نیز اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ ۶/دسمبر ۱۸۹۴ء) پھر انہی شرائط کے ساتھ اگلے سال رمضان کے مہینہ میں ہی سورج اور چاند کو دوسری مرتبہ گرہن لگا اور یہ گرہن دنیا کے مغربی نصف کرہ میں دیکھا گیا۔

خدائے تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یعنی سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں گرہن لگا کر ثابت کر دیا کہ:۔

۱۔ ہمارے آقا سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ پیشگوئی درست ہے اور چودہ سَو سال قبل ایک اُمّی غیب کی ایسی خبر اپنے پاس سے بنا کر پیش نہیں کر سکتا تھا۔ یہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کا ایک بیّن نشان ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعاوی میں راست باز اور واقعی وہی مہدی ہیں جن کی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی تھی کیونکہ کوئی جھوٹا مدعی سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگا سکتا۔

دوسری حدیث

پھر حدیث میں آتا ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُلَھَا دِیْنَھَا

(ابوداوٗد جلد۲ صفحہ۲۴۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آ کر دین کی تجدید کرے گا۔

سب محدثین کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اس کے صحیح ہونے کو ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بموجب ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے رہے۔ فہرست مجددین نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹ پر پیش کی ہے۔

چودہویں صدی کے آغاز پر ہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور سورج و چاند نے رمضان کی مقررہ تاریخوں میں گرہن ہو کر اس کی تصدیق کر دی چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

پھر فرماتے ہیں:۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

تیسری حدیث

جب سورۃ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعہ:۴)

ترجمہ: ”اور اُن (یعنی صحابہ کرامؓ) کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ (یعنی اللہ) اس (رسول) کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے نہیں ملی۔ تو صحابہؓ نے

پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں جن میں آپ کی دوبارہ بعثت ہوگی تو آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

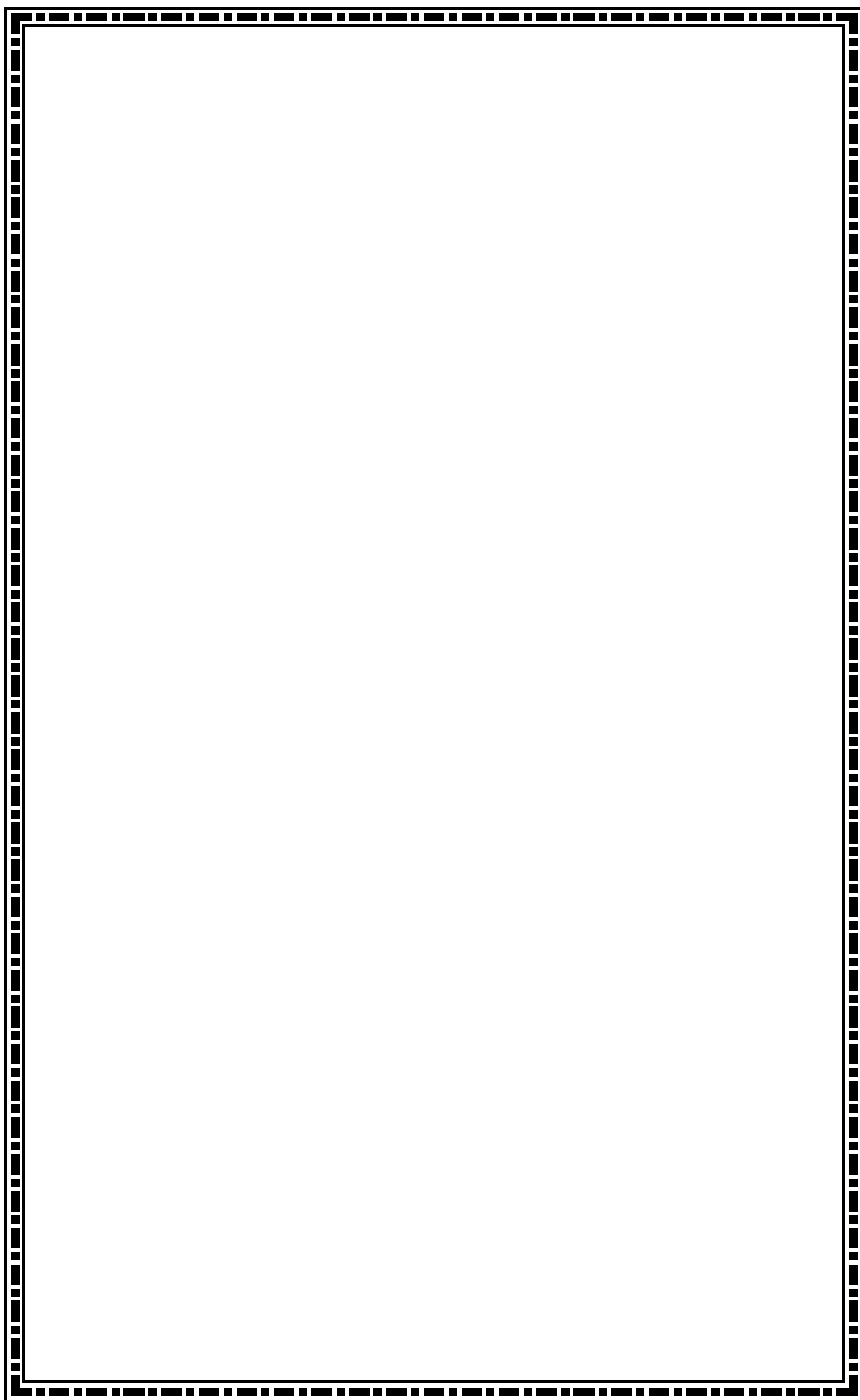
اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ گیا تو اہلِ فارس کی نسل میں سے ایک یا ایک سے زائد لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

اس حدیث میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب ایمان دنیا سے اُٹھ کر ثریا تک چلا جائے گا اس وقت اہل فارس کی نسل میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص ایسے ہوں گے جو دنیا میں پھر ایمان کو قائم کر دیں گے اور ان کے ذریعہ ایک ایسی جماعت قائم ہوگی جو صحابہؓ کا نمونہ ہوگی اور اس رجل فارس کا ظہور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بعثتِ ثانیہ کا رنگ رکھے گا۔ گویا آنے والا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہی بروز ہوگا۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ حاجی برلاس جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ تھے امیر تیمور صاحبقران کے چچا تھے اور برلاس قبیلہ سمرقند کے علاقہ میں آباد تھا جو ایران (یا فارس) کا ایک علاقہ ہے۔

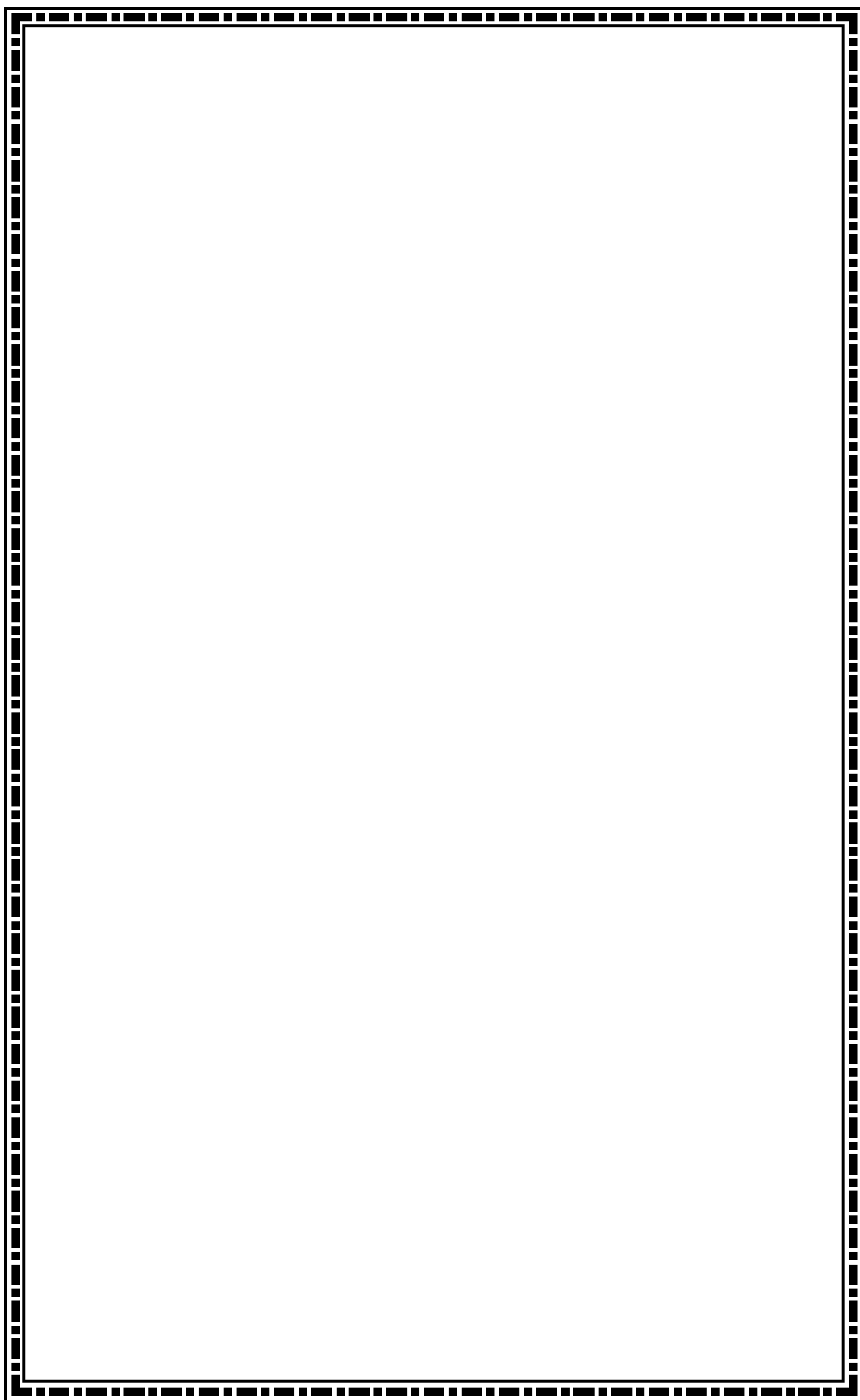
پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ رَجُل فارس ہیں جن کے ذریعہ ایمان دوبارہ دنیا میں قائم ہونا ازل سے مقدر تھا۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے تاریخ احمدیت جلد اوّل مولفہ مولوی دوست محمد صاحب شاہد)



باب چھارم

رُسُوم وبِدعَات



بدرسُوم

خدائے تعالیٰ کے انبیاء ہمیشہ ایسے زمانہ میں آتے ہیں جب سچی توحید دنیا سے مٹ جاتی ہے اور مشرکانہ رسُوم مذہب کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کا اور ان کے خلفاء کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ شریعت یعنی سچے دین کو دنیا میں قائم کریں اور جو زائد باتیں یا غلط امور بطور رسم اور بدعت لوگ اپنی طرف سے مذہب میں شامل کر دیتے ہیں ان کو مٹا دیں۔ یہی کام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد ہوا۔ آپ حَکَم اور عدل بن کر تشریف لائے اور آپ کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ آپ نے شریعتِ حقّہ اسلامیہ کو از سرنو قائم کیا۔ تمام بدرسوم کی نشاندہی کر کے اس کے خلاف جہاد کیا اور اُمّتِ مسلمہ کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔ یہی کام حضور کے خلفاء کا رہا اور وہ بھی اپنے اپنے رمانہ میں مروجہ رسوم کا قلع قمع کرنے میں مصروف رہے۔ موجودہ دَور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

”ہماری جماعت کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ توحیدِ خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں اور شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں......توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا

سکتا کہ ہر بدعت اور ہر بدرسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص جو توحید خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحید خالص پر قائم نہیں ہوسکتا جب تک وہ تمام بدعتوں اور تمام بدرسوم کو مٹانہ دے............رسوم تو دنیا میں بہت سی پھیلی ہوئی ہیں............لیکن اس وقت اصولی طور پر ہر گھرانے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مَیں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی مہنگا سودا نہیں سستا سَودا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء)

اکثر بدرسوم جواس وقت رائج ہیں خوشی کی تقاریب مثلاً بچے کی شادی بیاہ وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں یا موت فوت سے۔ کچھ ایسی ہیں جو معتقدات سے تعلق رکھتی ہیں۔ان سب کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے جوراہنمائی فرمائی اس کا کچھ ذکر درج ذیل ہے۔

بچے کی پیدائش سے متعلق رسوم

بچے کی ولادت والدین کیلئے خوشی کا ایک اہم موقعہ ہوتا ہے اس موقعہ پر مناسب رنگ میں خوشی منانے سے اسلام نے منع نہیں کیا کیونکہ یہ ایک فطرتی جذبہ ہے۔اگر شکرانہ کے طور پر کچھ شرینی وغیرہ تقسیم کی جائے تو حرج نہیں لیکن ڈھول ڈھمکا، ناچ گانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اسلامی طریق یہ ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کیا جائے یعنی لڑکے کی صورت میں دو بکرے اور لڑکی کی صورت میں ایک بکرا ذبح کیا جائے۔نومولود کے بال منڈوائے جائیں۔لیکن اگر کسی کو عقیقہ کی توفیق نہیں تو ضروری نہیں۔ بچے بالغ ہو کر خود بھی قربانی کر سکتے ہیں۔قربانی کا گوشت غرباء اور عزیز و اقارب میں تقسیم کیا جائے۔ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں۔لڑکا ہو تو ختنہ بھی ساتھ ہی کروا دینا مناسب ہے۔

سالگرہ منانا

بچوں سے متعلق ایک رسم یہ ہے کہ ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ منائی جاتی ہے۔دعوت کا اہتمام ہوتا ہے۔ تحفے تحائف پیش کئے جاتے ہیں اور بہت

سارو پیہ صَرف کیا جاتا ہے۔ یہ بدعت اور رسم ہے جس سے اجتناب بہتر ہے۔

ناک کان چھدوانا، بودی رکھنا

بعض لوگ بچوں کے ناک کان چھدواتے اور بالی اور بلاق پہناتے ہیں یا پاؤں میں گھنگروڈالتے یا سر پر چوٹی سی رکھتے ہیں۔ یہ سب لغو اور غیر اسلامی رسوم ہیں جو غیر قوموں سے مسلمانوں میں آ گئی ہیں۔ مَنّت کے طور پر جو سر پر بودی رکھتے ہیں اس کے بارے میں استفسار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''ناجائز ہے ایسا نہیں چاہئے''۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۱۶)

شادی بیاہ سے متعلق رسوم

دَف بجانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''جو چیز بری ہے وہ حرام ہے اور جو چیز پاک ہے وہ حلال ہے۔ خدا تعالیٰ کسی پاک چیز کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ تمام پاک چیزوں کو حلال فرماتا ہے۔ ہاں جب پاک چیزوں میں ہی بری اور گندی چیزیں ملائی جاتی ہیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ اب شادی کو دَف کے ساتھ شہرت کرنا جائز رکھا گیا ہے لیکن اس میں ناچ وغیرہ شامل ہو گیا تو وہ منع ہو گیا اگر اسی طرح پر کیا جائے جس طرح نبی

کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو کوئی حرام نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۸۱)

ناچ، گانا، بینڈ باجے اور آتشبازی

بیاہ شادی کی بدرسوم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ہماری قوم میں ایک یہ بھی بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتشبازی چلانا اور رنڈیوں، بھڑووں، ڈوم ڈھاریوں کو دینا حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑھتا ہے سو اس کے علاوہ شرع شریف میں تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۶۔۴۷)

باجا بجانے کے سلسلے میں فرمایا:۔

’’باجوں کا وجود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلانِ نکاح جس میں فسق و فجور نہ ہو جائز ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:۔

''بیاہ شادی کے موقع پر پاکیزہ اشعار عورتیں پڑھ سکتی ہیں پڑھنے والی مستاجرہ نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں''۔

یہ بھی فرمایا:۔

''صرف عورتوں کا عورتوں میں دَف کے ساتھ پاکیزہ گانا بھی منع نہیں ہے''۔(الفضل ۱۴/ جون ۱۹۳۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

''شادی کے موقعہ پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے''۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۴)

جہیز دکھانا

جہیز دکھانے کا جو طریق رائج ہے اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''لڑکیاں جب اپنی سہیلیوں کے جہیز وغیرہ کو دیکھتی ہیں تو پھر وہ بھی اپنے والدین سے ایسی ہی اشیاء لینا چاہتی ہیں اور اس طرح کی نمائش گویا جذبات کو صدمہ پہنچانے والی چیز بن جاتی ہے۔ جو کچھ بھی دیا جائے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے۔ ہمارے گھروں میں یہی طریق ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ بکس جن کے حوالے کئے جائیں ان کو دکھایا جائے کہ فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں......

یہ نمائش نہیں بلکہ رسید ہے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۴)

سہرا باندھنا

حضرت مصلح موعود سہرا باندھنے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ تو آدمی کو گھوڑا بنانے والی بات ہے دراصل یہ رسم ہندوؤں سے مسلمانوں میں آئی ہے"۔

(الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۴۶ء)

نیز فرمایا:۔

"سہرے کا طریق بدعت ہے" (ایضاً)

بڑے بڑے مہر رکھوانا

ایسے مہر مقرر کرانا جو انسان کی حیثیت اور طاقت سے باہر ہوں ایک رسم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے۔

لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ پس محض نام و نمود کیلئے بڑے بڑے مہر نہیں رکھنے چاہئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ چھ ماہ سے لیکر ایک سال کی آمدنی کے برابر مہر رکھا جا سکتا ہے۔

مہر بخشوانا

ہمارے ملک میں عورت بڑی مظلوم ہے اس کا حق مہر ادا نہیں کیا جاتا بلکہ

کئی دفعہ مرتے وقت عورتوں سے بخشوالیا جاتا ہے۔عورت بھی جانتی ہے کہ مہر ملنا تو ہے نہیں اس لئے وہ مفت کا احسان خاوند پر کردیتی ہے۔ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔آپ نے فرمایا:۔

''یہ عورت کا حق ہے اسے دینا چاہئے۔اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کردے ورنہ بعد ازاں ادا کردینا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۹۱)

موٹر، سکوٹر، بھاری جہیز کا مطالبہ

آج کل تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ ایک رسم ہوگئی ہے کہ لڑکی والوں سے موٹر یا سکوٹر کا مطالبہ کیا جاتا ہے یا بھاری جہیز کی خواہش کی جاتی ہے یہ سب رسوم ہیں۔لڑکی والوں پر غیر ضروری بوجھ ڈالنا غیر اسلامی طریق ہے۔ یہ ایک لحاظ سے شادی کی قیمت طلب کی جاتی ہے جو بالکل ناواجب اور غیر پسندیدہ ہے۔

موت فوت سے متعلق رسُوم

رونا پیٹنا

موت فوت سے متعلق جو بدرسوم رائج ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ روتے پیٹتے اور چلا چلا کر ہائے ہائے کرتے ہیں۔عورتیں خصوصیت سے

سیاپا کرتی ہیں جب رشتہ دار یا ہمسائے ماتم پُرسی کیلئے آتے ہیں تو عورتیں ہرنئی آنے والی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر روتی پیٹتی ہیں۔ پھر بعض لوگ ایک ایک مہینہ یا ایک ایک سال تک سوگ مناتے ہیں یہ سب باتیں ممنوع ہیں۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں............ اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے''۔

پھر فرماتے ہیں:۔

''اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کیلئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ تا لوگ واہ واہ کریں............سو یہ سب شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے''۔ (اشتہار بغرض تبلیغ و انذار)

قُل

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''قل خوانی کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے......صحابہ کرامؓ

بھی فوت ہوئے کیا کبھی ان کی وفات پر کسی نے قُل پڑھے؟ صدہا سال کے بعد دوسری بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہے''۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۰۵ نیا ایڈیشن)

فاتحہ خوانی

کسی کے مرنے کے بعد چند روز لوگ ایک جگہ جمع ہوتے اور فاتحہ خوانی یعنی دعائے مغفرت کرتے ہیں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''پھر یہ سوال ہے کہ آیا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم یا صحابہ کرام و ائمہ عظام میں سے کسی نے یوں کہا؟ جب نہیں کیا تو کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں ناجائز ہے جو جنازہ میں شامل ہو سکیں وہ اپنے طور پر دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھ دیں''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۳،۲۱۴ نیا ایڈیشن)

چہلم

ایک رسم چہلم کی ہے یعنی کسی عزیز کی وفات کے چالیسویں دن مجلس ہوتی ہے اور کھانا پکا کر مرنے والے کے نام پر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

''یہ رسم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کی سُنّت سے باہر ہے''۔

(اخبار بدر ۱۴/ فروری ۱۹۰۷ء)

ختم قرآن

ختم قرآن سے مراد وہ رسمی قرآن خوانی ہے جو کسی فوت ہونے والے کو ثواب پہنچانے کی غرض سے حلقہ باندھ کر گھروں میں یا قبروں پر کی جاتی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''مُردہ پر قرآن ختم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے''۔(اخبار بدر ۱۴/ مارچ ۱۹۰۴ء)

نیز فرمایا:۔

''قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھ کر پڑھتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں۔ مُلّاں لوگوں نے اپنی آمد کے لئے یہ رسمیں جاری کی ہیں''۔(الحکم ۱۰/ نومبر ۱۹۰۷ء بحوالہ الفضل ۱۲/ مئی ۱۹۴۰ء)

مُردوں کو ثواب پہنچانے کیلئے کھانا پکانا

بعض لوگ کسی وفات یافتہ عزیز کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ایک خاص دن مقرر کر کے لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ بعض لوگ متواتر چالیس دن تک کھانا کھلاتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

''طعام کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔ گذشتہ بزرگوں کو ثواب

پہنچانے کی خاطر اگر طعام پکا کر کھلایا جائے تو یہ جائز ہے۔لیکن ہر ایک امر نیت پر موقوف ہے۔اگر کوئی شخص اس طرح کے کھانے کے واسطے کوئی خاص تاریخ مقرر کرے اور ایسا کھانا کھلانے کو اپنے لئے قاضی الحاجات خیال کرے تو یہ ایک بُت ہے اور ایسے کھانے کا لینا دینا سب حرام اور شرک میں داخل ہے''۔(ملفوظات جلد۵ صفحہ ۲۵۴)

عرس منانا

آج کل خانقاہوں پر عرس منانے کا بڑا رواج ہے ان موقعوں پر قبروں کے طواف کئے جاتے ہیں ان پر غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔قبروں کو بوسہ دیا جاتا ہے۔عورتیں اور مرد ناچتے ہیں۔خانقاہوں کو خوب سجایا جاتا ہے۔طوائفیں بُلوا کر گیت سنے جاتے ہیں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''شریعت تو اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے اُسے لے لے اور جس بات سے منع کیا ہے اُس سے ہٹے۔لوگ اس وقت قبروں کا طواف کرتے ہیں۔ان کو مسجد بنایا ہوا ہے۔عرس وغیرہ ایسے جلسے نہ منہاجِ نبوت ہے نہ طریق سنت ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹ نیا ایڈیشن)

بارہ وفات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

’’ایسے عرس میں خواہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہی ہو بدعت نظر آتی ہے۔...........خود مرزا صاحب مغفور (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) نے کبھی بارہ وفات کا جلسہ اپنے گھر میں ہرگز نہیں کیا۔غرض مَیں اپنی زندگی میں چند دنوں کے لئے بدعات کو گوارا نہیں کرسکتا اور ایسے امور میں بدعات کے خطرناک زہروں سے بچنے کا لحاظ رکھو‘‘۔۲۱/۲۸ فروری ۱۹۱۳ء)

مولود خوانی

ایک شخص نے مولود خوانی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا۔حضور نے فرمایا:۔

’’آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود خدا نے بھی انبیاء کے تذکرہ کی ترغیب دی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ایسی بدعات مل جائیں جن سے توحید میں خلل واقع ہوتو وہ جائز نہیں‘‘۔

نیز فرمایا:۔

''مولود کے وقت کھڑا ہونا جائز نہیں۔ ان اندھوں کو اس بات کا علم ہی کب ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روح آ گئی ہے بلکہ ان مجلسوں میں تو طرح طرح کے بدطینت اور بدمعاش لوگ ہوتے ہیں وہاں آپ کی روح کیسے آ سکتی ہے اور کہاں لکھا ہے کہ روح آتی ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۱۔۲۱۲)

قبر پر پھول چڑھانا

بعض لوگ قبروں پر پھول رکھتے یا پھولوں کی چادر چڑھاتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا۔

''اس سے میت کی روح کو کوئی خوشی نہیں ہو سکتی اور یہ ناجائز ہے اس کا کوئی اثر قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس کے بدعت اور لغو ہونے میں کوئی شک نہیں''۔ (بدر ۱۲/ اگست ۱۹۰۹ء)

نذر و نیاز کیلئے قبرستان جانا اور پختہ قبریں بنانا

اس بارے میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

''نذر و نیاز کے لئے قبروں پر جانا اور وہاں جا کر منتیں مانگنا درست نہیں ہے۔ ہاں وہاں جا کر عبرت سیکھے اور اپنی موت کو یاد کرے تو جائز ہے۔ قبروں کے پختہ بنانے کی ممانعت ہے۔ البتہ

اگر میت کو محفوظ رکھنے کی نیت سے ہو تو حرج نہیں ہے۔یعنی ایسی جگہ جہاں سیلاب وغیرہ کا اندیشہ ہو اور اس میں بھی تکلفات جائز نہیں ہیں''۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۳)

قبروں پر چراغ جلانا

ایک رسم جہالت کی یہ بھی ہے کہ بعض لوگ بزرگوں کے مزار پر رات کو چراغ جلاتے ہیں۔ یہ ہندوانہ اور مشرکانہ بدعت ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهَ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَوَالسُّرُجَ۔ (ترمذی)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور ان پر جو قبروں پر مسجدیں بناتے اور ان پر چراغ جلاتے ہیں۔

پہلے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر آپ نے اس غرض سے اجازت دی کہ بندہ موت کو یاد کر کے خدا اور آخرت کی طرف رجوع کرے۔عورتوں کو ان امور کے بارے میں خاص احتیاط کرنی چاہئے۔ بسا اوقات وہ کم علمی کی وجہ سے ان باتوں میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتیں۔

جس کے ہاں ماتم ہو اس کے ساتھ ہمدردی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا:۔

’’کیا یہ جائز ہے کہ جب کارقضاء کسی بھائی کے گھر میں ماتم ہو جائے تو دوسرے دوست اپنے گھر میں اس کا کھانا تیار کریں‘‘۔

حضور نے فرمایا:۔

’’نہ صرف جائز بلکہ برادرانہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایسا کیا جائے‘‘۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۰۴)

نصف شعبان کا حلوا

ایک رسم یہ جاری ہے کہ شعبان کے مہینہ میں حلوا بناتے اور تقسیم کرتے ہیں۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’یہ رسوم حلوا وغیرہ سب بدعات ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۹۴)

عاشورہ محرم کے تابوت اور محفل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ محرم پر جو لوگ تابوت بناتے ہیں اور محفل کرتے ہیں اس میں شامل ہونا کیسا ہے؟

حضور نے فرمایا کہ:۔’’گناہ ہے‘‘۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۶۹ نیا ایڈیشن)

قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرم کی دسویں کو جو شربت اور چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ للہ بہ نیت ایصالِ ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے۔فرمایا:۔

''ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ابتداء میں اسی خیال سے ہوا مگر اَب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائدِ باطلہ دُور نہیں ہوتے''۔(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۱۴)

تسبیح کا استعمال

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ چلتے پھرتے اور مجلس میں بیٹھے تسبیح کے دانے گنتے رہتے ہیں اور یہ تأثر دیتے ہیں کہ گویا وہ ہر لحظہ ذکرِ الٰہی میں مصروف ہیں اس بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

''تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پورے کرے اور یا توجہ کرے۔اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پورے کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔انبیاء علیہم السلام اور کاملین

لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی''۔(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۸)

تعویذ گنڈے

فقراء اور صوفیاء کا ایک طریق یہ ہے کہ بیماریوں سے شفایابی، مشکلات کے دُور ہونے، خوشحالی کے حصول اور مقاصد میں کامیابی کیلئے یا سفر وغیرہ میں محفوظ رہنے کیلئے امام ضامن باندھتے ہیں۔ یا تعویذ لکھ کر دیتے ہیں اور قسما قسم کی قربانیاں کرنے کیلئے کہتے ہیں اور مختلف قسم کے عمل بتلاتے ہیں۔ جو نہایت مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔ خود ہی کچھ وہم دلوں میں پیدا کرتے ہیں اور پھر ان کا علاج تجویز کرتے ہیں جہلاء کا تو ذکر کیا اچھے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ تعویذوں پر اعتقاد رکھتے اور گلے میں ڈالتے، یا بازوؤں پر باندھتے ہیں۔ اسی طریق کے مطابق ایک دن رام پور کے ایک شخص نے کچھ حاجات تحریری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

''اچھا ہم دعا کریں گے''۔

وہ شخص حیران ہو کر پوچھنے لگا۔ آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا۔ حضور نے فرمایا۔

''میں نے تو کہا ہے کہ ہم دعا کریں گے''۔

اس پر وہ شخص کہنے لگا۔ حضور کوئی تعویذ نہیں کیا کرتے؟ فرمایا:

''تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا ہے''۔(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۰۳)

تمباکو نوشی

آج کل سگریٹ نوشی عام ہے اور فیشن میں داخل ہے۔ کثرتِ استعمال کے باعث اس کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور نقصان کے پہلو کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات درج ذیل ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

۱۔ ''انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہمیشہ شراب پیتے چلے آئے ہیں۔ بڑھاپے میں آ کر جب کہ عادت کو چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ مَیں حقّہ کو منع کہتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۹ نیا ایڈیشن)

۲۔ نیز فرمایا: ''تمباکو کے بارے میں اگرچہ شریعت نے کچھ نہیں بتایا لیکن ہم اس کو مکروہ جانتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر یہ آنحضرت صلّی اللہ

علیہ وسلّم کے وقت میں ہوتا تو آپ نے اپنے لئے اور نہ اپنے صحابہ کے لئے کبھی اس کو تجویز کرتے۔ بلکہ منع کرتے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۸ نیا ایڈیشن)

سنیما، تھیئٹر

مغربی ممالک میں جو بے راہ روی پیدا ہو چکی ہے اور فحاشی جس حد تک ان کے معاشرہ میں سرایت کر چکی ہے موجودہ دَور میں ان کے مناظر سنیما کے پردہ پر دکھائے جاتے ہیں جو نئی نسل میں مذہب سے دوری اور بداخلاقی کا میلان پیدا کرتے ہیں۔ روپیہ اور وقت کا ضیاع اس کے علاوہ ہے انہی خرابیوں کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو ہدایات جاری فرمائیں ان میں سے چند بطور نمونہ درج ہیں۔ فرمایا:۔

۱۔ ''اس کے متعلق مَیں جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی سنیما، سرکس، تھیئٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشے میں بالکل نہ جائے اور اس سے بکلّی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت سمجھتا ہے اس کے لئے سنیما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے''۔

(مطالبات تحریک جدید ایڈیشن چہارم صفحہ ۳۷)

۲۔ ''سنیما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے۔ اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گوّیا اور سینکڑوں شریف گھرانوں کی لڑکیوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے......اور سنیما ملک کے اخلاق

پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں۔مَیں سمجھتا ہوں کہ میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر مَیں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی رُوح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہئے‘‘۔(مطالبات صفحہ ۲۷ تا ۴۱)

اس زمانہ میں ٹیلی ویژن کی وجہ سے سنیما جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔گھر میں بیٹھے بیٹھے ڈرامے دیکھے جا سکتے ہیں۔سنیما اور ٹیلی ویژن اپنی ذات میں تو بُرے نہیں لیکن اس زمانہ میں ان کا نقصان نفع سے زیادہ ہے اور خرابیوں کے پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ بن گئے ہیں اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ پورا کنٹرول ہو اور لغو نظاروں کے دیکھنے میں وقت نہ ضائع کیا جائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو کچھ سنیما کے بارے میں ارشاد فرمایا وہی ٹیلی ویژن کی فلموں،ڈراموں اور نظاروں پر بھی صادق آتا ہے۔

ٹیڈی اِزم اور فیشن پرستی

موجودہ دَور کچھ ایسا ہے کہ لوگ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو جس شکل اور جس لباس میں دیکھتے ہیں اس کی نقل کرنے لگتے ہیں اور یہ نقالی ایک رَو کی طرح ملک میں پھیل جاتی ہے۔عورتوں میں ناخن بڑھانے کا فیشن وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے اور یہ سب مغربی تہذیب کی نقالی ہے۔

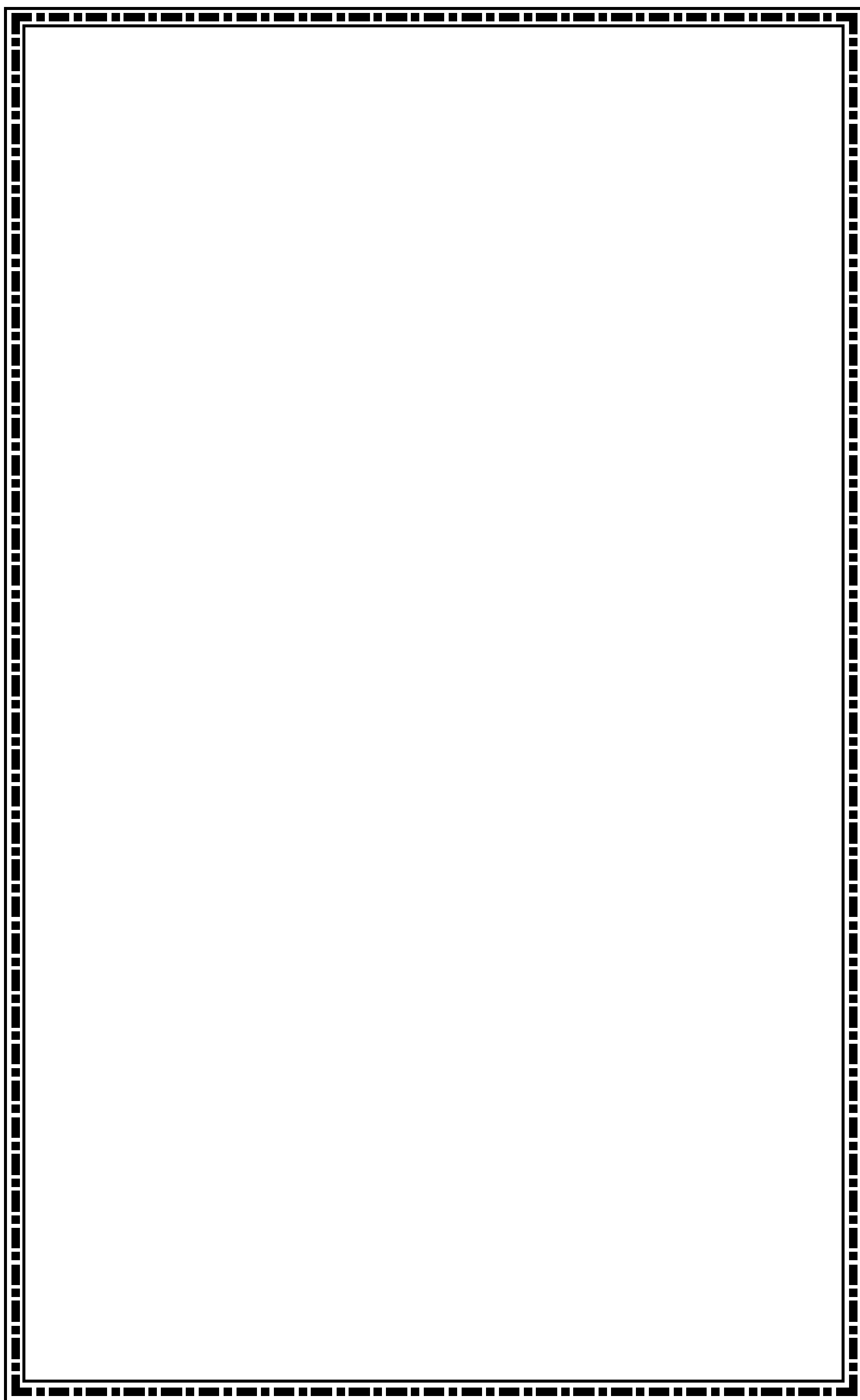
ایک مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:۔

''ٹیڈی ازم، فیشن پرستی کے خلاف بڑی بھاری اکثریت کی رائے ہے۔ ہمارے احمدی نوجوانوں کی اکثریت ایسی ہے جو یہ چیزیں پسند نہیں کرتی۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ بعض ایسے بھی ضرور ہیں جو اس رَو میں بہہ رہے ہیں ان کو ہمیں سنبھال لینا چاہئے یہ اس قسم کا پیچیدہ مسئلہ نہیں جو حل نہ ہو سکے لیکن یہ احساس جماعت میں ہر وقت بیدار رہنا چاہئے کہ ہم سادہ اور بے تکلّف زندگی بسر کرنے والی قوم ہیں ہم ان بد اثرات کو اپنے ماحول میں نہیں گھسنے دیں گے''۔



باب پنجم

سیرت



حیاۃ النبی ﷺ

پیدائش، بچپن اور جوانی

مقدس بانی اسلام سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم آج سے قریباً چودہ سَو سال قبل ۲۰/اپریل ۵۷۱ء مطابق ۹ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ قبیلہ قریش کی مشہور شاخ بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ والدمحترم آپ کی پیدائش سے قبل ہی فوت ہوگئے اور آپ یتیم رہ گئے۔ اس طرح آپ کی پرورش کی عظیم ذمہ داری آپ کے دادا اور مکہ کے سردار عبدالمطلب نے سنبھالی۔ ابھی ۶ ماہ کے تھے کہ مکہ کے دستور کے مطابق پرورش کے لئے آپ کو مائی حلیمہ کے سپرد کیا گیا اور حضور ان کے گھر چار پانچ برس تک رہے۔ جب سوا چھ برس کے ہوئے تو مادر مشفق کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ پھر آپ اپنے دادا کی کفالت میں آ گئے جنھوں نے نہایت محبت و پیار سے آپ کی پرورش کی۔ ابھی دو سال بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ دادا بھی رحلت فرما گئے۔ دادا کی خواہش کے مطابق آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا اور نہایت محبت و پیار اور توجہ سے آپ کی خبر گیری کی۔

بارہ برس کی عمر میں آپ نے اپنے شفیق چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا پہلا سفر کیا۔ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تاہم کاروبار کے طور طریقوں سے

خوب واقف ہوگئے۔بچپن سے ہی آپ کی طبیعت میں نیکی، پاکیزگی، دیانت اورامانت اورخوش خلقی پائی جاتی تھی۔لین دین کے کھرےاورسچائی کے پابند تھے۔ اسی وجہ سے آپ صادق اورامین کہلاتے تھے۔انہی پاکیزہ خصائل کی وجہ سے مکہ کی ایک مالدار بیوہ حضرت خدیجہؓ نے آپ سے شادی کر لی۔اس شادی کے وقت آنخضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہؓ کی چالیس سال تھی۔حضرت خدیجہؓ کی اولاد میں حضرت فاطمہؓ سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم فارغ البال ہوگئے آپ اپنی دولت غریبوں، مسکینوں اورمحتاجوں کی اعانت میں صرف کیا کرتے۔اپنے فراغت کےاوقات عبادت اورذکرِ الٰہی میں صَرف کیا کرتے۔ مکہ کےقریب ایک پہاڑی کی کھوہ تھی جسے غارِحرا کہتے ہیں۔آپ اکثر وہاں جا کرتنہائی میں عبادت کرتے اورکئی کئی دن تک وہاں ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں مصروف رہتے۔

جب آنخضور صلّی اللہ علیہ وسلّم چالیس سال کی عمرکو پہنچے تو تاجِ رسالت سر پر رکھا گیا اور رمضان کے مبارک مہینہ میں وحی رسالت سے آپ سرفراز کئے گئے۔سب سے پہلی وحی جوآپ پرنازل ہوئی وہ یہ تھی۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

جب حکم ملا کہ خاندان اورقوم کو بت پرستی سے روکیں تو آنخضورؐ نے

خاموشی سے تبلیغ شروع کی۔ تین سال بعد اعلانیہ تبلیغ شروع ہوگئی اور آپؐ نے پہلے مکہ والوں کو توحید کا پیغام پہنچایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ مسلمان ہو جاتے ان پر کفار سختیاں کرنے لگے۔ خود آنحضرت ﷺ کو ہر قسم کی ایذائیں دی گئیں حتیٰ کہ آپؐ کو اپنے خاندان سمیت تین سال تک ایک گھاٹی میں جسے شعب ابی طالب کہتے ہیں محصور رہنا پڑا۔ جہاں مکمل طور پر آپ کا بائیکاٹ رہا۔ آپؐ کے چچا ابوطالب جب تک زندہ رہے وہ آپ کی ہر طرح امداد و حمایت کرتے رہے۔ لیکن نبوت کے دسویں سال ابوطالب کی وفات پر یہ بند بھی ٹوٹ گیا اور قریش کی شرارتوں میں اور اضافہ ہو گیا۔

مدینہ کی طرف ہجرت

جب مکہ میں ایذا رسانیاں انتہاء کو پہنچ گئیں اور قریش نے آنحضرت ﷺ کو مل کر قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو نبوت کے تیرھویں سال حضورؐ خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں رات کے وقت مکہ سے نکلے اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ سے چار پانچ میل دور غارِ ثور میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ چلے گئے۔ جو لوگ مدینہ میں رہتے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے وہ انصار کہلائے۔ جو مسلمان ایذا رسانیوں سے بچنے کے لئے مدینہ میں آ جمع ہوئے وہ مہاجر کہلائے۔ انصار نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور آنحضرتؐ نے دونوں میں بھائی چارہ قائم کر دیا۔

آنخضرت ﷺ ہجرت کے بعد دس سال زندہ رہے۔ جب قریش مکہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو مدینہ میں امن حاصل ہو گیا ہے تو انہوں نے متعدد بار مسلمانوں پر چڑھائی کی اور فوجی طاقت سے اسلام کو مٹانا چاہا۔۔

مسلمان بھی خود حفاظتی کے لئے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان کئی خونریز معرکے ہوئے جن میں جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ احزاب بہت مشہور ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی اور کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جنگ احد میں جو جنگ بدر کے تین سال بعد ہوئی مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ اور دشمن کی تعداد تین ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا کی۔ ۵ ھ میں یہودیوں نے جن کو ان کی شرارتوں اور بدعہدیوں کی وجہ سے مدینہ سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ قریش مکہ کو پھر جنگ کے لئے اکسایا اور دوسرے قبائل کو بھی جنگ پر آمادہ کیا۔ اس کوشش کے نتیجہ میں دس ہزار کا جرار لشکر مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ آنحضورؐ نے شہر کی حفاظت کے لئے اردگرد خندق کھدوائی۔ قریباً ایک ماہ تک مدینہ کا محاصرہ رہا۔ پھر خدا کی نصرت اس رنگ میں آئی کہ ایک رات تیز آندھی آئی اور جو احزاب مدینہ کے گرد خیمے ڈالے پڑے تھے ان کی روشنیاں بجھ گئیں اور دلوں میں خوف طاری ہو گیا۔ پھر سارے گروہ (احزاب) ایک ایک کر کے بھاگ گئے اور اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ یہ جنگ احزاب اور جنگ خندق کہلاتی ہے۔

صلح حدیبیہ

٦ھ میں آنحضرت ﷺ نے ایک رویا کی بناء پر خانہ کعبہ کی زیارت (عمرہ) کا ارادہ کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضورؐ کے ہمراہ چودہ سو صحابہؓ کی ایک جماعت تھی۔ حدیبیہ کے مقام پر قریش نے آپؐ کا راستہ روک لیا۔ بالآخر مسلمانوں اور قریش میں ایک معاہدہ طے پایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ کی بناء پر حضورؐ مدینہ واپس آ گئے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے دب کر صلح کر لی ہے لیکن درحقیقت اس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا راستہ صاف ہو گیا اور سیاسی طور پر مسلمانوں کو ایک الگ قوم تسلیم کر لیا گیا۔

بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط

جب صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں دس سال تک پرامن رہنے کا کفار سے معاہدہ ہو گیا تو حضورؐ نے دنیا کے مختلف حصوں میں جو سلاطین رہتے تھے ان کو خطوط کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔ چنانچہ قیصر روم، کسریٰ پرویز، شاہ ایران، مقوقس سلطان مصر، ملک حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ اسی طرح بحرین، بصرہ اور یمامیٰ کے حکمرانوں کو بھی خطوط لکھے۔

فتح مکہ

صلح حدیبیہ کی رُو سے دس سال تک جنگ بند رکھنے کا معاہدہ ہو چکا

تھا۔لیکن ۸ھ میں خود مکہ والوں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔اس بناء پر آنحضرت ﷺ دس ہزار قدوسیوں (صحابہ) کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔قریش کو اس لشکر کے آنے کا اس وقت علم ہوا جب وہ مکہ کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ابوسفیان نے جو مکہ کا سردار تھا اتنا بڑا لشکر دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہوگئے اور اسلام کا رعب اس کے دل میں بیٹھ گیا۔حضرت عباسؓ کے کہنے پر اس نے اسلام قبول کرلیا۔اسلامی لشکر فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ. (آج تم پر کوئی الزام نہیں) کہہ کر عام معافی کا اعلان فرما دیا اور عفوو درگذر کی ایسی مثال قائم کردی جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔فتح مکہ کے بعد اسلام بڑی تیزی سے سارے عرب میں پھیل گیا۔تاہم فتح مکہ کے بعد بھی آپ کو بعض غزوات پیش آئے جن میں غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک زیادہ معروف ہیں۔

وصال

ہجرت کے بعد صرف ایک مرتبہ یعنی ہجرت کے دسویں سال آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حج کیا جو حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔آپ نے اس موقعہ پر ایک خطبہ دیا اور بطور وصیت آخری نصائح فرمائیں۔پھر آپ حج سے فارغ ہو کر واپس مدینہ تشریف لے گئے۔مدینہ آ کر مرض الموت میں مبتلا ہوگئے اور ۲۶ مئی ۶۳۲ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ بروز پیر تریسٹھ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد اور ازواجِ مطہرات

لڑکے: قاسمؓ۔عبداللہؓ (لقب طاہر اور طیب)۔ابراہیمؓ

لڑکیاں: زینبؓ۔رقیہؓ۔اُمِّ کلثومؓ۔فاطمہؓ

بیویاں: حضرت خدیجہؓ۔حضرت سودہؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت زینبؓ۔حضرت اُمِّ سلمٰیؓ۔حضرت اُمِّ حبیبہؓ۔حضرت زینبؓ بنت جحش۔حضرت جویریہؓ۔حضرت صفیہؓ۔حضرت میمونہؓ۔حضرت ماریہ قبطیہؓ۔



حضرت ابوبکر صدیقؓ

عہد خلافت ۶۳۲ء ـــــ ۶۳۴ء

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عہد شباب سے ہی گہرے دوستانہ مراسم تھے اور جب آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعویٰ نبوت کیا تو مَردوں میں سے سب سے پہلے آپ نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا اور آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دعویٰ کی تصدیق کر کے صدیق کا لقب پایا۔

ابتدائی زندگی

حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ، لقب صدیق اور کنیت ابوبکر تھی۔ والد کا نام ابوقحافہ اور والدہ کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ تھا۔ چھٹی پشت میں آپ کا شجرہ نسب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملتا ہے۔

آپ ۵۷۲ء میں مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ کا بچپن گذرا۔ جب جوان ہوئے تو کپڑے کی تجارت کرنے لگے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاکیزہ اخلاق اور اوصافِ حمیدہ کا گہرا نقش آپ کے دل پر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کو علم ہوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو فوراً اس کی تصدیق کی اور اسلام قبول کرنے میں اوّلیت کا شرف حاصل کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد خدمت دین کو اپنا شعار بنایا آپ کی کوششوں سے

حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہؓ، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت سعد بن وقاصؓ جیسے جلیل القدر افراد نے اسلام کو قبول کیا اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت تقویت پہنچی۔ سفر و حضر میں صلح اور جنگ میں ہر وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہتے۔ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تمام معرکوں میں شریک رہے ہر معاملہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ سے مشورہ کرتے۔ ہجرت کے وقت بھی آپ آنحضور کے ساتھ رہے اور جب غارِ ثور میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پناہ لی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے۔ حجۃ الوداع کے بعد جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت بیمار ہو گئے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی میں امامت کرائیں۔

قربانی و ایثار

مسلمان ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ تن من دھن سے خدمت اسلام میں مصروف ہو گئے نہ تجارت کا خیال رہا نہ آرام کا۔ جب روپیہ کی ضرورت ہوتی وہ قربانی میں پیش پیش ہوتے۔ ایک موقعہ پر جب دین کی خاطر روپیہ کی بہت ضرورت تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کا نصف اثاثہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دیا اور خیال کیا کہ آج تو مَیں ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے موقعہ کی نزاکت کے پیشِ نظر گھر کا سارا مال پیش کر دیا تھا۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا کہ گھر

میں بھی کچھ چھوڑا ہے یا نہیں تو حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا نام گھر میں چھوڑا ہے۔ اسی اخلاص، وفاداری اور جاں نثاری کے پیشِ نظر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کی بیٹی حضرت عائشہ سے شادی کر لی۔

خلافت کا دَور

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ اپنے تقویٰ، علم و معرفت، دانشمندی و معاملہ فہمی، اپنے ایثار وقربانی کی وجہ سے سب صحابہؓ میں افضل تھے اور خلافت کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ اگرچہ طبیعت میں نرمی اور منسکر المزاجی بے انتہا تھی لیکن دینی وقار کے معاملہ میں آپ کسی نرمی اور رواداری کے قائل نہ تھے۔ آغاز خلافت سے ہی بعض مشکلات پیش آئیں لیکن آپ نے بڑی استقامت اور جرأت و ہمت سے ان کا مقابلہ کیا اور ان پر قابو پا لیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد کچھ قبائل جن کے دلوں میں ابھی اسلام اچھی طرح رچا نہیں تھا مرتد ہو گئے اور پرانی عصبیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے خودمختار رہنا پسند کیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی سوچنے لگے۔ حضرت ابو بکرؓ نے خطرہ کو دیکھ کر مناسب انتظامات کئے اور منکرینِ زکوٰۃ کی اچھی طرح سرکوبی کی۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہی نبوت کے

جھوٹے دعوے کئے۔ اَسْوَدْ عَنْسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد اور ایک عورت سَجَاح زیادہ معروف ہیں۔ اَسْوَدْ عَنْسی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہی قتل کیا گیا۔ باقیوں نے ارتداد کی رَو سے فائدہ اٹھا کر قبائل عرب کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے سب کو زیر کیا۔ مسیلمہ کذاب قتل ہوا۔ طلیحہ نے راہِ فرار اختیار کی۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی ہمت اور استقامت ہی تھی جس کے باعث دور دراز کے مرتدین کی بھی سرکوبی ہوئی اور سارا جزیرہ عرب مسخر ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔

اندرونی خلفشار کو دور کرنے کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ نے پورے عزم کے ساتھ بیرونی دشمنوں کی طرف توجہ کی اور اس زمانہ کی دو عظیم طاقتوں یعنی کسریٰ شاہِ ایران اور قیصرِ روم سے ٹکر لی۔ عراق اور شام کی فتح کی طرف متوجہ ہوئے۔ یرموک کے مقام پر رومی سلطنت سے ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے رومی سلطنت کی تسخیر کے دروازے کھول دئے اور رومیوں کے حوصلے پست کر دیئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں جن فتوحات کا آغاز ہوا ان کی تکمیل خلافتِ ثانیہ کے دَور میں ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے حفاظتِ قرآن کا بندوبست کیا۔ یوں تو جب اور جتنا قرآن کریم نازل ہوتا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے لکھوا دیتے۔ قرآن کریم کی ہر سورۃ اور اس کا نام اور اس کی ترتیب، پھر سارے قرآن کریم کی ترتیب آنحضرت صلّی اللہ

علیہ وسلّم کے عہد میں حکم الٰہی سے عمل میں آ چکی تھی۔لیکن یہ قرآن چمڑے کے ٹکڑوں، پتھر کی سلوں اور کھجور کی چھال وغیرہ پر متفرق رنگ میں لکھا ہوا تھا۔ اس خوف سے کہ مبادا قرآن کریم کی عبارت میں بعد ازاں اختلاف ہو جائے۔آپ نے تمام تحریروں کو جمع کرایا اور حفاظ کی مدد سے سارے قرآن کو یکجا اور محفوظ کر دیا۔

وفات

حضرت ابوبکرؓ نے ایک دن سردی میں غسل کیا جس کی وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور آپ پندرہ دن بیمار رہے۔اس زمانہ میں آپ نے حضرت عمرؓ کو امارت کے فرائض ادا کرنے کیلئے مقرر کیا۔ بعد ازاں آپ نے اعلان فرما دیا کہ حضرت عمر آپ کے بعد جانشین ہونگے۔

آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن خلیفہ رہے۔۲۲/اگست ۶۳۴ء مطابق ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳ھ بروز پیر تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو میں دفن ہوئے۔



حضرت عمر فاروقؓ

عہد خلافت ۶۳۴ء ــــــ ۶۴۴ء

ابتدائی زندگی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ ثانی تھے۔ آپ کا نام عمر، لقب فاروق اور کنیت ابنِ خطاب تھی۔ والد کا نام الخطاب بن نصیل تھا۔ ۵۸۱ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں اپنے والد کے اونٹ وغیرہ چراتے رہے۔ ذرا ہوش سنبھالا تو لکھنا پڑھنا سیکھا۔ جوان ہوئے تو تجارت کو ذریعہ معاش بنایا اور اکثر شام و عراق کے سفر کئے۔

قبولِ اسلام

اسلام کے ابتدائی ایام میں حضرت عمرؓ اسلام سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ ایک دن تلوار لے کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ راستہ میں کسی نے کہا پہلے اپنی بہن کی تو خبر لو۔ وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ اس پر فوراً بہن کے گھر کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچے تو قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی اُسے سن کر دل صاف ہو گیا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت پہنچی آنحضرت

صلّی اللہ علیہ وسلّم دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! عمر کو اسلام میں داخل کر کے مسلمانوں کو تقویت بخش۔ حضرت عمرؓ بڑے رعب و دبدبہ کے مالک تھے۔ اکثر غزوات میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دوش بدوش رہے۔ آپ کی معاملہ فہمی کی وجہ سے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ سے بھی اکثر معاملات میں مشورہ فرماتے تھے۔

دورِ خلافت

اپنی خلافت کے دور میں حضرت عمرؓ نے ایران و روم کی سلطنتوں کی طرف فوری توجہ دی اور بڑے صبر آزما حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابیاں عطا کیں۔ ایران اور عراق فتح ہوا۔ پھر شام و مصر فتح ہوئے۔ بیت المقدس جب ۱۷ھ میں فتح ہوا تو رومیوں کی درخواست پر حضرت عمرؓ بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے اور صلح کے معاہدہ پر دستخط کئے اور سب کو امان دی۔

آپ کے دورِ خلافت میں سلطنت کی حدود بہت وسیع ہو گئی تھیں۔ مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک مسلمان فوجیں پہنچ چکی تھیں۔ مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ تک شمال میں بحرِ قزدین تک اور جنوب میں حبشہ تک۔ ایک دنیا محوِ حیرت ہے کہ دس بارہ سال کے قلیل عرصہ میں ایک بے سروسامان قوم کس طرح منظّم حکومتوں پر چھا گئی۔ حضرت عمرؓ نے توسیع سلطنت اور فتوحات کے ساتھ ساتھ ملکی انتظام کی طرف بہت توجہ دی۔ ملک کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبے میں حاکم صوبہ، فوجی میر منشی، افسر مال،

پولیس افسر، قاضی اور خزانچی مقرر کئے۔ عدالت، پولیس اور فوج کے الگ الگ محکمے قائم کئے۔ ڈاک کا انتظام کیا۔ جیل خانے بنائے۔ ٹکسال بنا کر چاندی کے سکے رائج کئے۔ مدینہ میں نیز تمام ضلعی مراکز میں بیت المال قائم کئے۔ فوج کی تنخواہیں اور مستحقین کے وظیفے مقرر کئے اور دفتری نظام کی داغ بیل ڈالی۔ رفاہِ عامہ کے کاموں کے سلسلہ میں بڑے بڑے شہروں میں مسافر خانے تعمیر کرائے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان چوکیاں، سرائیں اور حوض تعمیر کرائے اور کئی نہریں کھدوائیں۔ حضرت عمرؓ نے ۹۹ میل لمبی ایک نہر کھدوا کر دریائے نیل کو بحرِ احمر (بحرِ قلزم) سے ملا دیا جس سے تجارت کو بہت فروغ ہوا اور مصر کے جہاز براہِ راست مدینہ کی بندرگاہ تک آنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے سنِ ہجری کا آغاز کیا اور اسلامی تقویم (کیلنڈر) کی ابتداء آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہجرت کے سال سے کی۔

سیرت

حضرت عمرؓ بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے باوجود وسیع سلطنت کے حکمران ہونے کے آپ کے کپڑوں میں کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ دنیاوی عیش وعشرت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد تجارت کا پیشہ ترک کر دیا اور بیت المال سے دو درہم روزانہ وظیفہ لیتے۔ انتظامی معاملات میں کسی کا لحاظ نہ کرتے۔ عدل وانصاف اور رعایا کی بہبودی کا فکر آپ کی سیرت کی نمایاں خصوصیت ہے۔ رات کو گشت کر کے لوگوں کی ضروریات کا علم حاصل کرتے

اور غریبوں، بیکسوں اور یتیموں کو فوری امداد پہنچاتے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور کوئی پاس نہیں فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی کو ساتھ لیکر گئے تا کہ اس کی دیکھ بھال ہو سکے۔

شہادت

ایک دن ایک عیسائی غلام ابولؤلؤ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا مجھ سے روزانہ دو درہم وصول کرتا ہے وہ نقاشی، نجاری اور آہنگری میں بڑا ماہر تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پیشے اور آمدنی کے مدنظر اس رقم کو معقول قرار دیا۔ اس فیصلہ سے ناراض ہو کر اگلے دن اس نے نماز فجر کے وقت خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور ۲۶/ ذی الحجہ ۲۳ھ کو بروز بدھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات کے بعد آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔



حضرت عثمان غنیؓ

عہدِ خلافت ۶۴۴ء تا ۶۵۶ء

ابتدائی زندگی

حضرت عثمان غنیؓ قریش کے مشہور خاندان بنواُمیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پانچویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملتا ہے۔ آپ عمر میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چھ سال چھوٹے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش بھی تجارت تھا۔ دولت کی فراوانی کی وجہ سے غنی مشہور ہوئے۔ شرم و حیا، جود و سخاوت، عقل و فہم اور شرافت کی وجہ سے آپ نے بڑی شہرت پائی۔ طبیعت میں بُردباری اور انکسار کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور ہر ایک سے حسن سلوک کرتے تھے۔

جب آپ مشرف بہ اسلام ہو گئے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ قریش مکہ نے جب مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کچھ عرصہ بعد پھر مکہ میں آ گئے اور بعد ازاں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگِ بدر کے دوران حضرت رقیہ رحلت فرما گئیں تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دوسری صاحبزادی اُمِ کلثومؓ کو ان کے عقد میں دے دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

ایثار وقربانی

حضرت عثمانؓ بڑے فیاض وسخی تھے۔ مالی جہاد میں پیش پیش رہتے۔آپ کی دولت سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا آپ نے مسلمانوں کی تکلیف دیکھ کر بیس ہزار درہم میں وہ کنواں خرید لیا اور مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔جنگِ تبوک کے موقعہ پر دس ہزار دینار نقد کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے مع سازوسامان پیش کئے۔جنگِ بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے بموجب پیچھے رہے۔صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عثمانؓ بطور سفیر قریش مکہ کے پاس بھیجے گئے اور جب آپ کی شہادت کی افواہ اڑائی گئی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت قبول کی اور دوسرے صحابہؓ نے بھی ازسرِ نو عہدِ وفا باندھا اسی کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ ان دس صحابہ میں سے ایک تھے جنہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی اور عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔

عہدِ خلافت

حضرت عمرؓ نے وفات سے قبل چھ صحابہؓ کو نامزد کیا اور فرمایا کہ میری وفات کے بعد آپس میں مشورہ کر کے یہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر المومنین

منتخب کرلیں۔ وہ چھ افراد یہ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ اکثر صحابہؓ کی رائے حضرت عثمانؓ کے حق میں تھی اس لئے ان کے انتخاب کا اعلان کردیا گیا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ آرمینیہ، افریقہ اور قبرص کے علاقے سلطنت میں شامل ہوئے اسی طرح وسطِ ایشیا کے بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ گویا سلطنت کی حدود وسط ایشیا سے لے کر شمالی افریقہ کے مغربی کنارے تک پھیل گئیں۔ فتوحات کے ساتھ ساتھ استحکامِ سلطنت کا کام بھی جاری رہا۔ بحری فوج اور بیڑے کا قیام بھی حضرت عثمانؓ کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی حفاظت کے پیش نظر حضرت ابوبکرؓ والے نسخہ کی نقول تیار کروائیں اور ان کی اشاعت سارے عالم اسلامی میں کی اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض علاقوں میں اختلاف قرأت دیکھا گیا۔ اہلِ بصرہ، اہلِ کوفہ، اہلِ حمص آیات کو الگ الگ رنگ میں پڑھتے۔ حضرت عثمانؓ نے اہل مکہ کی قرأت کو بہترین قرار دیا اور اسی کے مطابق قرآن کریم کی کتابت کی گئی اور قریش کا رسم الخط اختیار کیا گیا عرب کے مختلف علاقوں نیز غیر عرب قوموں کے میل جول کے باعث لب ولہجہ اور قرأت کے فرق سے یہ اندیشہ ہوسکتا تھا کہ کہیں تحریف کا راستہ نہ کھل جائے۔ حضرت عثمانؓ نے ہمیشہ کے لئے اس راستہ کو مسدود کردیا۔

شہادت

حضرت عثمانؓ جس وقت خلیفہ منتخب ہوئے ان کی عمر ستر برس تھی۔ خلافت کے پہلے چھ سال امن وامان سے گذرے۔ لیکن آخری چھ سالوں میں حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی اور دوسری وجوہات کے باعث فتنے کھڑے ہوئے۔ بالاخر یہ شورشیں رنگ لائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال کی خلافت کے بعد ۳۵ھ میں شہید کردیئے گئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر بیاسی سال تھی۔



حضرت علی رضی اللہ عنہ

عہد خلافت ۶۵۶ ء تا ۶۶۱ ء

ابتدائی زندگی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت ابوطالب کے فرزند تھے۔ بعثتِ نبوی سے قریباً آٹھ برس پہلے مکہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے۔ جس سال مکہ میں قحط پڑا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت علیؓ کو اپنے گھر لے آئے۔ جب آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعویٰ نبوت کیا تو بچوں میں سے سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے اس وقت اُن کی عمر تقریباً دس سال تھی۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے گھر سے نکلے اس وقت حضرت علیؓ آپ کی چارپائی پر سو گئے تاکہ دشمن کو یہی گمان ہو کہ حضور وہیں ہیں اور وہ حضور کا تعاقب نہ کریں۔ اس سے حضرت علیؓ کی جاں نثاری اور شجاعت کا بھی پتہ لگتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ ۲ھ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس طرح آپ کو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

عہدِ خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اس وقت

حالات بہت ناموافق تھے۔عوام کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اسی خیال کے مؤید تھے لیکن حضرت علیؓ محسوس کرتے تھے کہ باغیوں کا اس وقت بہت زور ہے جب تک امن وسکون نہ ہو حکومت کیلئے قصاص کی کارروائی کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے ذی اثر صحابہ فوری بدلہ لینے کے بڑے حامی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ خلیفۂ وقت کے خلاف کھڑا ہونا مناسب نہیں لیکن انہوں نے اس نصیحت کی کوئی قدر نہ کی۔

جنگِ جمل

حضرت عائشہؓ کو حالات کا پوری طرح علم نہ تھا وہ بھی اس امر کی تائید میں تھیں کہ قاتلینِ عثمانؓ سے فوری انتقام لیا جائے۔ حضرت علیؓ نے بہت کوشش کی کہ باہمی جنگ وجدال کا دروازہ نہ کھلے لیکن تمام کوششیں بیکار گئیں اور فریقین میں خونریز جنگ ہو کر رہی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اگرچہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے جنگ کیلئے میدان میں آئے لیکن جنگ ہونے سے قبل ہی لشکر سے الگ ہو گئے تاہم کسی مخالف کے ہاتھوں مارے گئے اور حضرت عائشہ کے لشکر کو شکست ہو گئی تاہم فتح کے بعد حضرت علیؓ نے ان کی حفاظت کا پورا اہتمام کیا اور جب وہ مدینہ جانے لگیں تو خود الوداع کہنے گئے۔ چونکہ اس جنگ میں حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس جنگ کو جنگِ جمل کہتے ہیں۔(جمل کے معنی اونٹ کے ہیں) حضرت عائشہؓ کو بعد میں ساری عمر اس

امر کا افسوس رہا کہ کیوں انہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

جنگِ صفین

جنگِ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کو پھر ایک مرتبہ بیعت کر لینے کی تلقین کی لیکن وہ کسی طرح اس امر پر آمادہ نہ ہوئے انہوں نے عمرو بن عاصؓ والی مصر کو اپنا ہمنوا بنایا اور جنگ کی تیاری کی اور ۸۵ ہزار کا لشکر لے کر حضرت علیؓ کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ بھی ۸۰ ہزار کا لشکر تھا۔ سات دن تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ساتویں دن قریب تھا کہ امیر معاویہؓ کا لشکر شکست کھا جائے کہ عمرو بن عاصؓ نے ایک چال چلی۔ قرآن مجید نیزوں پر رکھ کر بلند کئے اور تجویز پیش کی کہ ثالث مقرر کر کے فیصلہ کر لیا جائے۔ حضرت علیؓ کے کچھ ساتھی بھی اس دھوکے میں آ گئے اور انہوں نے ثالث کی تجویز کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اپنی صفوں میں انتشار دیکھ کر مجبوراً حضرت علیؓ نے اس تجویز کو قبول کر لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعریؓ اور امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاص ثالث مقرر ہوئے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ سیدھے سادھے صوفی منش آدمی تھے لیکن عمرو بن عاص بہت جہاندیدہ انسان تھے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو یہ کہہ کر ہم خیال بنا لیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہ دونوں کو معزول کر کے نیا انتخاب کیا جائے۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے اس کا اعلان کر دیا لیکن عمرو بن عاص نے کہا کہ مَیں حضرت علیؓ کے معزول کئے جانے کی تائید کرتا ہوں لیکن امیر معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں اس طرح عمرو بن عاص نے لوگوں کو دھوکا دیا۔

خوارج کا ظہور

جب حضرت علیؓ کو اس سیاسی فریب کا علم ہوا تو وہ پھر جنگ کی تیاری کرنے لگے۔اسی اثناء میں انہیں علم ہوا کہ ان کی جماعت کا ایک گروہ اس وجہ سے الگ ہوگیا ہے کہ کیوں ثالثی کی تجویز کو قبول کیا گیا انہوں نے اپنا ایک الگ امیر مقرر کرلیا اور اس طرح مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر تیار کیا۔ پہلے تو انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن جب وہ ضد پر قائم رہے تو دونوں لشکروں میں خونریز جنگ ہوئی اور کئی ہزار خارجی مارے گئے صرف چند لوگ زندہ بچ رہے۔

شہادت

اگرچہ خارجیوں کو شکست ہوگئی لیکن ان شوریدہ سر لوگوں نے سوچا کہ کامیابی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ تینوں کو بیک وقت قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس بارے میں منصوبہ تیار کیا۔ حضرت معاویہؓ پر حملہ کارگر نہ ہوا۔عمرو بن عاصؓ عین وقت پر باہر چلے گئے اس لئے بچ گئے لیکن جو شخص حضرت علیؓ کو قتل کرنے کیلئے مقرر ہوا وہ قاتلانہ حملہ میں کامیاب ہوا اور اس طرح حضرت علیؓ ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو پونے پانچ سال کی خلافت کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کر دیئے گئے۔



حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء

ابتدائی زندگی

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۴/شوال ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳/فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ قادیان ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ مغل قوم کے ایک نہایت معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب سمرقند سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آپ کے والد کا نام حضرت مرزا غلام مُرتضٰی اور والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ بچپن سے ہی آپ کی طبیعت میں نیکی و پاکیزگی اور متانت وسنجیدگی پائی جاتی تھی۔ دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود کی طرف ذرا بھی راغب نہ تھے۔ تنہائی کو پسند کرتے اور گہرے غور وخوض کے عادی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ پھر والد کے مقرر کردہ اساتذہ سے آپ نے فارسی پڑھی اور کچھ صرف ونحو نیز منطق وفلسفہ اور حکمت کا علم حاصل کیا۔ جوانی میں بھی خلوت نشینی پسند رہی۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی نیز دوسرے مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور بیشتر وقت یادِ الٰہی میں یا قرآن کریم پر غور وفکر میں گذرتا تھا۔ عشق محمد آپ کے رگ وریشہ میں رچا ہوا تھا۔

بس ایک ہی خواہش اور ایک ہی دھن تھی کہ کسی طرح دین مصطفوی کی خدمت ہو اور اسلام کا نور آشکار کیا جائے۔ آپ کے مذہبی شغف اور گوشہ نشینی کی عادت کی وجہ سے آپ کے والد بزرگوار کو یہ فکر دامن گیر رہتا کہ اس بچے کی آئندہ زندگی کیسے بسر ہوگی۔ اگرچہ آپ کی طبیعت کا میلان دنیا داری کے کاموں کی طرف قطعاً نہ تھا تاہم آپ نے والد ماجد کی اطاعت کے جذبہ سے ان کے اصرار پر کچھ عرصہ سیالکوٹ میں ملازمت کی اور جدی جائیداد کے حصول کے سلسلہ میں مقدمات کی پیروی بھی کی۔ لیکن بہت جلد والد کی اجازت سے ان امور سے دستکش ہوگئے اور تبلیغ حق کی مہم میں بدل و جان مصروف ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ ان کی وفات سے قبل الہاماً اللہ تعالیٰ نے اس حادثہ کی اطلاع آپ کو دی۔ اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کے الفاظ میں یہ بھی ڈھارس بندھائی کہ وہ خود آپ کا کفیل ہوگا۔ والد کی وفات کے بعد ہی مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا سلسلہ بڑے زور و شور سے شروع ہوگیا۔

وہ زمانہ روحانی لحاظ سے انتہائی ظلمت و تاریکی کا تھا۔ دنیا کا بیشتر حصہ مشرکانہ عقائد و رسوم میں مبتلا تھا یا اپنے خالق و مالک سے یکسر بے گانہ تھا۔ ایک طرف عیسائی مناد اسلام پر حملے کر رہے تھے تو دوسری طرف آریہ سماج و برہمو سماج والے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات کے خلاف گندہ دھنی اور الزام تراشی میں مصروف تھے۔ علماء اسلام فروعی مسائل اور ایک دوسرے کے خلاف تکفیر بازی میں اس قدر الجھے ہوئے تھے کہ انہیں خدمت دین کا ذرا

بھی ہوش نہ تھا۔ جو حالات کی نزاکت کا احساس رکھتے تھے ان میں استطاعت نہ تھی کہ مخالفین کے حملوں کا جواب دیتے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دل میں یہ جوش ڈالا کہ آپ اسلام کی حقانیت کو دنیا پر واضح کریں۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب براہین احمدیہ نامی تصنیف فرمائی اور تمام مذاہب کے پیروؤں کو چیلنج کیا کہ وہ حسن وخوبی اور براہین و دلائل میں قرآن کریم کا مقابلہ کر کے دس ہزار روپیہ کا انعام حاصل کریں لیکن کسی کو اس مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعت نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ لوگ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور مخالفین پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا تھا۔

دعویٰ ماموریت ومسیحیت

۱۸۸۲ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا الہام نازل ہوا۔ اور آپ کو یہ علم دیا گیا کہ اس زمانہ میں تجدید دین اور احیائے اسلام کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ تاہم آپ نے باقاعدہ رنگ میں فوری طور پر کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن متواتر الہامات کے باعث ۱۸۸۵ء میں آپ نے اپنے آپ کو محض مجدد وقت کی حیثیت میں پیش کیا۔ حالانکہ جو الہامات ۱۸۸۳ء میں اور اس کے بعد ہوئے ان میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے صریح طور پر مسیح، نبی اور نذیر کے ناموں سے یاد کیا تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ فدائیت کے نہایت اعلیٰ مقام پر تھے اور طبیعت میں اس درجہ انکسار پایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ان بزرگ خطابات کی یہی توجیہہ کرتے کہ ان سے مقصود محض کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے اور زیادہ وضاحت ہوئی تو ایک عرصہ تک اپنے مقام کو جزوی یا ناقص نبوت سے تعبیر کرتے رہے۔ لیکن پھر ۱۸۹۰ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیانی عرصہ میں آپ پر اس امر کا کامل انکشاف ہوگیا کہ آپ نبوت کے مقام پر ہی فائز ہیں۔ اس رنگ میں کہ ایک پہلو سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے امتی ہیں اور کثرت مکالمہ الٰہیہ کے لحاظ سے نبوت کے مقام پر فائز ہیں۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی اور لدھیانہ میں پہلی بیعت لی۔ اس روز چالیس افراد بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ بیعت کرنے والوں میں اوّلیت کا شرف حضرت حاجی الحرمین حکیم مولوی نورالدین صاحب کو حاصل ہوا جو بعد میں آپ کے خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔

۱۸۹۰ء میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کے ساتھ ہی آپ کے خلاف ایک طوفانِ بے تمیزی اُمڈ آیا۔ بڑے بڑے علماء نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے دیئے لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید کے نشانات پے در پے ظاہر ہو رہے تھے آپ نے تمام سجادہ نشیوں، پیروں، فقیروں کو مقابلہ کی دعوت دی۔ مباحثات و مناظرات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور لوگوں پر آپ کی صداقت منکشف ہوتی چلی گئی۔ پھر آپ نے مکفر علماء کو دعوتِ مباہلہ بھی دی کہ اگر چاہیں تو اس رنگ میں خدائے تعالیٰ کے فیصلہ کو دیکھ لیں۔ علماء کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور نمائندوں کو بھی مقابلہ کے لئے للکارا۔

ہندوؤں میں سے پنڈت لیکھرام، عیسائیوں میں سے پادری عبداللہ آتھم اور امریکہ کا جھوٹا مدعی نبوت ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی اور مسلمانوں میں سے رسل بابا امرتسری، چراغ دین جمونی، رشید احمد گنگوہی، عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والے، مولوی غلام دستگیر قصوری، محمد حسین بھینی والا وغیرہم مقابلہ کر کے حسب پیشگوئی ہلاک ہوئے اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر گئے۔ پھر آپ نے قبولیت دعا کا حربہ استعمال کیا اور تمام مذاہب کے لوگوں کو یہ دعوت دی کہ اگر ان کا مذہب سچا ہے تو مقبولیت کا نشان مقابلہ میں دکھائیں۔ مگر کسی کو اس مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ غرض قبولیت دعا، علمی مقابلوں، تائیداتِ سماوی اور بکثرت امور غیبیہ کے اظہار کے ذریعہ یہ ثابت کیا کہ زندہ نبی ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں اور زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔

اسلام کی حقانیت اور اپنے دعویٰ کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے آپ نے کم و بیش اسی کتب اُردو اور عربی میں تصنیف فرمائیں۔ ہزار ہا اشتہارات مختلف ممالک میں شائع فرمائے اور سینکڑوں تقاریر اسلام کی تائید میں کیں۔ بادشاہوں اور امراء کو خطوط لکھے اور انہیں دعوتِ حق دی۔ پھر آپ نے مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح کی اور تجدیدِ دین کا کام اس رنگ میں کیا جس رنگ میں مسیح و مہدی کے لئے کرنا مقدر تھا۔ نہ صرف زمین پر آپ کی صداقت کے نشان ظاہر ہوئے بلکہ آسمان نے بھی اس کی گواہی دی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہور مہدی کے لئے جو یہ علامت بیان فرمائی

تھی کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج گرہن کے مقررہ دنوں میں سے درمیانے دن گرہن لگے گا۔ عین اس پیشگوئی کے مطابق مشرقی ممالک میں ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء کو چاند گرہن ہوا اور ۶/ اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن لگا اور یہ دونوں گرہن اس سال رمضان کے مہینہ میں واقع ہوئے۔ مغربی ممالک میں بھی اگلے سال ٹھیک انہی شرائط کے ساتھ رمضان میں گرہن لگا اور یہ سماوی نشان اسلام کی صداقت، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی زبردست دلیل ٹھہرے گویا خود خالقِ ارض وسماء نے یہ گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود اور مہدی ہیں جن کے بارے میں سابق انبیاء اور خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے واضح پیشگوئی فرمائی تھیں۔

اولاد

آپ کی پہلی شادی اپنے خاندان میں ہوئی جس میں دو لڑکے مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد پیدا ہوئے۔ آپ کی دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں دہلی کے ایک مشہور سادات خاندان (خاندان میر درد) میں ایسے وقت میں ہوئی جب کہ آپ کی عمر ۵۰ برس ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی یَتَزَوَّجُ وَیُولَدُ لَہٗ (یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی) کے مطابق اس شادی سے ایک نئے خاندان کی بنیاد پڑی اور آپ کو وہ مبشر اولاد عطا ہوئی جس کے لئے برکت پانا اور ملکوں میں کثرت سے پھیلنا مقدر ہے۔ آپ

کی دوسری بیوی کا نام حضرت نصرت جہاں بیگم تھا جو بعد میں اماں جان...... کہلائیں۔آپ کے بطن سے پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادی عصمت (ولادت مئی ۱۸۸۶ء۔وفات جولائی ۱۸۹۱ء)

۲۔ صاحبزادہ بشیر اوّل (ولادت ۸/اگست ۱۸۸۷ء۔وفات ۴ نومبر ۱۸۸۸ء)

۳۔ حضرت مصلح موعود صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی۔ ولادت ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء۔وفات ۸/۷ نومبر کی شب ۱۹۶۵ء)

۴۔ صاحبزادی شوکت (ولادت ۱۸۹۱ء۔وفات ۱۸۹۲ء)

۵۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے (ولادت ۲۰/اپریل ۱۸۹۳ء۔ وفات ۲/ستمبر ۱۹۶۳ء)

۶۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد (ولادت ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء وفات ۲۶/ دسمبر ۱۹۶۱ء)

۷ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (ولادت ۲ مارچ ۱۸۹۷ء۔وفات ۲۳/۲۲ مئی ۱۹۷۷ء۔درمیانی شب)

۸۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (ولادت ۱۴/جون ۱۸۹۹ء۔ وفات ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء)

۹۔ صاحبزادی امۃ النصیر (ولادت ۲۸/جنوری ۱۹۰۳ء۔وفات ۳/دسمبر ۱۹۰۳ء)

۱۰۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا ربہا۔(ولادت ۲۵/جون ۱۹۰۴ء)

وفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چوہتر سال عمر پائی۔ ساری عمر رات دن خدمت اسلام میں لگے رہے۔ جس دن وفات پائی اس سے پہلی شام تک ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے۔ اس سے اس سوز وگداز اور اس اخلاص و جوش کا پتہ لگتا ہے۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار اور حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے تھا۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

فَاِذا رَ أَیْتُمُوْہُ فَبَا یِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْیجِ فَاِ نَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہُ الْمَھْدیُّ'' (ابوداؤد جلد۲ باب خروج المہدی)

(بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۱۲ ابن ماجہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ۳۱۰ سطر۴ باب خروج الامہدی)

ترجمہ:...... جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فورا! اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو اُسے پہچان لے'' فَلْیَقْرَ ئَہُ مِنّیِ السَّلامَ'' اُسے میری طرف سے سلام کہے۔

(درمنثور جلد۲ صفحہ۲۴۵، بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۱۳۸ مطبوعہ ایران)

یہ گویا اس کے حق میں سلامتی کی دعا اور پیشگوئی تھی۔ باوجود اس کے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہزار مخالفتیں ہوئیں اور آپ کو قتل کرنے کے بہت سے منصوبے کیئے گئے مگر خدائی نوشتوں کے مطابق

وہ سب ناکام ہوئے اور آپ اپنا کام ختم کر کے طبعی موت سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ اگلے روز حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل منتخب ہوئے اور انہوں نے ہی حضور کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد میت کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

اِنّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

۱۸۴۱ء تا ۱۹۱۴ء

ابتدائی زندگی

حاجی الحرمین حضرت حافظ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل ۱۸۴۱ء میں پنجاب کے ایک قدیم شہر بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ غلام رسول اور والدہ کا نام نور بخت تھا۔

۳۲ ویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کے خاندان میں بہت سے اولیاء و مشائخ گذرے ہیں۔ گیارہ پشت سے تو حفاظ کا سلسلہ بھی برابر چلا آتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس مقدس خاندان کو ابتداء سے ہی قرآن کریم سے والہانہ شغف رہا ہے۔ ابتدائی تعلیم تو ماں باپ سے حاصل کی پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم پائی۔ نارمل سکول سے فارغ ہو کر چار سال پنڈ دادنخاں میں سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ پھر ملازمت ترک کر دی اور حصولِ علم کے لئے رامپور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر اختیار کئے ان ایام میں آپ نے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے مروجہ علوم سیکھے۔ قرآن کریم سے قلبی لگاؤ تھا اور اس کے معارف آپ پر کھلتے رہتے تھے۔ توکل

کا اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ دعاؤں سے ہر وقت کام لیتے تھے۔ جہاں جاتے غیب سے آپ کے لئے سہولت کے سامان پیدا ہو جاتے اور لوگ آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک رئیس زادہ کا علاج کیا تو اس نے اس قدر روپیہ دیا کہ آپ پر حج فرض ہو گیا۔ چنانچہ آپ مکہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ حج بھی کیا اور وہاں کئی اکابر علماء فضلاء سے حدیث پڑھی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴، ۲۵ برس تھی۔

بلاد عرب و ہند سے واپس آ کر بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز کیا۔ مطب کی شان یہ تھی کہ مریضوں کے لئے نسخے لکھنے کے دَوران احادیث وغیرہ بھی پڑھاتے۔ ۱۸۷۷ء میں لارڈ لٹن وائسرائے ہند کے دربار میں شرکت کی کچھ عرصہ بھوپال میں قیام کیا۔ پھر ریاست جموں وکشمیر میں ۱۸۷۶ء سے ۱۸۹۲ء تک شاہی طبیب رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت

گورداسپور کے ایک شخص کے ذریعہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غائبانہ تعارف ہوا اور حضور کا ایک اشتہار بھی نظر سے گذرا۔ مارچ ۱۸۸۵ء میں قادیان پہنچ کر حضور علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اس وقت حضور نے نہ کوئی دعویٰ کیا تھا نہ بیعت لیتے تھے۔ تاہم فراستِ صدیقی سے آپ نے حضور کو شناخت کیا اور حضور کے گرویدہ ہو گئے۔ حضور کے ارشاد پر آپ نے پادری تھامس ہاول کے اعتراضات کے جواب میں کتاب فصل الخطاب اور پنڈت

لیکھرام کی کتاب ''تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں ''تصدیق براہین احمدیہ'' تصنیف فرمائی۔۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء میں جب لدھیانہ میں بیعت اولیٰ ہوئی تو سب سے اوّل آپ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ستمبر۱۸۹۲ء میں ریاست کشمیر سے آپ کا تعلق منقطع ہوگیا تو بھیرہ میں مطب جاری کرنے کیلئے ایک بڑا مکان تعمیر کرایا۔ابھی وہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشاد کے بموجب قادیان میں دھونی رما کر بیٹھ رہے قادیان میں ایک مکان بنوا کر اس میں مطب شروع کیا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ساتھ دربارِشام میں نیز سیر وسفر میں ہم کاب رہتے۔حضور کی مقدس اولاد کوقرآن و حدیث پڑھاتے۔صبح سویرے بیماروں کو دیکھتے پھر طالب علموں کودرس حدیث دیتے اورطب پڑھاتے بعد نماز عصر روزانہ درس قرآن کریم دیتے۔عورتوں میں بھی درس ہوتا۔(بیت)اقصیٰ میں پنجوقتہ نماز اور جمعہ کی امامت کراتے۔ جب قادیان میں کالج قائم ہوا تو اس میں عربی پڑھاتے رہے۔دسمبر۱۹۰۵ء میں انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کے امین مقرر ہوئے جب صدرانجمن بنی تو اس کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کوحوالہ جات نکالنے میں مدد دیتے اورحضور کی تصانیف کی پروف ریڈنگ کرتے۔مباحثات میں مدد دیتے۔اخبارالحکم اورالبدر کی قلمی معاونت فرماتے۔قرآن کریم کامکمل ترجمہ کیا اور چھپوانے کے لئے مولوی محمدعلی صاحب کو دیا لیکن صرف پہلا پارہ چھپ سکا۔

خلافت کا دَور

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جب کہ آپ کی عمر ۶۷ سال تھی خلیفہ منتخب ہوئے۔ قریباً بارہ سو افراد نے بیعت خلافت کی۔ مستورات میں سب سے پہلے حضرت اماں جان...... نے بیعت کی۔ صدر انجمن کی طرف سے اخبار الحکم اور البدر میں اعلان کرایا گیا کہ:

''آپ (یعنی حضرت اقدس علیہ السلام) کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان واقرباء حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت (اماں جان) کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سَو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے۔

حضرت مولوی سیّد محمد احسن صاحب، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، جناب نواب محمد علی خاں صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب، خلیفہ رشید الدین و خاکسار (خواجہ کمال الدین)............''

اور سلسلہ کے سب ممبران کو ہدایت کی گئی کہ وہ فی الفور حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی بیعت کریں۔ چنانچہ اس کے مطابق عمل ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا انتخاب حضرت ابوبکر صدیق کی طرح اجماع قوم سے خاص خدائی تصرف سے ہوا اور کسی قسم کا اختلاف اس وقت نہ ہوا۔

شروع خلافت سے ہی واعظینِ سلسلہ کا تقرر ہوا۔ شیخ غلام احمد صاحب، حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اوّلین واعظ مقرر ہوئے۔ جنہوں نے ملک کے طول وعرض میں پھر کر سلسلہ کی خدمات سرانجام دیں بے شمار تقاریر کیں۔ مباحثات کئے اور متعدد مقامات پر جماعتیں قائم کیں۔

آپ کے دورِ خلافت میں گرلز سکول اور اخبار نور کا ۱۹۰۹ء میں اجراء ہوا۔ نیز مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۱۰ء میں (بیت) نور کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی طرح مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ کی بنیاد رکھی گئی۔ (بیت) اقصیٰ کی توسیع ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) کی کوششوں سے انجمن انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا اور اخبار الفضل جاری ہوا۔ ۱۹۱۳ء میں یورپ میں سب سے پہلا احمدیہ مشن قائم ہوا۔

مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب جو صدر انجمن احمدیہ کے سرکردہ ممبر تھے ابتداء سے ہی مغربیت زدہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان کی یہ خواہش تھی کہ جماعت کا نظام اسی رنگ میں

چلائیں۔ جیسے دنیاوی انجمنیں چلاتی ہیں۔اسی وجہ سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی لنگر خانہ کے انتظام اور سلسلہ کے دوسرے کاموں پر اعتراض کرتے رہتے تھے اور اخراجات کے بارے میں حضور کی ذات پر بھی نکتہ چینی کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔حضور کی زندگی میں تو ان کی کچھ پیش نہیں گئی لیکن حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی میں انہوں نے پَر پُرزے نکالنے شروع کئے۔خلافت کے دَور میں جو پہلا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۰۸ء میں ہوا اس میں ایسی تقاریر کا انتظام کیا جس سے مقصود جماعت میں یہ خیال پیدا کرنا تھا کہ دراصل صدر انجمن احمدیہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین اور خلیفہ ہے۔لیکن حضرت خلیفہ اوّل نے ان خیالات کی تردید کرتے ہوئے ضرورتِ خلافت اور اطاعتِ خلیفہ پر زور دیا اور فرمایا:۔

> ''تم نے خود میری بیعت نہیں کی بلکہ میرے مولیٰ نے تمہارے دلوں کو میری طرف جھکا دیا۔پس تمہیں میری فرمانبرداری ضروری ہے''۔

خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کی وجہ سے جماعت میں جو انتشار پیدا ہونے لگا تھا اس کے ازالہ کے لئے آپ نے ۳۱/ جنوری ۱۹۰۹ء کو نمائندگانِ جماعت کو قادیان میں طلب کیا اور واضح الفاظ میں یہ فیصلہ فرمایا کہ صدر انجمن تو محض ایک تنظیمی ادارہ ہے۔جماعت کا امام اور مطاع تو صرف خلیفہ ہی ہے۔اس اجتماع میں مندرجہ بالا دونوں حضرات سے

جن میں سرکشی پائی جاتی تھی آپ نے دوبارہ بیعتِ اطاعت لی۔لیکن بیعت کر لینے اور اقرارِ اطاعت کے باوجود ان حضرات کے دل صاف نہ ہوئے اور وہ تمرد اور سرکشی میں بڑھتے گئے یہاں تک کہ کھلم کھلا مخالفت پر اُتر آئے اور آپ کی شان میں گستاخانہ باتیں کرنے لگے۔

۱۹۱۰ء میں آپ گھوڑے سے گر گئے اور بہت چوٹیں آئیں۔علالت کا سلسلہ طویل ہو گیا۔اس دوران ایک مرتبہ آپ نے وصیت تحریر فرمائی جو صرف دو الفاظ پر مشتمل تھی۔یعنی ''خلیفہ محمود''۔اس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کو خلیفہ نامزد کرنا چاہتے تھے۔آپ نے اپنی علالت کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو اپنی جگہ امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔یوں بھی آپ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور برملا اس امر کا اظہار کرتے تھے کہ اپنے تقویٰ و طہارت، اطاعتِ امام اور تعلق باللہ میں ان کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔جب آپ کی علالت کا سلسلہ طویل ہو گیا تو منکرینِ خلافت نے گمنام ٹریکٹ لاہور سے شائع کئے۔جن میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ قادیان میں پیر پرستی شروع ہو گئی ہے اور مرزا محمود احمد صاحب کو خلافت کی گدی پر بٹھانے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بارے میں لکھا گیا کہ ایک عالم دین نے ایڈیٹر پیغام صلح اور دوسرے متعلقین کو ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلبیت کے متعلق تحریر کیا کہ وہ بزرگان سلسلہ (مراد خواجہ صاحب اور

مولوی محمد علی صاحب) کو بدنام کررہے ہیں۔اسی طرح ان لوگوں نے حضرت خلیفہ اوّل کی دو مرتبہ بیعتِ اطاعت کرنے کے باوجود آپ کو بدنام کرنے اور خلافت کے نظام کو مٹانے کی پوری کوشش کی۔لیکن وہ اپنے مذموم ارادوں میں ناکام رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا سب سے بڑا یہی کارنامہ ہے کہ آپ نے خلافت کے نظام کو مضبوطی سے قائم کر دیا اور خلافت کی ضرورت و اہمیت کو جماعت کے سامنے بار بار پیش کر کے اس عقیدہ کو جماعت میں راسخ کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ انسانی منصوبوں سے کوئی شخص خلیفہ نہیں بن سکتا۔ خلافت کے الٰہی نظام کو مٹانے کیلئے منکرینِ خلافت نے جو فتنہ وفساد برپا کیا اور لوگوں کو ورغلانے اور اپنا ہم خیال بنانے کی جو کارروائیاں کی گئیں آپ نے ان کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا۔منکرینِ خلافت نے اپنے خیالات کی ترویج کے لئے لاہور سے ایک اخبار جاری کیا جس کا نام پیغام صلح رکھا۔ یہ اخبار حضرت خلیفہ اوّل کے نام بھی ارسال کیا جانے لگا۔آپ نے اس کے مضامین کو پڑھ کر فرمایا۔ یہ تو ہمیں پیغامِ جنگ ہے اور آپ نے بیزار ہو کر اس اخبار کو وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

وفات

غرض آپ اپنی خلافت کے سارے دور میں جہاں قرآن واحادیث نبوی کے درس و تدریس میں منہمک اور کوشاں رہے وہاں خلافت کے مسئلہ کو بار بار

تقریروں اور خطبات میں واضح کیا یہاں تک کہ جماعت کی غالب اکثریت نے اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ علالت کے دوران خفیہ ٹریکٹوں کی اشاعت نے آپ کو بہت دکھ پہنچایا اور آپ کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالا۔ بالآخر آپ نے ۱۳/ مارچ ۱۹۱۴ء بروز جمعہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ



المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دورِ خلافت اس لحاظ سے ممتاز اور نمایاں ہے کہ اس کے بارے میں سابقہ انبیاء وصلحاء کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار نشانات اور اس کی پیہم تائیدات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہی وہ موعود خلیفہ ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

ابتدائی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک مسیحی نفس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی جو دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جانا تھا اور بتلایا گیا کہ وہ نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بروز ہفتہ تولد ہوئے۔ الہام الٰہی میں آپ کا نام محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر بھی رکھا گیا اور کلمۃ اللہ نیز فخرِ رسل کے خطابات سے نوازا گیا۔ آپ کے بارے میں الہاماً یہ بھی بتایا گیا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس

سے برکت پائیں گی۔ چونکہ آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت سی بشارات ملی تھیں اس لئے حضور آپ کا بہت خیال رکھتے۔ کبھی آپ کو ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔ بچپن سے آپ کی طبیعت میں دین سے رغبت تھی۔ دعا میں شغف تھا اور نمازیں بہت توجہ سے ادا کرتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام میں پائی۔ صحت کی کمزوری اور نظر کی خرابی کے باعث آپ کی تعلیمی حالت اچھی نہ رہی اور آپ ہر جماعت میں رعایتی ترقی پاتے رہے۔ مڈل اور انٹرنس (میٹرک) کے سرکاری امتحانوں میں فیل ہوئے اس طرح دنیوی تعلیم ختم ہوگئی۔ اس درسی تعلیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنی خاص تربیت میں لیا۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین ماہ میں پڑھا دیا۔ پھر بخاری بھی تین ماہ میں پڑھا دی۔ کچھ طب بھی پڑھائی اور چند عربی کے رسالے پڑھائے۔ قرآنی علوم کا انکشاف تو موہبت الٰہی ہوتی ہے مگر یہ درست ہے کہ قرآن کریم کی چاٹ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ہی لگائی۔ جب آپ کی عمر ۱۷، ۱۸ سال کی تھی ایک دن خواب میں ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی۔ اس کے بعد سے تفسیر قرآن کا علم خدا تعالیٰ خود عطا کرتا چلا گیا۔

۱۹۰۶ء میں جب کہ آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو مجلس معتمدین کا رکن مقرر کیا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو غم کا ایک پہاڑ آپ پر ٹوٹ پڑا۔ غم اس بات کا تھا کہ سلسلہ کی مخالفت زور پکڑے گی اور لوگ

طرح طرح کے اعتراضات کریں گے تب آپ نے حضور کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہوکر اپنے رب سے عہد کیا کہ:۔

”اگر سارے لوگ بھی آپ (یعنی مسیح موعود) کو چھوڑ دیں گے اور مَیں اکیلا رہ جاؤں گا تو مَیں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا“۔

(الفضل صہ جوبلی نمبر صفحہ ۶۴)

یہ عہد آپ کی اولوالعزمی اور غیرتِ دینی کی ایک روشن دلیل ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے اس عہد کو خوب نبھایا۔۱۵۔۱۶ برس کی عمر میں پہلی مرتبہ آپ کو یہ الہام ہوااِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃ۔ اس پہلے الہام میں ہی اس امر کی بشارت موجود تھی کہ آپ ایک دن جماعت کے امام ہوں گے۔قرآن کریم کا فہم آپ کو بطور موہبت عطا ہوا تھا۔ جس کا اظہار ان تقاریر سے ہوتا تھا جو وقتاً فوقتاً آپ جلسہ سالانہ پر یا دوسرے مواقع پر کرتے تھے۔آیت کریمہ لَایَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کے مطابق یہ اس امر کا ثبوت تھا کہ سیّدنا پیارے محمود کے دل میں خدا اس کے رسول اور اس کے کلامِ پاک کی محبت کے سوا کچھ نہ تھا۔لیکن بُرا ہو حسد اور بغض کا۔منکرینِ خلافت آپ کے خلاف بھی منصوبے بناتے رہتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح حضرت خلیفہؓ اوّل آپ سے بدظن ہو جائیں۔ان کو آپ سے دشمنی اس بناء پر تھی کہ اوّل تو آپ حضرت خلیفہ اوّل کے کامل فرمانبردار اور حضور

کے دست و بازو اور زبردست مؤید تھے۔ دوسرے آپ کے تقویٰ وطہارت، تعلق باللہ، اجابتِ دعا اور مقبولیت کی وجہ سے انہیں نظر آ رہا تھا کہ جماعت میں آپ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بھی آپ کا بے حد اکرام کرتے ہیں۔ ان وجوہات کے باعث آپ کا وجود منکرین خلافت کو خار کی طرح کھٹکتا تھا۔

خلافتِ اُولیٰ کے دَور میں آپ نے ہندوستان کے مختلف علاقوں نیز بلادِ عرب و مصر کا سفر کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ نے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی اور ۱۹۱۳ء میں اخبار الفضل جاری کیا اور اس کی ادارت کے فرائض اپنی خلافت کے دَور تک نہایت عمدگی اور قابلیت سے سرانجام دیئے۔

عہدِ خلافت

حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد ۱۴/ مارچ ۱۹۱۴ء کو (بیت) نور میں خلافت کا انتخاب ہوا۔ دو اڑھائی ہزار افراد نے جو اس وقت موجود تھے بیعتِ خلافت کی۔ قریباً پچاس افراد ایسے تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی اور اختلاف کا راستہ اختیار کیا۔ اختلاف کرنے والوں میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب جو اپنے آپ کو سلسلہ کا عمود سمجھتے تھے پیش پیش تھے۔ خلافت سے انکار اور حبل اللہ کی ناقدری کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ (قادیان) سے منقطع ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ سے منقطع ہوئے۔ نظام وصیت سے منقطع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے منکر ہوئے اور اپنے کئی عقائد و

نظریات میں اس لئے تبدیلی کرنے پر مجبور ہوئے کہ شاید عوام میں مقبولیت حاصل ہو لیکن وہ بھی نصیب نہ ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا عہدِ خلافت اسلام کی ترقی اور بینظیر کامیابیوں کا درخشاں دَور ہے۔اس باون سالہ دَور میں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرتوں کے ایسے عجیب در عجیب نشانات ظاہر ہوئے کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں پڑ گئی اور دشمن سے دشمن کو بھی یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہ رہا کہ اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور یہ کہ امام جماعتِ احمدیہ بے نظیر صلاحیتوں کے مالک ہیں۔آپ کے اس باون سالہ عہدِ خلافت میں مخالفتوں کے بہت سے طوفان اُٹھے۔اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اُٹھایا مگر آپ کے پائے استقلال کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور یہ الٰہی قافلہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنی منزل کی جانب بدستور بڑھتا گیا۔ ہر فتنہ کے بعد جماعت میں قربانی اور فدائیت کی روح میں نمایاں ترقی ہوئی اور قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔جس وقت منکرینِ خلافت مرکز سلسلہ کو چھوڑ کر گئے اس وقت انجمن کے خزانے میں چند آنوں کے سوا کچھ نہ تھا۔لیکن جس وقت آپ کا وصال ہوا اس وقت صدر انجمن اور تحریکِ جدید کا بجٹ ۷۱ لاکھ نواسی ہزار تک پہنچ چکا تھا۔ اختلاف کے وقت ایک کہنے والے نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق کہا کہ یہاں اُلو بولیں گے۔لیکن خدا کی شان کہ وہ مدرسہ نہ صرف کالج بنا بلکہ اس کے نام پر بیسیوں تعلیمی ادارے مختلف ممالک میں قائم ہوئے۔

مصلح موعود کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتلایا تھا۔ وہ لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ حضرت فضل عمر جلد جلد بڑھے اور دنیا کے کناروں تک اشاعتِ اسلام کے مراکز قائم کر کے شہرت پائی۔ آپ کے بہت سے کارناموں میں سے چند کا ذکر اختصار سے درج ذیل ہے۔

۱۔ جماعتی کاموں میں تیزی اور مضبوطی پیدا کرنے کیلئے صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے نظارتوں کا نظام قائم کیا۔

۲۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لئے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید جاری فرمائی اور صدر انجمن احمدیہ سے الگ ایک نئی انجمن یعنی تحریک جدید انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے نتیجہ میں بفضلِ ایزدی یورپ، ایشیاء، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک اور جزائر میں نئے تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ سینکڑوں (بیوت) تعمیر ہوئیں۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور کثرت کے ساتھ (دینی) لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا اور لاکھوں افراد (دین حق) کے نور سے منور ہوئے۔

۳۔ اندرون ملک دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں چلانے کیلئے ۱۹۵۷ء میں ''وقفِ جدید انجمن احمدیہ'' کے نام سے تیسری انجمن قائم کی۔

۴۔ جماعت میں قوتِ عمل کو بیدار رکھنے کیلئے آپ نے جماعت میں ذیلی

تنظیمیں یعنی انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ قائم فرمائیں تاکہ مرد اور عورتیں، بچے اور جوان سب اپنے اپنے رنگ میں آزادانہ طور پر تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھ سکیں اور نئی نسل میں قیادت کی صلاحیتیں اُجاگر ہوں۔ ان تنظیموں کا قیام جماعت پر احسانِ عظیم ہے۔

۵۔ جماعت میں مل جل کر اور منظّم رنگ میں کام کو جاری رکھنے کے لئے مجلس شوریٰ کا قیام فرمایا۔

۶۔ قرآنی علوم کی اشاعت اور ترویج کے لئے درسِ قرآن کا سلسلہ جماعت میں جاری رکھا۔ تفسیر کبیر کے نام سے کئی جلدوں میں ایک ضخیم تفسیر لکھی جس میں قرآنی حقائق و معارف کو ایسے اچھوتے انداز میں پیش کیا کہ دل تسلی پاتے اور اسلام کی حقانیت خوب واضح ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر طبقہ کے لوگوں میں قرآنی علوم کا چسکا پیدا کرنے کیلئے قرآن کریم کی ایک نہایت مختصر مگر عام فہم تفسیر الگ تحریر فرمائی جس کا نام ''تفسیر صغیر'' ہے۔

۷۔ بحیثیت امام اور خلیفہ وقت جماعتی ذمہ داریوں کو نبھانے کے علاوہ آپ نے ملک و ملت کی خدمت میں نمایاں اور قابلِ قدر حصہ لیا۔ آپ کی تنظیمی صلاحیتوں کے پیش نظر مسلمانانِ کشمیر کو آزادی دلانے کے لئے جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم ہوئی تو آپ کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ ہر

اہم سیاسی مسئلہ کے بارے میں آپ نے مسلمانانِ ہند کی رہنمائی کی اور بیش قیمت مشوروں کے علاوہ دامے درمے ہر طرح ان کی امداد کی۔ کئی مرتبہ اپنے سیاسی مشوروں کو کتابی شکل میں شائع کر کے ملک کے تمام سربرآوردہ اشخاص تک نیز ترجمہ کے ذریعہ ممبران برٹش پارلیمنٹ اور برٹش کیبنٹ تک پہنچایا۔

۸۔ تقسیم ملک کے وقت جہاں آپ نے مسلمانوں کی حفاظت اور بہبود کے لئے مقدور بھر کوششیں کیں وہاں اپنی جماعت کے لئے ۱۹۴۸ء میں ربوہ جیسے بے آب و گیاہ علاقہ میں ایک فعال مرکز قائم کیا۔ جہاں سے الحمدللہ تبلیغ (دین حق) کی مہم پورے زور سے پروان چڑھ رہی ہے۔ ایک بنجر اور شورزدہ علاقہ میں بے سروسامانی کے باوجود ایک پُر رونق بستی کا آباد کر دینا خود اپنی ذات میں ایک بڑا کارنامہ ہے۔ یہ بستی نہ صرف تبلیغ (دین حق) کا اہم ترین مرکز ہے بلکہ ملک میں علم کی ترقی اور ترویج کا بھی ایک ممتاز سنٹر ہے اس کے علاوہ کھیلوں کے میدان میں بھی قابلِ ذکر کردار ادا کر رہی ہے۔

۹۔ آپ نے تاریخ اسلام کے واقعات کو بہتر رنگ میں سمجھنے اور یاد رکھنے کیلئے ہجری شمسی سن جاری فرمایا۔

۱۰۔ آپ نے متعدد والیان ریاست اور سربراہان مملکت کو تبلیغی خطوط ارسال کئے اور انہیں احمدیت یعنی حقیقی (دین حق) سے روشناس کرایا۔ ان

میں امیر اللہ خاں والی افغانستان، نظام دکن، پرنس آف ویلز اور لارڈ اروِن وائسرائے ہند خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۹۳۹ء میں خلافت کے پچیس سال پورے ہونے پر سلور جوبلی کی تقریب منعقد ہوئی اور جماعت نے تین لاکھ کی رقم اپنے امام کے حضور تبلیغ (دین حق) کی توسیع کیلئے پیش کی۔ پھر ۱۹۶۴ء میں جب خلافتِ ثانیہ پر پچاس سال پورے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کے طور پر خاص دعائیں کی گئیں اور اپنے پیارے امام کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے جماعت نے پچیس لاکھ سے زائد رقم بطور شکرانہ پیش کی۔

۱۹۴۴ء میں بذریعہ رؤیا والہام آپ پر اس امر کا انکشاف ہوا کہ آپ ہی وہ مصلح موعود ہیں جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اس انکشاف کے اعلان کے لئے آپ نے ہوشیار پور، لدھیانہ، لاہور اور دہلی میں جلسے منعقد کر کے معرکۃ الآراء تقاریر کیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا۔

آپ نے یورپ کا دو مرتبہ سفر کیا۔ پہلی مرتبہ آپ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے جہاں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کیں۔ اس کانفرنس میں آپ کا مضمون ''احمدیت یعنی حقیقی (دین حق)'' انگریزی میں ترجمہ ہو کر پڑھا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ علاج سے زخم تو بظاہر مندمل ہو گئے لیکن

تکلیف جاری رہی۔ اس لئے ۱۹۵۵ء میں آپ دوسری مرتبہ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے۔

وفات

مندرجہ بالا سانحہ فاجعہ کے بعد آپ کی صحت برابر گرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ المناک گھڑی آ پہنچی جب آپ تقدیر الٰہی کے ماتحت اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث نے ۹ نومبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ کے وسیع احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور پچاس ہزار افراد نے دلی دعاؤں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کیا۔



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

۱۹۰۹ء تا ۱۹۸۲ء

ابتدائی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی بشارت دی تھی وہاں ایک نافلہ کی بھی خاص طور پر بشارت دی تھی جیسا کہ فرمایا:

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّکَ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ تذکرہ ۶۴۶)

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۱۶ میں بھی پانچویں فرزند (یعنی پوتے) کی بشارت موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فرزند کی بشارت دی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

”مجھے بھی خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مَیں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا“۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۳۲۰)

غرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بھی ایک رنگ سے موعود خلیفہ تھے۔ ان پیش خبریوں کے مطابق حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ۱۶/ نومبر ۱۹۰۹ء کو بوقت شب پیدا ہوئے۔

۱۷/اپریل ۱۹۲۲ء کو جب کہ آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔ حفظِ قرآن کی تکمیل کی توفیق ملی۔ بعد ازاں حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب سے عربی اور اُردو پڑھتے رہے۔ پھر مدرسہ احمدیہ میں دینی علوم کی تحصیل کے لئے باقاعدہ داخل ہوئے اور جولائی ۱۹۲۹ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ''مولوی فاضل'' کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد میٹرک کا امتحان دیا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو کر ۱۹۳۴ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اگست ۱۹۳۴ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو بغرض تعلیم انگلستان کیلئے روانہ ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر کے نومبر ۱۹۳۸ء میں واپس تشریف لائے۔ یورپ سے واپسی پر جون ۱۹۳۹ء سے اپریل ۱۹۴۴ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ فروری ۱۹۳۹ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ہی کے صدر بنے۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بنفس نفیس خدام الاحمدیہ کی صدارت کا اعلان فرمایا تو نومبر ۱۹۵۴ء تک بحیثیت نائب صدر مجلس کے کاموں کو نہایت عمدگی سے چلاتے رہے۔ مئی ۱۹۴۴ء سے لے کر نومبر ۱۹۶۵ء تک (یعنی تا انتخاب خلافت) تعلیم الاسلام کالج کی پرنسپلی کے فرائض سرانجام دیئے۔ جون ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۵۰ء تک فرقان بٹالین کشمیر کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے آپ اس بٹالین کی انتظامی کمیٹی کے ممبر تھے۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب میں فسادات ہوئے اور مارشل لاء کا نفاذ ہوا۔ تو اس وقت آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سنت یوسفی

کے مطابق آپ کو کچھ عرصہ قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔۱۹۵۴ء میں مجلس انصاراللہ کی زمامِ قیادت آپ کے سپرد کی گئی۔مئی ۱۹۵۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔کالج کے پرنسپل کے فرائض علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کی نگرانی بھی تا انتخاب خلافت آپ کے سپرد رہی۔تقسیم ملک سے قبل باؤنڈری کمیشن کیلئے مواد فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور حفاظت مرکز (قادیان) کے کام کی براہ راست نگرانی کرتے رہے۔

خلافت کا دور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے عہد خلافت میں ہی آئندہ نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک مجلس مقرر فرما دی تھی جو ''مجلس انتخابِ خلافت'' کے نام سے موسوم ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر اس مجلس کا اجلاس ۸/ نومبر کو بعد نماز عشاء (بیت) مبارک میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ منعقد ہوا۔جس میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو آئندہ کے لئے خلیفہ منتخب کیا گیا۔اراکین مجلس انتخاب نے اسی وقت آپ کی بیعت کی۔اس کے بعد انتخاب کا اعلان ہوا اور اندازاً پانچ ہزار افراد نے اُسی دن آپ کی بیعت کی۔پھر بیرونی جماعتوں نے تاروں اور خطوط کے ذریعہ اقرارِ اطاعت کیا۔خلافتِ ثالثہ کے انتخاب کے وقت الحمدللہ کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا اور ساری جماعت نے والہانہ انداز میں قدرتِ ثانیہ کے

تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنا امام تسلیم کیا۔

تحریکات

آپ نے اپنے دور خلافت میں متعدد تحریکیں جاری فرمائیں جن کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

پہلی تحریک:

۱۷/ دسمبر ۱۹۶۵ء کو جب ملک میں غلہ کی کمی محسوس ہو رہی تھی آپ نے جماعت کے امراء اور خوشحال طبقہ کو تحریک کی کہ وہ غرباء، مساکین اور یتامی کے لئے مناسب بندوبست کریں اور کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو بھوکا سوئے اس پر جماعت نے بصد شوق عمل کیا اور کر رہی ہے۔

دوسری تحریک:

اس تعلق اور محبت کے اظہار کے لئے جو جماعت کو حضرت فضل عمر سے ہے۔ آپ نے ۲۵ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ جماعت نے بفضلِ ایزدی ۳۶ لاکھ سے زائد رقم اس مد میں پیش کی۔ اس فنڈ سے فضل عمر لائبریری قائم ہو چکی ہے۔ نیز علمی اور تحقیقی شوق پیدا کرنے کیلئے ہزار ہزار روپے کے ۵ انعامات ہر سال بہترین مقالہ نگاروں کو پیش کئے جاتے ہیں۔

تیسری تحریک:

تعلیم القرآن کے بارے میں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جماعت میں

کوئی فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ جانتا ہو۔ جو ناظرہ پڑھ سکتے ہوں وہ ترجمہ سیکھیں اور قرآنی معارف سے آگاہ ہوں۔

چوتھی تحریک:

وقفِ عارضی کی ہے۔اس تحریک کے تحت واقفین دو سے چھ ہفتوں تک اپنے خرچ پر کسی مقررہ مقام پر جا کر قرآن کریم پڑھاتے اور تربیت کا کام کرتے ہیں۔

پانچویں تحریک:

مجلس موصیاں کا قیام ہے۔موصیوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں اور نگرانی کریں کہ کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔

چھٹی تحریک:

بَد رسوم کو ترک کرنے کی جاری فرمائی۔

ساتویں تحریک:

چندہ وقف جدید اطفال کی ہے اس کے تحت ہر احمدی طفل کیلئے لازمی قرار دیا کہ وہ ۵۰ پیسے ماہوار وقفِ جدید کا چندہ ادا کر کے اس کے مالی جہاد میں شریک ہو۔

آٹھویں تحریک:

تسبیح وتحمید اور درود شریف کا بالالتزام وِرد کرنا ہے۔ بڑے کم از کم ۲۰۰ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم ۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کاورد کریں اور ۱۰۰ بار استغفار کریں۔ ۱۵ سے ۲۵ سال عمر والے ۱۰۰ بار تسبیح پڑھیں اور ۳۳ مرتبہ استغفار۔ ۷ سے ۱۵ سال تک عمر والے ۳۳ مرتبہ تسبیح پڑھیں اور ۱۱ مرتبہ استغفار۔ ۷ سال سے کم عمر کے بچوں کو والدین ۳ بار تسبیح اور استغفار پڑھائیں۔

نویں تحریک: (نصرت جہاں ریزرو فنڈ سکیم)

۱۹۶۷ء میں حضور نے یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا اور ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں (بیت) نصرت جہاں کے افتتاح کے علاوہ اقوامِ مغرب کو جلد آنے والی تباہیوں کے متعلق انذار فرمایا۔ پھر ۱۹۷۰ء میں حضور نے مغربی افریقہ کے سات ممالک نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ میں منشاء الٰہی سے ایک خاص پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا نام حضور نے ’’لیپ فارورڈ پروگرام‘‘ تجویز کیا اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک لاکھ پونڈ کا ’’نصرت جہاں ریزرو فنڈ‘‘ قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک کا مقصد افریقہ میں اسلام کا قیام و استحکام تھا۔ اس فنڈ سے افریقہ کے ممالک میں مزید تعلیمی سنٹر کھولے گئے۔ اس کے علاوہ وہاں طبی مراکز بھی قائم ہوئے۔ اسی فنڈ سے افریقہ کے کسی ملک میں

ایک طاقتور ریڈیوسٹیشن قائم کرنے کی تجویز تھی ۔اسی طرح ایک بڑا پریس مرکز میں قائم کرنے کی تجویز تھی جس کے ذریعہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور دوسرا اسلامی لٹریچر شائع کیا جانا تھا۔

نصرت جہاں ریزروفنڈ سکیم کے تحت افریقی ممالک میں اس وقت تک جو میڈیکل سنٹرز اور سیکنڈری سکول کھولے جا چکے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

غانا میں میڈیکل سینٹرز ۷ سیکنڈری سکولز اور ۱۴۴ پرائمری سکولز، سیرالیون میں ۳ میدیکل سینٹرز ۱۴ سیکنڈری سکولز اور ۱۴۸ پرائی سکولز، گیمبیاء میں ۳ میڈیکل سینٹرز ،۴ سیکنڈری سکولز، لائبیریا میں ۲ میڈیکل سینٹرز ایک سیکنڈری سکول اور ۳ پرائمری سکولز، نائیجیریا میں ۶ میڈیکل سنٹر اور ۴ سیکنڈری سکولز۔ ۱۴۸ پرائمری سکولز، ایوری کاسٹ میں ایک میڈیکل سینٹر اور پرائمری سکولز، کانگو میں ایک میڈیکل سینٹر، بورکینا فاسو میں ۴ میڈیکل سینٹرز اور ۲ پرائمری سکولز، بینن میں ۲ میڈیکل سینٹرز، کینیا میں ۳ میڈیکل سینٹرز، تنزانیہ میں ایک میڈیکل سینٹر ، یوگنڈا میں ایک میڈیکل سینٹر، ایک سیکنڈری سکول اور ۳۰ پرائمری سکول اس طرح سے اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ۳۸ طبی ادارے اور ۵۸ سیکنڈری سکولز اور ۳۰۳ پرائمری سکولز کام کر رہے ہیں۔

دسویں تحریک: ''صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ سکیم''

اللہ تعالیٰ کے منشاء اور حکم کے مطابق جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔اس لحاظ سے ۱۹۸۹ء میں اس کے قیام پر سَو سال پورے ہوئے اس

سال سے جماعت کی دوسری صدی شروع ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی بشارات کے مطابق انشاء اللہ غلبہ (دین حق) کی صدی ہوگی۔ اس دوسری صدی کے استقبال کے لئے جس کے شروع ہونے میں ابھی سولہ سال باقی تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے حسب منشاء الٰہی جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقع پر جماعت ہائے بیرون کی تربیت، اشاعتِ (دین حق) کے کام کو تیز سے تیز تر کرنے، غلبہ (دین حق) کے دن کو قریب سے قریب تک لانے اور نوعِ انسان کے دل خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جیتنے کیلئے ایک عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا۔ اس کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ابھی دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں ہماری منظّم جماعتیں اور مشن قائم نہیں ہوئے۔ اس لئے اس منصوبہ کے ایک ابتدائی حصہ کی رُو سے یہ تجویز ہے کہ کم از کم سَو زبانوں میں اسلام کی بنیادی تعلیم کے تراجم کر کے بیرونی ملکوں میں کثرت سے اشاعت کی جائے اور اس ذریعہ سے وہاں کے باشندوں کی تربیت و اصلاح اور ان کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کی جائے۔ نیز فرمایا کئی جگہ ہمیں نئے مشن کھولنے پڑیں گے اور وہاں (بیوت) بنانی پڑیں گی۔

اس منصوبے کی تکمیل کے لئے مالی قربانی کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

> ”مَیں نے مخلصین جماعت سے آئندہ سولہ سال میں ڈھائی کروڑ روپیہ جمع کرنے کی اپیل کی تھی اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر توکل

کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ انشاء اللہ یہ رقم پانچ کروڑ تک پہنچ جائے گی‘‘۔

اس مالی جہاد میں شرکت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’وہ لوگ جو ملازمت پیشہ یا مزدور پیشہ ہیں اوران کی ماہوار آمد معین ہے۔ وہ اپنے وعدہ کوسولہ پر تقسیم کر دیں اور ہر سال کا جو حصہ بنتا ہے اسے بارہ ماہ میں تقسیم کر کے ماہ بماہ ادائیگی کرتے چلے جائیں‘‘۔

زمیندار احباب کے بارے میں جن کی سال میں دو بار آمد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ:۔

’’وہ ہر فصل پر اپنے وعدہ کا ۱/۳۲ حصہ ادا کرتے رہیں۔ باقی افراد جو تاجر پیشہ ہیں یا وکلاء، ڈاکٹر انجنیئر وغیرہ ہیں اور جن کی آمد نہ معین ہوتی ہے نہ اس کا وقت مقرر ہے وہ پہلے سال میں ہی شرح کا خیال رکھے بغیر ہمت کر کے جس قدر زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہوں ادا کریں اور پھر ہر سال اپنا وعدہ آمد کے مطابق ادا کریں‘‘۔

اس عظیم منصوبہ کے روحانی پہلو کے طور پر حضور نے سولہ سال کے لئے جو پروگرام تجویز فرمایا وہ یہ تھا:۔

۱۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احبابِ جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں

مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جایا کرے۔

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم ازکم سات بار سورۃ فاتحہ کی دعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

۴۔ درود شریف، تسبیح و تحمید نیز استغفار کا ورد روزانہ ۳۳،۳۳ بار کیا جائے۔

درود اور تسبیح کیلئے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم ازکم گیارہ بارہ پڑھی جائیں۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ۵۴ سے زائد ممالک کی جماعت ہائے احمدیہ نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ اس تحریک کا ثمرہ یہ ہے کہ گوٹن برگ (سویڈن) میں ایک شاندار (بیت) تعمیر ہو چکی ہے۔ ایک اور شیریں ثمر یہ ہے کہ اس منصوبہ کے تحت لندن میں ایک بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس جون ۱۹۷۸ء میں منعقد ہوئی۔ جس میں کئی ممالک کے عیسائی اور مسلم محققین نے تحقیقی مقالے پڑھے اور ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر

وفات نہیں پائی۔اس عظیم منصوبے کا ایک اور شیریں وطیب ثمر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ''بیت'' نوراوسلو کی شکل میں ۱۹۸۰ء میں عطا فرمایا۔(بیت) نور ناروے کی پہلی اور بلحاظ ترتیب یورپ کی آٹھویں (بیت) ہے۔جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے سفر یورپ کے دوران فرمایا۔اس کے علاوہ برطانیہ میں پانچ نئے مراکز کا قیام عمل میں آیا۔

بیت بشارت سپین

حضور نے جون تا اکتوبر ۱۹۸۰ء یورپ کا جو سفر کیا اس کا اہم ترین واقعہ بیت بشارت پیدروآباد کی تاسیس تھا۔اس سفر کے دوران حضور سپین تشریف لے گئے اور قرطبہ سے ۲۳/۲۲ میل دور قصبہ پیدورآباد میں ایک بیت کی بنیاد رکھی جو حضور کے عہدِ مبارک میں ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔حضور نے اس کا نام بیت بشارت تجویز فرمایا اور اس کے افتتاح کے لئے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کی تاریخ مقرر فرمائی۔ یہ بیت ۷۴۴ سال بعد تعمیر ہونے والی سپین کی پہلی بیت ہے۔ بیت کی بنیاد رکھے جانے کے وقت پیدروآباد کے ہزاروں مرد، عورتیں اور بچوں نے بڑی خوشی سے اس تقریب میں شرکت کی۔قصبہ کی ایک معمر ترین عورت اور ایک سب سے کم عمر بچے نے بھی (بذریعہ اپنی والدہ) سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔(دین حق) ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں''

چودھویں صدی ہجری کوالوداع اور پندرھویں کا استقبال

چودھویں صدی ہجری کے آخری سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منعقدہ نومبر ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ چودہویں صدی نے ہمیں خدا سے ملا دیا۔ ہم پر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حسن اور قرآن کریم کی عظمت واضح کر دی۔ چودہویں صدی نے جہاں (دین حق) کا تنزل دیکھا وہاں تیرہ سوسال پہلے کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھیں۔ اس زمانہ میں اسلام کا ضعف بھی دیکھا اور اسلام کی عظمت وجلال کے شاہکار بھی دیکھے۔ ہمیں چودہویں صدی نے مہدی دیا جس کے آنے سے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے زندہ خدا کے ساتھ زندہ رشتہ پیدا ہو گیا اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب مہدی نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت ہمارے دلوں میں گاڑ دی۔

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر اس صدی کو غلبہ (دین حق) کی صدی بنانے کے لئے بہت دعائیں کی گئیں اور صدقات دیئے گئے۔ مرکزی ادارہ جات اور اہالیان ربوہ کی طرف سے یکم محرم الحرام ۱۴۰۱ھ سے ۷ محرم تک ۱۰۱ بکرے بطور صدقہ دئے گئے۔ ۹/ نومبر کی شام کو غروب آفتاب کے چند منٹ بعد پہلا بکرا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور دعا کی۔ ربوہ کے علاوہ دوسرے مقامات کے احمدی مردوں اور عورتوں نے کثرت سے قربانیاں کیں اور غلبہ دین حق کیلئے دعائیں مانگیں۔

جماعت کیلئے تعلیمی منصوبے

حضور نے مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے آخری اجلاس میں غلبہ دین حق کی صدی کے استقبال کے لئے ایک دس سالہ تعلیمی پروگرام پیش کیا اور فرمایا:۔

’’بلا استثناء ہر احمدی بچہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھے جو احباب قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں وہ ترجمہ سیکھیں اور جو ترجمہ جانتے ہیں وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیان فرمودہ تفسیر سیکھیں جو خود اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سکھائی اور وہ تفسیر بھی سیکھیں جو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور اور بصیرت و معرفت کے زیر سایہ خود کی۔ اس کے علاوہ ہر احمدی بچہ کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے اور غیر معمولی ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل طلباء کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق مزید اعلیٰ تعلیم دلانا جماعت کی ذمہ داری ہوگی۔ اس پروگرام کی آخری شق حضور نے یہ بیان فرمائی کہ سب احمدی اسلام کی حسین اخلاقی تعلیم پر قائم ہوں‘‘۔

(الفضل ۲۹/۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر جماعت کے لئے ایک عظیم علمی منصوبے کا اعلان فرمایا جس کے اہم نکات یہ ہیں:۔

۱۔ ہر بچہ کم از کم میٹرک تک اور ہر بچی کم از کم مڈل تک ضرور تعلیم حاصل کرے''(الفضل ۲۴/اپریل ۱۹۸۱ء)

۲۔ کوئی احمدی بچہ پیچھے نہ رہے گا بلکہ آگے سے آگے بڑھے گا۔ وہ ذہین بچے جو حالات کی وجہ سے آگے نہیں آسکتے انہیں جماعت سنبھالے گی۔ دعائیہ لحاظ سے بھی اور مالی لحاظ سے بھی۔ اس لئے عہد کرو کہ کسی سے پیچھے نہیں رہنا۔ آج خدا تمہیں دینے کو تیار ہے تو تمہیں لینے کو تیار ہونا چاہئے''۔(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۸۱ء)

۳۔ گذشتہ جلسہ سالانہ (یعنی ۱۹۷۹ء) پر مَیں نے وظائف کا اعلان کیا تھا کہ مستحق اور ذہین طلباء کو بغیر ذہنی نشوونما کے نہیں چھوڑا جائے گا اس کا نام انعامی وظیفہ نہیں بلکہ ادائیگی حقوق طلباء رکھنا چاہئے .... آئندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق سیکھے۔ یہ کام خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذمہ ہے............ پہلے مرحلہ میں ہر احمدی گھرانے میں ایک تو تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے اور دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن بھی پڑھنی ضروری ہے......مَیں نے اس سلسلہ میں خدام الاحمدیہ انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ ان کے خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ان ہرسہ تنظیموں میں Co-ordination (رابطہ) پیدا کرے............ یہ جو سکیم مَیں نے

کراچی سے شروع کی تھی آج اس میں وسعت پیدا کر رہا ہوں اور اسے ساری جماعت کیلئے دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد بنا رہا ہوں۔ یہ سکیم اس سال مکمل ہو جانی چاہئے‘‘۔

۴۔ الف: پانچویں کلاس کے وظیفہ کا امتحان (جو غالباً ضلعی سطح پر ہوتا ہے) اس میں اوپر کی ۳۰۰ پوزیشنوں میں ہر ضلع میں جو احمدی بچہ آئے گا اسے مَیں اپنے دستخط سے دعائیہ خط اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب تحفہ کے طور پر اپنے دستخطوں اور دعائیہ فقرہ لکھ کر بھیجوں گا۔

(ب) آٹھویں کے وظیفہ کا امتحان جو غالباً ڈویژن کی سطح پر ہوتا ہے۔ اس میں ہر ڈویژن میں اوپر کی ۳۰۰ نشستوں میں جو احمدی طالب علم آئے گا اسے بھی اپنے دستخطوں سے دعائیہ خط اور کتاب تحفۃً بھیجوں گا۔

(ج) دسویں جماعت کا امتحان ایجوکیشن بورڈ لیتا ہے۔ ہر بورڈ کے امتحان میں TOP کے ۲۰۰ لڑکوں میں سے جو بھی احمدی طالب علم/ طالبہ آئے گا/ آئے گی اس کو اپنے دستخطوں سے خط اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ کتب میں سے ایک تفسیر کی کتاب ان کی ذہنی قابلیت کی قدر کرتے ہوئے بھیجوں گا۔

(د) ایف۔ اے اور ایف۔ ایس۔ سی میں ہر بورڈ میں اُوپر کی ۳۰۰ پوزیشنوں میں جو بھی احمدی طالب علم آئے گا اسے بھی دعائیہ خط اور ایک تفسیر کی کتاب بھجوائی جائے گی۔

(ہ) یونیورسٹی کے امتحان میں بی۔اے کے لئے علیحدہ اور بی ایس سی کے لئے علیحدہ اوپر کے ۲۰۰ طلباء/ طالبات میں سے احمدی طلبہ کے لئے دستخطوں سے دعائیہ خط اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کی کتابوں میں سے ایک کتاب تحفۃً بھیجوں گا۔

(و) ایم۔اے، ایم ایس سی، میڈیکل یا انجنیئر نگ کے فائنل امتحان میں ہر مضمون میں TOP (چوٹی) کی سات پوزیشنوں میں جو احمدی طالب علم آئے گا اسے دعائیہ خط، تفسیر صغیر اُردو یا انگریزی ترجمہ قرآن اپنے دستخط کر کے دعائیہ فقرہ کے ساتھ بھیجوں گا۔

اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جماعت کو ذہین بچے عطا کر رہا ہے۔پس جو بچے جینیس (Genius) ہیں جماعت ان کی ہر قسم کی مدد کرے گی۔آج ہر احمدی بچے کو ایک نظام میں باندھنا ضروری ہے۔اس لئے مَیں دفتر کو ہدایت دیتا ہوں کہ وہ ضلع وار اور پائیدار شکل میں رجسٹر بنائیں۔ پانچویں جماعت سے پی ایچ ڈی تک ہر ذہین بچے پر شفقت کی نظر رکھیں۔ ہر ایک بچے سے اسی طرح تعلق رکھیں جس طرح طبیب کی انگلیوں کا بیمار کی نبض کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جماعتیں اس بات کا خیال رکھیں کہ پہلی کلاس سے آخری کلاس تک کوئی احمدی بچہ نہ رہے جس نے اس سال

امتحان دیا اور مجھے اس کا خط نہ آئے۔ اس بنیاد پر دفتر نے رجسٹر
بنانے ہیں''۔

''بیرونی ملکوں کے بارے میں جائزہ لیا جارہا ہے۔ سرِ دست
یہ سکیم صرف پاکستان بھارت اور بنگلہ دیش کی جماعتوں کے لئے
ہے جو ۱۹۸۰ء سے شروع ہوتی ہے''۔

انعامات

صدسالہ احمدیہ تعلیمی منصوبے کے تحت دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۴۸ طلبہ / طالبات
کوطلائی اور نقرئی تمغے دیئے جا چکے ہیں۔

میٹرک سے ایم اے / ایم ایس سی تک بورڈ اور یونیورسٹی میں اوّل آنے
والے کو طلائی تمغہ مشتمل بر ایک تولہ خالص سونا اور تفسیر صغیر یا انگریزی ترجمہ
قرآن دستخطی حضور دیا جاتا ہے۔

ہر دوم آنے والے طالب علم / طالبہ کو طلائی تمغہ مشتمل بر ۴/ ۳ تولہ سونا اور
تفسیر صغیر یا انگریزی ترجمہ قرآن دستخطی حضور دیا جاتا ہے۔

ہر سوم آنے والے / والی کو چاندی کا تمغہ اور تفسیر صغیر / انگریزی ترجمہ
قرآن دیا جاتا ہے۔

حضور نے احمدی طلبہ کیلئے آگے بڑھنے کے چند اصول بھی بیان فرمائے
ہیں جو یہ ہیں:۔

۱۔ سویابین کا استعمال کیا جائے۔ ذہن کو تقویت کیلئے بہترین چیز ہے۔

۲۔ ہر احمدی طالب علم محنت سے پڑھے اور وقت کو ضائع نہ کرے۔
۳۔ صحت کو برقرار رکھنے کیلئے متوازن غذا استعمال کی جائے۔
۴۔ صحت کو برقرار رکھنے کیلئے ورزشیں کی جائیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وِرد

مجلس خدام الاحمدیہ کے ۳۶ ویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر فرمایا کہ ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو ایک الہام ہوا جس کے پورا ہونے کے سامان نہیں تھے۔ پھر حضور نے اپنا ایک کشف بیان فرمایا جس میں آپ نے دیکھا کہ ساری کائنات سمندر کی انگوری رنگ کی لہروں کی طرح پر لہر در لہر آگے بڑھتی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وِرد کرتی جارہی ہے۔ حضور نے اس کشف کی یہ تعبیر فرمائی کہ اب توحید الٰہی کے قیام کا وقت آ گیا ہے۔ ۱۸۸۲ء کے مسیح موعود علیہ السلام کے طویل سلسلہ الہامات کا آخری حصہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تھا۔ اس کے بعد الہام ہوا ''فـاکتـب'' اسے لکھ رکھو اور طبع کراؤ اور پھر ساری زمین میں شائع کر دو۔ اب اس الہام پر عمل کا وقت آ گیا ہے۔ اسے طبع کرا کر ساری دنیا میں پھیلا دو۔

حضور کی اس ہدایت پر فوری عمل شروع ہو گیا اور بینروں کے ذریعہ نیز دوسرے طریق پر جماعت میں اس کی اشاعت کی ایک رَو چل پڑی۔ فرض نمازوں کے بعد بھی گیارہ مرتبہ دھیمی آواز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وِرد کیا جانے لگا۔ جو حضور کی زندگی میں برابر جاری رہا۔

کچھ عرصہ بعد مخالفین نے اعتراض شروع کر دیا کہ احمدیوں نے کلمہ طیبہ میں تصرف شروع کر دیا ہے اور محمد رسول اللہ کے الفاظ (نعوذ باللہ) حذف کر دیئے ہیں۔اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ اگر جلسوں کے موقع پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بینز آویزاں کرنے ہوں تو حدیث نبوی کے پوری الفاظ یعنی افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

(ترمذی کتاب الدعوات)

لکھے جایا کریں تا کہ غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔نیز مساجد میں اس کا ورد بلند آواز سے نہ کیا جائے بلکہ دوسرے اوراد کی طرح یہ ورد بھی خاموشی سے کیا جائے۔

قرآن مجید کی عالمی اشاعت

خلافت ثالثہ کا ایک اہم کارنامہ قرآن کریم کی وسیع اشاعت ہے۔اس غرض کے لئے حضور نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں ہوٹلوں میں قرآن کریم رکھنے کی ایک مہم جاری فرمائی جس کے نتیجہ میں درجنوں ممالک کے ہوٹلوں میں کلامِ پاک کے ہزارہا نسخے رکھوائے گئے اور یہ سلسلہ برابر جاری اور ترقی پذیر ہے۔

حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات

حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحب حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مختصر لیکن شدید علیل رہنے کے بعد ۳ اور ۴ دسمبر ۱۹۸۱ء کی درمیانی شب رحلت فرما گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

۴ دسمبر کی شام ۴ بجے مرحومہ کا جنازہ احاطہ بہشتی مقبرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پڑھا جس میں پچاس ہزار احباب نے شرکت کی۔

عقد ثانی

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو ۴۷ سال سے زائد رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ میں وہ تمام خوبیاں جو خلیفہ وقت کی رفیقہ حیات میں ہونی چاہئیں پائی جاتی تھیں۔ ایسی رفیقہ حیات کی جدائی قدرتی طور پر حضور کے لئے عظیم صدمہ کا موجب تھی وہاں حضور کے فرائض خلافت اور دینی مہمات میں ایک طرح سے روک اور حرج کا موجب بھی تھی۔ لہذا خالص للّٰہی اور دینی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے متواتر چالیس دن دعائیں اور چند بزرگان سلسلہ کو سات دن تک استخارہ اور دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کے مطابق انشراحِ صدر ہو گیا تو حضور نے نکاح ثانی کا فیصلہ کیا اور مکرم خان عبدالمجید خاں صاحب آف ویرووال کی صاحبزادی سیّدہ طاہرہ صدیقہ بیگم صاحبہ سے مورخہ ۱۱/اپریل ۱۹۸۲ء کو بیت مبارک ربوہ میں بعد نمازِ عصر حضور نے اپنے عقد ثانی کا اعلان ایک ہزار حق مہر پر فرمایا۔ نماز مغرب سے قبل ۷ مردوں اور تین خواتین پر مشتمل حضور کی بارات خان عبدالمجید خاں صاحب کے گھر گئی اور کمال سادگی کے ساتھ تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز ۱۲/اپریل ۱۹۸۲ء کو بعد نماز

عشاء حضور نے قصر خلافت میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا جس میں اڑھائی صد احباب جماعت شامل ہوئے جن میں غرباء بھی کثیر تعداد میں مدعو تھے۔

آخری خطاب

۱۶/ مئی ۱۹۸۲ء کو حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس سے اختتامی خطاب فرمایا جو کسی جماعتی تنظیم سے حضور کا آخری خطاب ہے۔

ربوہ میں آخری خطبہ جمعہ

۲۱ مئی ۱۹۸۲ء کو حضور نے ربوہ میں آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور ۲۳ مئی کو حضور اسلام آباد تشریف لے گئے۔

حضور کی علالت اور انتقال پُر ملال

قیام اسلام آباد کے دوران ۲۶ مئی ۱۹۸۲ء کو حضور پُر نور کی طبیعت علیل ہوگئی۔ بروقت علاج سے بفضل تعالیٰ افاقہ ہوگیا۔لیکن ۳۱ مئی کو اچانک طبیعت پھر خراب ہوگئی۔ڈاکٹری تشخیص سے معلوم ہوا کہ دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔علاج کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور ۸ جون تک صحت میں تبدریج بہتری پیدا ہوتی گئی۔ لیکن ۸،۹ جون یعنی منگل اور بدھ کی درمیانی شب پونے بارہ بجے کے قریب دل کا دوبارہ شدید حملہ ہوا اور بقضائے الٰہی پونے ایک بجے شب ''بیت الفضل'' اسلام آباد میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

۹/جون ۱۹۸۲ء کو حضور کا جسدِ اطہر اسلام آباد سے ربوہ لایا گیا۔ ۱۰ جون کو سیّدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر احاطہ بہشتی مقبرہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ کے قریب احباب شریک ہوئے۔ نماز جنازہ کے بعد حضرت مصلح موعود کے پہلو میں جانب شرق حضور کی تدفین عمل میں آئی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۷۳ برس کی عمر پائی۔

اولاد

صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب، صاحبزادی امۃ الشکور بیگم صاحبہ، صاحبزادی امۃ الحلیم بیگم صاحبہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

۱۹۲۸ء تا ۲۰۰۳ء

ابتدائی زندگی

ہمارے پیارے امام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود کے حرم ثالث حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۸/دسمبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ (الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۲۸ء)

حضور کے نانا حضرت ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب کلر سیداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور سیّد خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بڑے عابد وزاہد اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے جنہوں نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی والدہ حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ بھی نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں جو اپنے اکلوتے بیٹے کی تعلیم وتربیت کا بے حد خیال رکھتی تھیں اور اسے نیک، صالح اور عاشق قرآن دیکھنا چاہتی تھیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۴۲ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ایف ایس سی تک تعلیم حاصل کی۔ ۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں نمایاں کامیابی کے ساتھ شاہد کی ڈگری لی۔ اپریل ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعود کے ساتھ یورپ تشریف لے گئے اور لنڈن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ربوہ واپس تشریف لائے۔ ۱۲/ نومبر ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کو وقفِ جدید کی تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔ آپ کی نگرانی میں اس تنظیم نے بڑی تیز رفتاری سے ترقی کی۔ حضرت مصلح موعود کی زندگی کے آخری سال میں اس تنظیم کا بجٹ ایک لاکھ ۷۰ ہزار روپے تھا جو خلافت ثالثہ کے آخری سال میں بڑھ کر دس لاکھ پندرہ ہزار تک پہنچ گیا۔ نومبر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک آپ نائب

صدر خدام الاحمدیہ رہے۔۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ پر آپ نے پہلی مرتبہ اس عظیم اجتماع میں خطاب فرمایا۔اس کے بعد قریباً ہر سال ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خطاب فرماتے رہے۔۱۹۶۱ء میں آپ افتاء کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۶ء سے نومبر ۱۹۶۹ء تک مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر رہے۔ یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کے ایک نمائندہ پانچ رکنی وفد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہ کی قیادت میں پاکستان اسمبلی کے سامنے جماعت احمدیہ کے موقف کی حقانیت کو دلائل و براہین سے واضح کیا۔آپ اس وفد کے ایک رکن تھے۔یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو آپ صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے اور خلیفہ منتخب ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے۔۱۹۸۰ء میں آپ احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئر ایسوسی ایشن کے سرپرست مقرر ہوئے۔جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر اس ایسوسی ایشن نے جلسہ کی تقاریر کا ساتھ ساتھ انگریزی اور انڈونیشین زبان میں ترجمہ پیش کرنے کا کامیاب تجربہ کیا۔

دَورِ خلافت

۱۰؍جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مصلح موعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بعد نماز ظہر بیت مبارک میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید منعقد ہوا اور آپکو بالاتفاق خلیفۃ

المسیح الرابع منتخب کیا گیا اور تمام حاضرین مجلس نے انتخاب کے معاً بعد حضور کی بیعت کی۔

حضور ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو یورپ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ آپ کے پروگرام کا بڑا مقصد مختلف مشنز کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور بیت سپین کا معینہ پروگرام کے مطابق افتتاح کرنا تھا۔ اس سفر میں حضور نے ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین اور انگلستان کا دورہ کیا اور وہاں کے مشنز کا جائزہ لیا۔ سفر کے دوران تبلیغ و تربیت اور مجالس عرفان کے علاوہ استقبالیہ تقاریب کے ۱۸ پریس کانفرنسوں اور زیورک میں ایک پبلک لیکچر کے ذریعہ اہل یورپ کو پیغام حق پہنچایا۔ انگلستان میں دو نئے مشن ہاؤسز کا افتتاح کیا۔ یورپ کے ان ممالک میں ہر جگہ حضور نے مجلس شوریٰ کا نظام قائم فرمایا۔ نیز حضور نے تمام ممالک کے احمدیوں کو توجہ دلائی کہ وہ شرح کے مطابق لازمی چندوں کی ادائیگی کریں۔

۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو حسب پروگرام حضور نے ''بیت بشارت'' سپین کا تاریخ ساز افتتاح فرمایا اور واضح کیا کہ احمدیت کا پیغام امن و آشتی کا پیغام ہے اور محبت و پیار سے اہل یورپ کے دل اسلام کے لئے فتح کئے جائیں گے۔ ''بیت بشارت'' پیدروآباد کے افتتاح کے وقت مختلف ممالک سے آنے والے قریباً دو ہزار نمائندے اور دو ہزار کے قریب اہالیانِ سپین نے شرکت کی۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ بیت بشارت کے افتتاح کا سارے یورپ بلکہ

دوسرے ممالک میں بھی خوب چرچا ہوا اور کروڑوں لوگوں تک سرکاری ذرائع سے اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ حضور نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے فضل سے یورپ میں اب ایسی ہوا چلی ہے کہ اہل یورپ دلیل سننے کی طرف مائل ہورہے ہیں۔

تحریک بیوت الحمد

سپین میں تعمیر بیت کی توفیق ملنے پر ہر احمدی کا دل حمد باری تعالیٰ سے لبریز تھا اس حمد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/اکتوبر ۱۹۸۲ء (اخاء ۱۳۶۱ ہش) میں ارشاد فرمایا کہ خدا کے گھر کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ہمیں غرباء کیلیے مکان بنوانے کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہئے حضور نے اس منصوبہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی طرف سے اس فنڈ میں دس ہزار روپے دینے کا اعلان فرمایا۔اس وقت تک تحریک بیوت الحمد کے تحت ۱۰۰ کوارٹرز تعمیر ہوچکے ہیں اوران میں خاندان آباد ہوچکے ہیں۔

داعی الی اللہ بننے کی تحریک

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۳ء کے آغاز میں ہی اپنے متعدد خطبات جمعہ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ موجودہ زمانہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بوڑھا اور بچہ دعوت الی اللہ کے فریضہ کو ادا کرنے کیلئے میدان عمل میں اُتر آئے تاکہ وہ

ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کی جاسکیں جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے کندھوں پر ڈالی ہیں۔

تحریک کا پس منظر

اس تحریک کا پس منظر بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس وقت ایسے مہلک ہتھیار ایجاد ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ چند لمحوں میں وسیع علاقوں سے زندگی کے آثار تک مٹائے جاسکتے ہیں۔ ایسے خطرناک دَور میں جب کہ انسان کی تقدیر لامذہبی طاقتوں کے ہاتھ میں جا چکی ہے اور زمانہ تیزی سے ہلاکتوں کی طرف جا رہا ہے۔ احمدیت پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ احمدیت دنیا کو ہلاکتوں سے بچانے کا آخری ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ آخری ان معنوں میں کہ اگر یہ بھی ناکام ہوگیا تو دنیا نے لازمًا ہلاک ہوجانا ہے اور اگر کامیاب ہوجائے تو دنیا کو لمبے عرصہ تک اس قسم کی ہلاکتوں کا خوف دامنگیر نہیں رہے گا۔

دعوت الی اللہ کے تقاضے

داعی الی اللہ بننے کے کیا تقاضے ہیں اور وہ کس طرح پورے کئے جاسکتے ہیں۔ اس بارے میں حضور نے سورۃ حٰم السجدہ: ۳۴

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ○

کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

مختلف مقاصد کی طرف بلانے والوں میں سے سب سے زیادہ مستحسن اور پیاری آواز اس بلانے والے کی ہے جو اپنے رب کی طرف بلائے لیکن اس کے ساتھ تین شرطیں لگا دیں۔ (۱) وہ اللہ کی طرف بلائے (۲) وہ عمل صالح رکھتا ہو۔ (۳) وہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں۔ درحقیقت اس آیت میں مسلمان بننے کی تعریف میں یہ امر شامل کر دیا کہ اس کے لئے داعی الی اللہ ہونا اور عمل صالح بجالانا ضروری ہے۔

داعی الی اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس دعوت میں بلانے والے کا ذاتی کوئی مقصد پنہاں نہ ہو۔ وہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کی طرف بلائے۔

عمل صالح کی تشریح قرآن کریم میں یوں کی گئی ہے کہ:۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

(توبہ:۱۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفوس بھی خرید لئے ہیں اور ان کے اموال بھی اور وہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت عطا فرمائے گا۔ اس سودے میں نفوس کی قربانی بھی طلب کی گئی ہے اور اموال کی بھی اور نفوس کو مقدم کر کے اسے شرط اوّل قرار دیا ہے۔

پس عمل صالح میں جان کی قربانی، وقت کی قربانی اور مال کی قربانی سب آ گئیں۔ محض چندے ادا کر کے یہ سمجھ لینا کہ ذمہ داری ادا ہوگئی بالکل غلط ہے۔ یہ تو لنگڑا ایمان ہوا جس کی وجہ سے لازماً دعوۃ الی اللہ کے کام میں نقص واقع

ہوگا۔اس وقت قریباً سوا تین لاکھ عیسائی مبلغ دنیا میں کام کررہے ہیں۔ان کے مقابل دوسو یا چارسو مبلغوں کے ذریعہ (دین حق) کو دنیا میں غالب نہیں کیا جا سکتا۔حضور نے فرمایا کہ مَیں تمام دنیا کے احمدیوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ آج کے بعدان میں سے ہر ایک کو لازماً مبلغ بننا پڑے گا۔خواہ اس کا تعلق زندگی کے کسی شعبہ سے ہواور اسے خدا کے حضور اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔

دعوۃ الی اللہ کا طریق

دعوۃ الی اللہ کس طرح کرنی ہے۔اس ضمن میں حضور نے سورۃ النحل کی آیات ۱۲۶تا۱۲۹) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ کے الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر خدا کی طرف بلانا ہے تو اس طبعی جذبہ سے بلاؤ کہ گویا تم نے خدا کو پالیا ہے اور اس سے تمہارا ذاتی تعلق قائم ہو چکا ہے۔ پالینے والے کی آواز میں ایک یقین، ایک شوکت اور ایک کشش ہوتی ہے جیسے عید کا چاند دیکھ لینے والا دوسروں کو بڑے وثوق اور شوق سے چاند دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔خدائے تعالیٰ کو پائے بغیر آواز ایسی ہی کھوکھلی اور بے اثر رہتی ہے۔جیسے گڈریے کے لڑکے کی آواز تھی جو کہتا تھا کہ شیر آیا۔شیر آیا۔دوڑنا۔

پھر جو شخص خدا کو پالیتا ہے وہ دعوت الی اللہ کا پورا اہل ہو جاتا ہے۔اسے کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں رہتی۔بعض لوگ تبلیغ کے معاملہ میں اپنی کم علمی کا عذر پیش

کرتے ہیں۔ یہ نفس کا دھوکا ہے۔ آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جو سب سے بڑے اور کامیاب داعی الی اللہ تھے وہ ظاہری علوم سے بالکل بے بہرہ تھے۔ آپ کے اُمّی ہونے میں ایک یہ حکمت بھی تھی کہ کم علمی کے سوال کو باطل کیا جائے۔ جو شخص خدا کو پالیتا ہے اسے دلائل خود بخود آ جاتے ہیں۔ پس کتابوں کا سوال بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ اوّل اور اصل کام یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ذاتی طور پر مضبوط تعلق قائم کیا جائے۔ کسی فرد نے خدا کو پالیا ہے یا نہیں۔ اس کا ثبوت اس کی گفتار اور کردار سے مل سکتا ہے۔ جو شخص عمل صالح نہیں رکھتا۔ گالی گلوچ سے پرہیز نہیں کرتا۔ دوسروں کے حقوق غصب کرتا ہے۔ ظلم کرتا اور لین دین کے معاملات میں صاف نہیں وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ اس نے خدا کو پالیا ہے۔

دعوت الی اللہ کے بارے میں دوسری بات یہ فرمائی کہ وہ بِالْحِکْمَۃِ ہونی چاہیئے۔ حکمت کے بہت سے پہلو ہیں۔ مثلاً (۱) موقعہ ومحل کے مطابق بات کی جائے۔ (۲) گفتگو کے دوران سب سے مضبوط دلیل پہلے پیش کی جائے۔ (۳) عمومی تبلیغ کے علاوہ بعض سنجیدہ اور مناسب افراد کو منتخب کر کے انہیں پیغام حق پہنچایا جائے۔ (۴) منتخب شدہ افراد کو صرف ایک دفعہ تبلیغ کافی نہیں۔ سچائی بار بار ان کے گوش گذار کی جائے۔ (۵) کوئی شخص بات سننے کیلئے تیار نہ ہو تو اس سے نصیحت کی بات کہہ کر اعراض کیا جائے۔

تیسری بات یہ بتلائی کہ دعوت موعظہ حسنہ کے رنگ میں شروع کی جائے۔ مخاطب کو بتلایا جائے کہ تبلیغ میں ان کا ذاتی مفاد کوئی نہیں بلکہ اس کی ہمدردی اور

بھلائی مقصود ہے۔ کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جن قوموں نے خدا کی طرف بلانے والوں کا انکار کیا ہے وہ بالآخر ہلاک ہوگئے ہیں۔اس لئے آج جو پکارنے والا پکار رہا ہے عقلمندی اسی میں ہے کہ اس کے پیغام پر کان دھرا جائے۔

پھر آیت وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰه کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دعوت الی اللہ میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب مخاطب بھڑک اٹھتے اور درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ایسی صورت میں فرمایا کہ بہترین طرز عمل یہ ہے کہ زیادتی پر صبر کیا جائے۔قول کے لحاظ سے صبر یہ ہے کہ اذیتوں کو دیکھ کر دعوت الی اللہ کا کام ترک نہیں کرنا اور نہ کسی سے خوف کھانا۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ ۱۳ سال تک شدید ایذاؤں کے باوجود دعوۃ الی اللہ میں مصروف رہے۔عمل کے لحاظ سے صبر یہ ہے کہ گالی کا جواب گالی سے نہیں دینا۔ان حالات میں غصہ کی بجائے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے اور محبت و پیار سے سمجھاتے چلے جانا چاہئے۔احسن عمل یہ ہے کہ بدی کا جواب اچھائی اور حسن سلوک سے دو۔ بدی خود بخود کم ہو جائے گی۔پھر صبر سے کام کرتے چلے جاؤ تو تمہاری استقامت اثر پیدا کرے گی۔محبت کا سلوک جاری رہے اور قول و فعل میں حسن برقرار رہے تو اس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلتا ہے کہ جو پہلے جانی دشمن ہوتے ہیں وہ دلی دوست بن جاتے ہیں۔

وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰه میں یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر دعوت الی اللہ کا کام کامیابی سے نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے دعوۃ کے کام کے دوران اوّل و

آخر دعاؤں پر زور دو اور خدا تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے رہو۔ دلوں کو بدلنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور نتائج اسی کے فضل سے ہی خاطر خواہ نکلتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو ہر ممکن طریق سے داعی الی اللہ بن جانے کی تحریک فرمائی۔ متعدد خطبات بار بار دیئے۔ بار بار میٹنگز بلانے کی تلقین فرمائی۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر اس غرض کیلئے تیار کرایا۔ لجنہ اماء اللہ کو دعوت الی اللہ میں جھونکا جماعتوں کو ہر سال نئے نئے ٹارگٹ دیئے۔ داعیان الی اللہ کی خطوط کے ذریعہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ داعیان الی اللہ کے دلچسپ واقعات کا جلسہ سالانہ کے مواقع پر ذکر فرمایا۔ مجالس سوال و جواب متعدد فرمائیں اور مخالفانہ اعتراضات کا ردّ فرمایا۔ پاکستان میں دعوت الی اللہ کی الگ نظارت قائم فرمائی، عالمی بیعت کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے مقاصد حاصل کرنے کی بھرپور سعی ہوئی۔ حضور احباب جماعت کو ولولہ انگیز انداز میں دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''پس میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو خدائے حی و قیوم کی طرف بلائیں۔ مشرق کو بھی بلائیں اور مغرب کو بھی بلائیں۔ کالے کو بھی بلائیں اور گورے کو بھی بلائیں۔ عیسائی کو بھی بلائیں اور ہندو کو بھی۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی بلائیں اور دہریوں کو بھی۔ مشرقی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد کیا گیا اور مغربی بلاک کو بلانا بھی آج آپ کے ذمہ لگایا گیا

ہے۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کو موت کے بدلہ زندگی بخشی ہے۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو مرنے والے مر جائیں گے اور اندھیروں میں بھٹکنے والے ہمیشہ بھٹکتے رہیں گے۔اس لئے اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا کے حضور اس بات کا جواب دہ ہوگا۔تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ کے رب کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو"۔ (الفضل ۲۳/ مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۰)

اسی تسلسل میں آپ نے فرمایا:۔

"میں بار بار یہ اعلان کر رہا ہوں کہ داعی الی اللہ بنو۔ دنیا کو نجات کی طرف بلاؤ۔ دنیا کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ ورنہ اگر بے خدا انسان کے ہاتھ میں دوسروں کی تقدیر چلی جائے تو ان کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے...... ہر احمدی بلا استثناء داعی الی اللہ بنے وہ وقت گزر گیا جب چند مبلغین پر انحصار کیا جاتا تھا۔اب تو بچوں کو بھی داعی الی اللہ بننا پڑے گا۔ بوڑھوں کو بھی داعی الی اللہ بننا پڑے گا۔

یہاں تک کہ بستر پر لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی الی اللہ بننا پڑے گا اور کچھ نہیں وہ دعاؤں کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں۔ دن رات اللہ سے گریہ وزاری کر سکتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم چل پھر کر تبلیغ کر سکیں اس لئے بستر پر لیٹے لیٹے تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو دلوں کو بدل دے"۔

(الفضل ۳۱ مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۴،۵)

امریکہ میں جب ایک مخلص احمدی ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کو شہید کیا گیا تو حضور نے فرمایا:۔

"دعوت الی اللہ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی"۔ (الفضل ۲۲/ اگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۳)

احمدیت کی نئی صدی میں داخل ہونے سے قبل جماعت کو دعوت الی اللہ کی

طرف خاص طور پر توجہ دلائی چنانچہ فرمایا۔

''ہر احمدی کو آئندہ دو سال کیلئے دوبارہ یہ عہد کرنا چاہئے کہ سال میں ایک دفعہ ایک احمدی بنانے کا جو میں عہد کرتا رہا ہوں یا سنتا رہا ہوں کہ مجھے یہ عہد کرنا چاہئے۔اب سو سالہ جشن منانے میں آخری دو سال رہ گئے ہیں ان دو سالوں میں بھی اپنا نام خدا تعالیٰ کی اس فہرست میں لکھوالو جس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں ملتا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی خاطر اچھا کام کرتا ہے اس پر خدا تعالیٰ کی نظر پڑتی ہے۔تو کہیں یہ نہ ہو کہ سو سال کا عرصہ گزر جائے اور پہلے سو سال میں کہیں شمار ہی نہ ہو یہ بہت ہی اہم فریضہ ہے جسے اگلے سو سال کی تیاری کیلئے ہمیں ادا کرنا ہے''۔

(خطبہ جمعہ ۳۰/ جنوری ۱۹۸۷ء)

''......آپ کو چاہئے کہ اس شان سے اگلی صدی میں داخل ہوں کہ آپ کے ساتھ ایک ذریت طیبہ ہو۔یعنی متقیوں کی ایک عظیم الشان روحانی اولاد ہو جو آپ کے ساتھ ساتھ اجتماعی رنگ میں ایک جلوس بناتے ہوئے اس گیٹ سے گذر رہی ہو اس کیلئے بہت ہی محنت کی ضرورت ہے۔سب سے بڑی اور پہلی ضرورت تو یہ ہے کہ اس اہم منصوبہ کا احساس آپ کے دل میں اس قوت کے ساتھ جاگزیں ہو جائے کہ آپ اس احساس کو کسی طرح بھلا نہ

سکیں۔ صبح بھی یہ احساس لے کر اُٹھیں اور رات کو بھی یہ احساس لے کر سوئیں اور دن کو بھی سارا وقت آپ کے دل میں یہ احساس بیدار رہے گویا ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو کریدتا رہے کہ اس نے کتنے احمدی بنائے ہیں''۔ (خطبہ جمعہ ۳۰/ جنوری ۱۹۸۷ء)

حضور کی ان دیوانہ وار کوششوں اور متضرعانہ دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا اور خدا تعالیٰ نے ساری دنیا میں اپنی خاص نصرت کی ہوائیں چلائیں جس سے دعوت الی اللہ کے گراف غیر معمولی رنگ میں بلند ہوئے۔

تحریک وقف نو

احمدیت کے قیام پر ۲۳/ مارچ ۱۹۸۹ء کو سو سال پورے ہونے پر خدا تعالیٰ کے احسانوں پر تشکر کے جذبات کے اظہار کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے دسمبر ۱۹۷۳ء میں صد سالہ جشن تشکر منصوبے کا اعلان فرمایا۔ جس پر کام کا آغاز آپ کی زندگی میں ہوا۔ مگر جون ۱۹۸۲ء میں آپ کی وفات کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دورِ خلافت ثالثہ کے اس منصوبہ کی تکمیل کیلئے کئی کام کئے۔ جوں جوں نئی صدی قریب آتی گئی حضور کے دل میں نئی صدی کے استقبال کیلئے مزید جوش اور ولولہ پیدا ہوتا رہا اور اسی کے تحت آپ نے ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء کو ایک تحریک فرمائی جو تحریک وقف نو کے نام سے موسوم ہے۔

حضورانور رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں فرمایا:۔

''میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کے اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے...... مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے ان کو اپنے لئے خاص کر لے۔ اس وقف کی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔ آپ اگلی صدی میں خدا کے حضور جو تحفے بھیجنے والے ہیں یا مسلسل بھیج رہے ہیں۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار چندے دے رہے ہیں مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ وقت کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ واقفین زندگی ہیں ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ

ہے وہ باقی رہ گیا تھا۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتا دوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ عہد کر لیں جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے"۔

اس تسلسل میں حضور نے بچوں کے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:۔

"بچپن ہی سے ان کی اعلیٰ تربیت کرنی شروع کر دیں اور اعلیٰ تربیت کے ساتھ ان کو بچپن ہی سے اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کیلئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جب کہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے۔ اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا! تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنا۔ اگر اس طرح دعائیں کرتے ہوئے لوگ اپنے آئندہ بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ایک بہت ہی حسین اور بہت ہی پیاری نسل ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے گی"۔

۱۰/ فروری ۱۹۸۹ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ دیتے ہوئے حضور نے واقفین کی تربیت کیلئے مفصل ہدایات دیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

☆ والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں۔

☆ ہر واقفِ زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے۔

☆ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

☆ بچپن سے ہی ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ اپنے گھر میں اچھے مزاح کو جاری کریں قائم کریں لیکن بُرے مزاح کے خلاف بچوں کے دل میں بچپن سے ہی نفرت اور کراہت پیدا کریں۔

☆ واقفین بچے غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں۔ امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں۔ کسی کو اچھا دیکھ کر انہیں تکلیف نہ پہنچے۔

☆ ابتداء ہی سے واقفین بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کریں۔

☆ بچپن ہی سے واقفین بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔

☆ واقفین بچوں کو شروع ہی سے غصے کو دبانے کی عادت ہونی چاہئے۔

☆ واقفین بچوں کو مالی لحاظ سے بہت ہی درست ہونا چاہئے۔

☆ اکاؤنٹس کے متعلق تمام واقفین بچوں کو شروع سے ہی تربیت دینی چاہئے۔

☆ واقفین بچوں میں جفاکشی کی عادت، نظام جماعت کی اطاعت شروع

سے ہی ڈالنی چاہئے۔

☆ واقفین بچوں میں وقف کو وفا سے نبھانے کا مادہ پیدا کریں۔

۱۷/ فروری ۱۹۸۹ء کو ہالینڈ میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے واقفین کیلئے مزید ہدایات دیں۔جن کا خلاصہ یہ ہے۔

☆ واقفین کی تیاری کے سلسلے میں ان کی بدنی صحت کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ بچوں کے علم کا دائرہ وسیع کرنا چاہئے۔

☆ گندے لٹریچر سے بچوں کو دور رکھنا چاہئے۔

☆ سب سے زیادہ زور شروع سے ہی عربی زبان پر دینا چاہئے۔

☆ بچوں کو اتنی معیاری اُردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر سے براہِ راست استفادہ کرسکیں۔

☆ آئندہ واقفین نسلوں کو کم از کم تین زبانوں کا ماہر بنانا ہوگا۔عربی، اُردو اور مقامی زبان۔

☆ واقفین بچوں کے اخلاق پر خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے۔

☆ واقفین بچیوں کیلئے اُستانیاں، لیڈی ڈاکٹرز، کمپیوٹر سپیشلِسٹ ، ٹائپسٹ بنانے کی تلقین۔

☆ بچوں کی تربیت میں دعاؤں سے بہت زیادہ کام لیں۔خود ان کے لئے دعا کریں اور ان کو دعا کرنے والے بچے بنائیں۔

۸/ ستمبر اور یکم دسمبر ۱۹۸۹ء کے خطبات میں بھی بچوں کے والدین کیلئے حضور نے ہدایات دیں اور فرمایا کہ بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں۔

ابتداء میں تحریک وقفِ نو دو سال کیلئے تھی۔ پھر حضور نے اسے مزید دو سال کیلئے بڑھایا اور پھر احباب جماعت کے اشتیاق کے پیش نظر یہ تحریک دائمی تحریک بن گئی۔

۱۹۹۲ء میں حضور نے واقفین نو بچوں کی تربیت کی خاطر ایک نئی وکالت قائم فرمائی۔ جو وکالت وقفِ نو کہلاتی ہے۔ حضور کی ہدایات کی روشنی میں دنیا بھر میں احمدی احباب اپنے بچوں کی تربیت کر رہے ہیں۔ مقامی جماعتوں میں سیکرٹریان وقفِ نو کا بھی اسی غرض کیلئے تقرر کیا جاتا ہے تا وہ بچوں کی تربیت کر سکیں۔ اس وقت واقفین نو بچوں کی تعداد ۲۶ ہزار سے تجاویز کر گئی ہے۔

ایم ٹی اے

ہمارا دل، ہمارا جسم، ہماری روح کا ہر ذرّہ خوش ہے۔ خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گا رہا ہے اور غیر معمولی مسرت کے جذبات سے جھوم رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی عظیم الشان نعمت سے نوازا۔ ایم ٹی اے درحقیقت متعدد پیشگوئیوں کا مجموعہ اور بے شمار خدا کے فضلوں احسانوں اور انعاموں پر مشتمل ایک عظیم الشان نشان ہے۔ ایم ٹی اے کی مختصر تاریخ درج ذیل ہے۔

☆ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء میں حضور کا خطبہ پہلی دفعہ مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ

براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا۔

☆ ۳۱/ جولائی تا ۲/ اگست ۱۹۹۲ء جلسہ سالانہ انگلستان براہِ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

☆ ۲۱/اگست ۱۹۹۲ء حضور کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے۔ یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا۔

☆ ۱۹۹۳ء میں شمالی امریکہ میں سیٹلائٹ کے ذریعہ حضور کے خطبات کی باقاعدہ ٹرانسمشن کا آغاز ہوا۔

☆ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے اور ایشیا میں بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

☆ ۱۹۹۴ء میں جماعت احمدیہ امریکہ اور کینیڈا کی مشترکہ کاوشوں سے قائم ہونے والے ارتھ سٹیشن کا قیام عمل میں آیا۔

☆ ۱۹۹۵ء میں انٹرنیٹ پر احمدیہ ویب سائٹ قائم ہوئی اور ۱۹۹۶ء میں اس نے حضور کا خطبہ جمعہ نشر کرنا شروع کر دیا۔

☆ یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو ایم ٹی اے کی ۲۴ گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر لندن میں ایک بہت پُرمسرت تقریب منعقد ہوئی جس سے ہمارے پیارے آقا نے خطاب فرمایا اور ایم ٹی اے کی تاریخ، مقاصد اور درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر روشنی ڈالی۔ یہ خطاب تمام دنیا کی

جماعتوں نے براہِ راست سنا۔

حضور نے فرمایا:۔

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا روشن دن طلوع ہورہا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کی انتظار میں ہم دن گنا کرتے تھے یعنی وہ دن جب کہ ایم ٹی اے نے اپنے ایک نئے روشن تر دور میں داخل ہونا تھا اور چوبیس گھنٹے مسلسل خدائے واحد کا پیغام تمام دنیا کے کناروں تک پہنچایا جانا تھا۔ یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم نے بہت کٹھن وقت گزارے۔ بہت محبت اور پیار اور خدا کے حضور التجاؤں کے ساتھ اس دن کی راہ میں آنکھیں بچھائیں اور دل بار ہا اندیشوں میں دھڑکتا رہا کیونکہ بار ہا کئی قسم کے ابتلاء درپیش تھے کئی قسم کی ٹھوکریں راہ میں تھیں لیکن ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی تقدیر، اس کی حفاظت خاص نے ہمیں سنبھال لیا اور جب کوئی اور راہ نہ پاتے تھے تو آسمان ہی سے وہ راہ اُترتی تھی جس سے مستقبل کی امیدیں پھر جاگ اُٹھتی تھیں اور آگے بڑھنے لگتی تھیں''۔ (الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۷جون ۱۹۹۷ء صفحہ ۳)

۲۱/جون ۱۹۹۶ء کو ایم ٹی اے کے نظام میں ایک اور اہم تبدیلی نظر آئی جو یہ تھی کہ حضور کے کینیڈا کے سفر کے موقع پر دوطرفہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ یعنی کینیڈا میں حضور کا خطبہ نشر ہورہا تھا اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور

تمام دنیا کے احمدی ان دونوں تصاویر کو بیک وقت دیکھ کر حمد و ثنا کے ترانے گا رہے تھے۔اس موقع پر حضور نے فرمایا:۔

''گذشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن بھی آئیں گے جب ہم دوطرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں...... یہ دراصل ایک عظیم پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بہت بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ بہت پائے کے امام تھے اور عارف باللہ تھے اس میں قطعاً ایک ذرے کا بھی شک نہیں آپ نے فرمایا۔ ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی معہود کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنی دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔اس طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا''۔(الفضل انٹرنیشنل ۹/ اگست ۱۹۹۶ء صفحہ ۵)

یکم اپریل ۱۹۹۶ء سے شروع ہونے والی ۲۴ گھنٹے کی نشریات سے مشرق وسطی کے بعض ممالک نیز افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک محروم تھے۔ ۷/ جولائی ۱۹۹۶ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہو گیا۔ اس سلسلہ میں محمود ہال لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب ہوئی جس میں حضور انور کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید پر مشتمل گیت گائے اور افریقن ممالک سے اس دن کیلئے تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۹/ جولائی ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۱)

۱۹۹۹ء میں ایم ٹی اے ایک نئے دور میں داخل ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۹ء کے موقع پر اس کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''یورپ اور مشرق اوسط میں ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہو چکا ہے اس سال یورپ کے سب سے مقبول سیارے پر جس پر ۳۰۰ چینل کام کر رہے ہیں ایم ٹی اے کو جگہ مل گئی ہے۔ اب ہم سو فیصدی اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کے پانچوں براعظموں میں اب ایم ٹی اے کی نشریات دیکھی جا سکتی ہیں''۔

(الفضل ربوہ ۱۶/ اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۱)

ایم ٹی اے اپنے جلو میں متعدد پیشگوئیوں کو سموئے ہوئے ہے ان میں سے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

متی کی انجیل میں لکھا ہے:۔

''جیسے بجلی مشرق سے چمک کر مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کی آمد ہوگی''۔(متی باب ۲۴: آیت ۲۷)

''وہ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے۔تب وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ آسمان کے افق سے لے کر افق تک چاروں طرف سے اس کے برگزیدوں کو جمع کریں گے''۔

(متی باب ۲۴: آیت ۳۰،۳۱)

حضرت امام جعفر صادق کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے ان کی ایک پیشگوئی کا ذکر بحار الانوار میں یوں بھی ملتا ہے۔

''ایک منادی آسمان سے آواز دے گا جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہل مشرق ومغرب بھی سنیں گے''۔

ینابیع المودہ میں حضرت علی کی ایک پیشگوئی ان الفاظ میں ہے۔

''جب قائم آل محمد یعنی امام مہدی آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اہل مشرق ومغرب کو جمع کردے گا''۔

بحار الانوار میں حضرت امام باقر کی ایک پیشگوئی یوں درج ہے۔

''ہمارے امام قائم جب مبعوث ہونگے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور بینائی کو بڑھا دے گا یہاں تک کہ امام قائم اور

ان کے درمیان معمولی فاصلہ رہ جائے گا جب وہ امام ان سے بات
کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور انہیں دیکھیں گے۔ جب کہ امام
اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو یہ بشارت دی گئی کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہچاؤں گا'' اس وعدہ کو بھی خدا تعالیٰ نے بڑی شان و شوکت سے پورا فرمایا۔ اسی طرح ۱۸۹۷ء کو آپ کو الہاماً بتایا گیا۔

اَلْاَرْضُ وَالسَّماء مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِی ۔ اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔

''آسمان کا ساتھ ہونا ایم ٹی اے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے
اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے
جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

۷/ جنوری ۱۹۳۸ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر لگا۔ اس موقع پر خطبہ جمعہ دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے جو پیشگوئی کی اسے حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ نے ۷/ جنوری ۱۹۹۴ء کو اس طرح پورا فرمایا کہ احمدیہ مسلم ٹیلیویژن کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری

دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو سکے گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے ہی عالی شان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں''۔ (الفضل ۱۳/ جنوری ۱۹۳۸ء صفحہ ۲)

ایم ٹی اے کے ذریعہ بے شمار برکات کا ظہور ہو رہا ہے۔

☆ یہ ساری دنیا کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا ذریعہ ہے۔

☆ ہم اپنے پیارے امام کی آواز گھر بیٹھے ہوئے سنتے ہیں اور اپنے دلوں کی

پیاس بجھاتے ہیں۔

☆ ایم ٹی اے کے سارے پروگرام ساری دنیا میں نشر ہوتے ہیں اس طرح ساری دنیا میں پیغام حق پہنچانے کا یہ مؤثر ذریعہ ہے۔

☆ ایم ٹی اے صحبت صالحین کا بہت اعلیٰ اور بابرکت ذریعہ ہے۔

☆ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم حضور کی تمام مجالس عرفان کو دیکھ سکتے ہیں۔

☆ یہ امام وقت کی تحریکات کو جلدتر ہر جگہ پہنچانے کا اعلیٰ ترین نظام ہے۔

☆ ایم ٹی اے کے ذریعہ بچوں، بڑوں، عورتوں اور مردوں کی دلچسپ انداز میں تربیت ہورہی ہے اور علمی پیاس بجھانے کے ہر قسم کے سامان ہیں۔

☆ اس وقت دنیا بھر میں بہت سے ٹی وی چینل گند پھیلا رہے ہیں جب کہ ایم ٹی اے ان تمام زہروں سے پاک اور زہریلے مادوں کا علاج ہے۔

☆ ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کے متعدّد کارکن رضا کارانہ طور پر کام کر رہے ہیں اور یہ بابرکت ٹی وی اُن کے اندر حیرت انگیز تبدیلی پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے۔

۲۳۔ مارچ ۲۰۰۷ء وہ تاریخی دن تھا جب دنیائے عرب کے لئے عربی زبان کے لئے ایم اے الثالثہ، العربیہ کے نام سے ایک نئے چینل کا اجراء ہوا۔ اس کی نشریات دن اور رات مقبول ترین عرب سیٹ پر جاری رہیں۔

عالمی بیعت

ہمارے پیارے آقا نے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے ۱۹۹۳ء میں دعوت الی اللہ کی مہم میں تیزی پیدا کرنے کیلئے ایک سکیم جاری فرمائی جو یہ تھی کہ جلسہ سالانہ برطانیہ میں ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک خاص بیعت لی جائے۔ اس بیعت میں جہاں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہونے والے تمام دوست شریک ہوں وہاں دنیا بھر کے تمام احمدی بھی شامل ہوں۔ اس ضمن میں حضور نے یہ بھی فرمایا:۔

''جلسہ سالانہ پر جو عظیم الشان بیعت کا عالمی پروگرام بنایا گیا ہے اس میں بڑے بڑے صاحب اثر لوگ جلسہ پر آئیں گے۔ ہم ان کو خاص دعوت دیں گے وہ کمانڈر کے طور پر یہاں آ کر بیعت کریں گے''۔

دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کو اس بیعت سے قبل پُر زور انداز میں حضور نے دعوت الی اللہ کی تلقین فرمائی اور مختلف ٹارگٹ دیئے۔ حضور کی اس سکیم میں خدا تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی اور عالمی بیعت کے پہلے سال دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ جماعت اس موقع پر غیر معمولی خوشی اور مسرت سے سجدہ ہائے شکر بجا لا رہی تھی۔ ۱۹۹۳ء کے سال کو خدا تعالیٰ نے سنگ میل بنا دیا اور جماعت ہر سال غیر معمولی ترقیات کی طرف آگے بڑھنے لگی۔ حضور نے جماعت کو ہر سال دگنی بیعتوں کے ٹارگٹ دیئے۔

چنانچہ ۱۹۹۳ء سے لیکر ۲۰۰۳ء تک یعنی گیارہ سالوں میں ۱۶ کروڑ ۵۷ لاکھ ۶۸ ہزار ۸۸ نئے افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ عالمی بیعت میں جو نئے افراد شامل ہوئے ان کی سال وار تفصیل یہ ہے۔

سال	تعداد
1993ء	204308
1994ء	421753
1995ء	847725
1996ء	1602721
1997ء	3004585
1998ء	5004591
1999ء	10820226
2000ء	41308975
2001ء	81006721
2002ء	20654000
2003ء	892483

اس بیعت میں دنیا بھر میں احمدی شکر و حمد کے جذبات کے ساتھ شامل ہوتے اور اپنے پیارے امام کے ساتھ سجدہ شکر بجالاتے رہے۔

عالمی بیعت کے پس منظر میں عہد نامہ جدید میں کتاب رسولوں کے اعمال

باب۲ آیات ۱تا۸ میں مندرج ایک حوالہ کا تذکرہ ازدیادِ ایمان کا باعث ہے لکھا۔

''جب عید خمیسن کا دن آیا تو وہ سب مل کر ایک ہی جگہ میں جمع تھے اور یکبارگی آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے تُند ہوا کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج اُٹھا اور آگ کے شعلے کی سی زبانیں انہیں دکھائی دیں اور جدا جدا ہو کر ہر ایک پر ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور دوسری زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنا عطا کیا۔ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے جب آواز سنائی دی تو ہجوم لگ گیا اور لوگ متعجب ہوئے کیونکہ ہر ایک کو یہ سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہا ہے اور تعجب کر کے آپس میں کہنے لگے دیکھو یہ جو بولتے ہیں کیا سب جلیلی نہیں۔ پس کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے''۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۹۳ء کی پہلی عالمی بیعت کے موقع پر مندرجہ بالا حوالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

''مسیح کے حواریوں پر روح القدس نازل ہوئی اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے جو اس سے پہلے ان کو نہ آتی تھیں اور وہ بولیاں سننے اور سمجھنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ جہاں تک میں نے تاریخ پر نظر ڈالی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ غالب

گمان ہے کہ کوئی کشفی واقعہ ہے اور مسیح اوّل کے نہیں بلکہ مسیح ثانی کے دور میں یہ واقعہ رونما ہونا تھا۔

تاریخی شہادت پیش کرنا تو عیسائیوں کا کام ہے لیکن یہ واقعاتی شہادت جو ہم پیش کر رہے ہیں یہ تمام دنیا کے سامنے کھل کر ظاہر ہو رہی ہے۔ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ اگر یہ پیشگوئی تھی یا کشف تھا تو آج یہ بڑی شان کے ساتھ دنیا کے سامنے حقیقت بن کر رونما ہو رہا ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۶/اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴)

خلافت رابع کی یادگار تحریک۔ مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی مبارک زندگی میں بے شمار یادیں چھوڑیں اور ایسے بے شمار راہنما اصول چھوڑے جو قیامت تک احمدیوں کیلئے مشعل راہ کا کام دیں گے۔ آپ کی بے شمار یادوں میں سے ایک مبارک یاد جو آپ کی آخری تحریک بھی کہلاتی ہے۔ مریم شادی فنڈ کی تحریک ہے۔ یہ تحریک حضور نے ۲۱/ فروری ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں فرمائی آپ نے اپنی والدہ مرحومہ کی غریبوں سے ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی بیٹیاں بیاہنے والے ہیں اور غربت کی وجہ سے ان کو

کچھ دے نہیں سکتے۔ کچھ تھوڑے بہت کپڑے، کچھ سنگھار کی چیزیں یہ تو لازمی ہیں ورنہ وہ اپنے سسرال میں جا کر بہت شرمندہ ہوتی ہیں۔ مجھ سے کئی بچیوں نے بیچاریوں نے یہ خط لکھ کر اپنے درد کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے پاس کچھ زیادہ چیزیں نہیں تھیں معمولی کپڑے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ سسرال پہنچے تو طعنے ملنے شروع ہو گئے اور بہت سے طعنے ملتے ہیں یہ تو ظلم کرتے ہیں جو طعنے دیتے ہیں......
میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے حسبِ توفیق میں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش کرتا ہوں وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب گزارہ ہو جائے گا......اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے بہت روپیہ ہے جماعت کے پاس تو انشاءاللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کر دی جائے گی مگر ان کو توفیق مل جائے گی کہ ان کی بیٹیاں خیر و خوبی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوں"۔ (الفضل ۲۹/اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۶ تا ۸)

یہ تحریک اگرچہ جماعت کیلئے ظاہری الفاظ میں عام نہ تھی مگر جماعت نے اپنے محبوب قائد کے اشاروں کو سمجھتے ہوئے اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جس پر حضور انور رحمہ اللہ کی طرف سے بہت خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔

دور خلافت رابعہ کے آخری لمحات

۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کا دن جماعت احمدیہ کیلئے ایک بہت عظیم سانحہ کا دن تھا۔ اس لئے کہ اس دن ہمارے دلوں کی دھڑکن، ہمارا پیارا ہمارے دل کا سہارا، ہمارا محبوب قائد، وہ وجود جو سینکڑوں وجودوں اور بے شمار خصائل کا مجموعہ تھا ہم سے اچانک جدا ہو گیا۔ آپ کی ولادت ۱۸/دسمبر ۱۹۲۸ء کو ہوئی۔ آپ کی مقدس زندگی کی ۷۵ بہاریں یوں لگتا ہے پلک جھپکتے ہی گزر گئیں۔ مگر یہ ۷۵ بہاریں اپنے اندر اتنی بے شمار یادیں سمیٹے ہوئے ہیں کہ ان کا کئی کتابوں میں سمونا مشکل ہے۔ اتنی لمبی اور طویل یادوں کی فلم جب ہمارے سامنے آتی ہے اور دوسری طرف اس مقدس وجود کی المناک رحلت کا تصور کرتے ہیں تو دل بے شمار اداسیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

آپ کی وفات کے روز ہی آپ کا جسد اطہر دیدار کیلئے بیت الفضل لندن کے احاطے میں رکھ دیا گیا۔ محمود ہال میں قطار در قطار دنیا بھر کے احمدی مرد و زن دیدار کے لئے حاضر ہوئے۔ ایم ٹی اے کی بدولت دیدار کے مناظر پوری دنیا میں دیکھے گئے۔ دیدار کا سلسلہ اگلے دو روز تک جاری رہا۔ ۲۳/اپریل بروز بدھ آپ کے جسد مبارک کو ایک قافلے کی صورت میں بیت الفضل لندن سے اسلام آباد ٹلفورڈ لے جایا گیا۔ روانگی اور اسلام آباد آمد کے فضائی اور زمینی مناظر ایم ٹی اے پر نشر کئے گئے۔ اس مقدس قافلے کے ساتھ ساتھ ایک پولیس

سکواڈ بھی تھا۔ اسلام آباد میں جسد اطہر کو ایک چھوٹی مارکی میں رکھا گیا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی، خطاب اور عالمی بیعت کے بعد۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ جسد اطہر کو مسلسل کندھا دیا اور پھر تدفین کی پوری کارروائی کے دوران قبر کے پاس موجود رہے۔ سب سے پہلے آپ نے قبر میں مٹی ڈالی اور پھر دوسرے احباب کو موقع دیا گیا۔ لندن وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے سہ پہر اور پاکستانی وقت کے مطابق ۸:۳۰ بجے رات قبر تیار ہونے پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا سے پہلے قبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے نام کی تختی بھی حضور انور نے نصب فرمائی۔

(الفضل ۲۵/اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۱)

قدرتِ ثانیہ کے مظہر خامس

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی المناک وفات کے بعد جماعت بہت بے تابی سے اپنے نئے عظیم روحانی لیڈر کی منتظر تھی اور افرادِ جماعت بڑی

بے قراری سے دعاؤں میں مصروف تھے۔خدا تعالیٰ نے ان کی عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو قدرت ثانیہ کا مظہر خامس منتخب فرمایا اور ایک بار پھر ہمارے خوف کو امن سے بدل دیا۔قدرت ثانیہ کے مظہر خامس کے مختصر حالات درج ذیل ہیں۔

آپ ۱۵/ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم اور محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت مصلح موعود کے نواسے ہیں۔

آپ نے میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔۱۹۷۶ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔

۳۱/جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ مرحومہ و مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔۲ فروری کو دعوتِ ولیمہ ہوئی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی امۃ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد صاحب ڈاہری نواب شاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب سے نوازا۔

۱۹۷۷ء میں آپ نے زندگی وقف کی اور نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست ۱۹۷۷ء میں غانا تشریف لے گئے۔غانا میں آپ کا قیام ۱۹۷۷ء سے

۱۹۸۵ء تک رہا۔ اس دوران آپ نے بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول اور احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینجر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اُگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔ آپ ۱۹۸۵ء میں غانا سے پاکستان تشریف لائے اور ۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر آپ کا تقرر ہوا۔ ۱۸/ جون ۱۹۹۴ء کو آپ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے۔ ۱۰/دسمبر ۱۹۹۷ء کو ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔ اگست ۱۹۹۸ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ بحیثیت ناظر اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجا لاتے رہے۔ ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۷ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین کمیٹی ربوہ بھی تھے۔ آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۵ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں ۷۷۔۷۶ء میں مہتمم صحت جسمانی ۸۵۔۸۴ء میں مہتمم تجنید ۸۶۔۸۵ء تا ۸۹۔۸۸ء مہتمم مجالس بیرون اور ۹۰۔۸۹ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ۹۵ء میں انصار اللہ پاکستان میں قائد ذہانت وصحت جسمانی اور ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۷ء قائد تعلیم القرآن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۹۹ء میں ایک مقدمہ میں اسیران راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۳۰/ اپریل کو گرفتار ہوئے اور ۱۰/ مئی کو رہا ہوئے۔ ۲۲/ اپریل

۲۰۰۳ءکولندن وقت کے مطابق ۱۱:۴۰ بجے رات آپ کوخدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا مظہر خامس بنایا۔

(ماخوذ الفضل ۲۴/اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۲)

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں۔ دعاؤں پہ زور دیں۔ دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے''۔

(الفضل ۲۴/اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۲)

۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء اسلام آباد ٹلفورڈ میں آپ نے نماز ظہر وعصر پڑھائی اور ایک خطاب عام فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوا۔ خطاب کے بعد احباب جماعت نے اجتماعی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ۲۵/اپریل کو آپ نے پہلا خطبہ جمعہ دیا۔ ۲۷/اپریل کو آپ کا پڑھایا ہوا پہلا نکاح ایم ٹی اے نے نشر کیا۔ ۴/مئی کو ایم ٹی اے کے کارکنوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ (الفضل ۲۶ مئی ۲۰۰۳ء صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کے بیرون ممالک دورہ جات کا مختصر ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف ممالک کے دورے کرنے کا پروگرام بنایا۔ ان دوروں کا مقصد ان ممالک میں افراد جماعت سے ملاقات کرنا۔ مشن ہاؤسز کی کارکردگی کا جائزہ لینا۔ نئی بیوت الذکر اور مراکز کی تعمیر کا سنگِ بنیاد رکھنا اور تعمیر شُدہ بیوت الذکر۔ مشن ہاؤسز۔ تعلیمی مراکز اور ہسپتالوں کا افتتاح فرمانا تھا۔ اس کے علاوہ بعض ممالک میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے بھی حضور انور تشریف لے گئے۔

پہلے مرحلے میں حضور انور نے اگست ۲۰۰۳ء میں جرمنی کا اور ستمبر ۲۰۰۳ء میں فرانس کا دورہ کیا۔

دورہ افریقہ:

حضور انور نے ۲۰۰۴ء میں افریقہ کے چار ممالک غانا۔ بورکینافاسو۔ بینن۔ اورنائیجریا کا دورہ فرمایا۔

دورہ غانا ۱۳ تا ۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء

غانا میں حضور انور نے متعدد تعلیمی سنٹرز۔ ہسپتال اور مشن ہاؤسز کا معائنہ

فرمایا۔ ٹی آئی سیکنڈری سکول اکمفی ایسارچر کا معائنہ فرمایا جہاں حضور انور غانا میں اپنے قیام کے دوران اکتوبر ۱۹۷۹ء تا مارچ ۱۹۸۳ء پرنسپل رہے۔ جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ ۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور انور نے کاسوا (KASOA) میں قبرستان برائے موصیان کا معائنہ فرمایا۔ ویسٹرن ریجن میں واقع احمدیہ ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور اسی ہسپتال کی نوتعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔

۱۸/ مارچ کو حضور انور نے بستان احمد (جلسہ گاہ) میں حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا۔ ۲۰/ مارچ کو حضور انور نے کماسی میں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کا معائنہ فرمایا اس کے علاوہ حضور انور نے جماعت احمدیہ غانا کے تربیتی سنٹر بواڈی۔ طاہر ہومیو کمپلیکس بواڈی کا معائنہ فرمایا۔

۲۱ مارچ کو حضور انور نے احمدیہ ہسپتال آسوکورے۔ احمدیہ سیکنڈری سکول آسوکورے کا معائنہ فرمایا اور نوتعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ کوکوفو میں واقع احمدیہ ہسپتال کا بھی حضور انور نے معائنہ فرمایا یہ ہسپتال ۵۰ بستروں پر مشتمل ہے۔ ۲۲ مارچ کو حضور انور نے احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کا معائنہ فرمایا۔

دورہ بورکینا فاسو ۲۵ مارچ تا ۴/ اپریل ۲۰۰۴ء

بورکینا فاسو میں حضور انور نے ۱۵ ویں جلسہ سالانہ کے افتتاحی اور اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا۔ ۲۹ مارچ کو حضور انور نے ہومینٹی فرسٹ سنٹر کا

معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔ ۳۰ مارچ کو حضور انور مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور بیت الذکر سے ملحق قطعہ زمین میں بورکینا فاسو کے پہلے احمدیہ پرائمری سکول کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ۳۱ مارچ کو حضور انور نے بیت ھدیٰ کایا (KAYA) کا افتتاح فرمایا اور بیت الذکر سے ملحق زمین میں احمدیہ مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ۲ اپریل کو حضور انور نے احمدیہ ہسپتال بوبوجلاسو کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ ہسپتال کے معائنہ کے بعد حضور انور نے احمدیہ ریڈیو سٹیشن کا معائنہ فرمایا۔ اس کی رینج ۵۰ کلومیٹر سے زائد ہے اور اس کے ذریعہ ایک ملین سے زائد لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ ۳ اپریل کو حضور انور نے احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو کا افتتاح فرمایا۔

دورہ بینن ۴ اپریل تا ۱۰ اپریل ۲۰۰۴ء

بورکینا فاسو سے حضور انور بینن تشریف لے گئے۔ ۵ اپریل کو حضور انور نے بیت الذکر پورٹو نووو (PORTONOVO) کا سنگ بنیاد رکھا اس تقریب میں PORTONOVO کے بادشاہ اپنے گیارہ رکنی وفد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ ۶ اپریل کو حضور انور الاڈا روانہ ہوئے۔ کنگ آف الاڈا نے اپنے پیلس میں حضور انور کا استقبال کیا اس تقریب میں ۱۵ گاؤں کے ۸۰۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ۷ اپریل کو حضور انور نے ایک سلائی سکول

اور PARAKOU شہر میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ بیت الذکر (بیت العافیہ) کا اِفتتاح فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے پاراکو میں تعمیر ہونے والے پہلے احمدیہ ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۸ اپریل کو حضور انور نے RELIGION OF PEACE کے موضوع پر یونیورسٹی میں خطاب فرمایا اسی روز حضور انور نے احمدیہ ہسپتال COTONON کا معائنہ فرمایا۔ اور شام کو ہومینٹی فرسٹ بنین کے بورڈ سے میٹنگ کی COTONON میں بیت التوحید پہلے کچی ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۸۷ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم بینن تشریف لائے تو حکومت نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے COTONON کی سب سے بڑی مسجد میں انتظام کر رکھا تھا لیکن آپ نے احمدیہ بیت الذکر میں جا کر نماز جمعہ ادا کی جو چھوٹی سی خستہ حال اور جس پر ٹین کی چھت تھی۔ آج اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک وسیع و عریض دو منزلہ بڑی خوبصورت بیت الذکر بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ شام کو حضور انور عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر تشریف لے گئے۔ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر اور وائس ڈائریکٹر نے آپ کا استقبال کیا۔ ۱۰ اپریل کو حضور انور نے MTA سٹوڈیو کا افتتاح فرمایا۔

دورہ نائیجیریا ۱۱ اپریل تا ۱۳ اپریل ۲۰۰۴ء

حضور انور نے ۱۱ اپریل کو OWODE بیت الذکر کا افتتاح فرمایا اُسی روز حضور انور نے الاروشہر کے ORETE ایریا میں احمدیہ بیت الذکر کا

افتتاح فرمایا۔ افتتاح کے بعد آپ جلسہ سالانہ نائیجیریا میں شمولیت کے لئے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ بعدازاں حضور انور جامعہ احمدیہ کے باقاعدہ معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جامعہ احمدیہ کے معائنہ کے بعد حضور انور نے حافظ کلاس کے ہوسٹل کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد حضور انور جماعت کے نیشنل ہیڈکوارٹر اوجوکورو(Ojokoro) تشریف لے گئے۔ جماعت کے اس کمپلیکس میں تین گیسٹ ہاؤسز پر مشتمل ایک نیا کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا۔ ۱۲ اپریل کو حضور انور نے اوجوکورو ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ اس ہسپتال میں ۶۰ بستروں کی گنجائش ہے۔ ہسپتال کے معائنہ کے بعد حضور انور نے احمدیہ بیت الذکر اوجوروکورو کا افتتاح فرمایا۔ بعدازاں حضور انور نے اپاپا ہسپتال کا معائنہ فرمایا اور ایک نئے ونگ کا افتتاح فرمایا۔ یہ ہسپتال لیگوس شہر کے کمرشل علاقہ اپاپا میں واقع ہے۔

یورپ اور کینیڈا کا دورہ

مئی ۲۰۰۴ء میں حضور انور جرمنی کے دورے پر تشریف لے گئے۔ جون ۲۰۰۴ء میں حضور انور نے ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔ جون/ جولائی ۲۰۰۴ء میں حضور انور کینیڈا کے دورے پر تشریف لے گئے۔ اگست ۲۰۰۴ء میں آپ نے جرمنی، ستمبر میں سوئٹزر لینڈ اور بلجیئم اور دسمبر ۲۰۰۴ء میں فرانس کا دورہ فرمایا۔ جنوری ۲۰۰۵ء میں حضور انور نے سپین کا، مئی ۲۰۰۵ء میں مشرقی افریقہ کے ممالک

تنزانیہ اور یوگنڈا کا دورہ فرمایا۔ان مما لک میں حضور انور نے چار بیوت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا اور چھ نئی بیوت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ جون ۲۰۰۵ء میں حضور انور کینیڈا تشریف لے گئے۔ وینکوور کینیڈا میں آپ نے بیت الذکر (بیت الرحمٰن) اور کیلگری میں بھی بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا اور کینیڈا کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ اگست/ستمبر ۲۰۰۵ء میں حضور انور نے جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ستمبر ۲۰۰۵ء میں حضور انور ڈنمارک،سویڈن، ناروے اور ہالینڈ کے دورے پر تشریف لے گئے۔سکنڈے نیوین مما لک، ڈنمارک،سویڈن اور ناروے کے مشترکہ جلسہ سالانہ میں حضور انور نے شرکت فرمائی۔دسمبر ۲۰۰۵ء میں حضور انور نے ماریشس اور بھارت کا دورہ فرمایا اور ان مما لک کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔

دورہ مشرق بعید، (سنگاپور۔آسٹریلیا،فجی، نیوزی لینڈ، جاپان)

مشرق بعید کے مما لک کے دورے میں سب سے پہلے حضور انور سنگاپور تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کا قیام چھ روز (۵ تا ۱۰ اپریل ۲۰۰۶ء) کے لئے تھا۔ ۷ اپریل کو حضور انور نے بیت طٰہٰ سے ملحق مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔اس دورے کے دوران حضور انور نے ملائیشیا، انڈونیشیا،فلپائن،کمبوڈیا، پاپوا، نیوگنی اور تھائی لینڈ سے آئے ہوئے جماعتی عہدیداروں سے ملاقات کی اور انہیں قیمتی ہدایات سے نوازا۔سنگاپور کے واقفین نو،مربیّان و معلّمین سے

بھی حضور انور نے ملاقات کی اوران کی راہنمائی فرماتے ہوئے ہدایات دیں۔

سنگاپور سے حضور انور دو ہفتے (۱۱ تا ۲۵ اپریل ۲۰۰۶ء) کے لئے آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ ۱۲ اپریل کو Solomon Island کے ایک وفد نے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ ۱۴ اپریل کو حضور انور آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ آپ کا خطبہ براہ راست MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہوا۔ ۲۱ اپریل کو بیت الھدیٰ کے احاطہ میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر ایک ہال کی تعمیر کا سنگِ بنیاد رکھا اس ہال کا نام Khilafat Centenary Hall رکھا گیا ہے اور خلافت جوبلی سے پہلے اِسے تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ ہال میں ۱۳۶۳ افراد نماز پڑھ سکیں گے۔ ہال میں گیسٹ ہاؤس کے علاوہ ذیلی تنظیموں کے دفاتر بھی ہوں گے۔ آٹھ کھیلوں کا انتظام ہوگا اور جلسہ سالانہ کے لئے ایک بڑا کچن بھی تعمیر کیا جائے گا۔ ۲۲/ اپریل کو حضور انور برسبین (Brisbane) تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے جماعت کے سنٹر ''بیت المسرور'' کا افتتاح فرمایا۔ اس سنٹر کا رقبہ دس ایکڑ ہے یہاں ۲۸۶ مربع میٹر کا ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ ۲۳ اپریل کو حضور انور جماعت ایڈیلیڈ کے مرکز تشریف لے گئے۔ یہ مرکز ۲۰ ایکڑ رقبے پر مشتمل پہاڑی سِلسلے اور سمندر کے درمیان پُر فضا مقام پر واقع ہے۔

آسٹریلیا کے بعد حضور انور دس روز (۲۵ اپریل تا ۴ مئی ۲۰۰۶ء) فجی کے دورے پر تشریف لے گئے۔ دس ایکڑ پر واقع احمدیہ پرائمری سکول کا حضور انور

نے معائنہ فرمایا۔ ۲۸ اپریل کو جلسہ سالانہ فجی میں شرکت فرمائی۔ فجی کے نیشنل ٹی وی نے خطبہ جمعہ براہ راست نشر کیا جسے MTA نے ساری دنیا میں Live پہنچایا۔ ۲۹ اپریل کو Narere میں احمدیہ پرائمری سکول کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد احمدیہ کالج Narere کا معائنہ فرمایا۔ ۳۰ اپریل کو چار ہمسایہ ممالک کے وفود سے ملاقات کی۔ یکم مئی کو احمدیہ سیکنڈری سکول ولوکا Voloca اور کالج کے ایک بلاک کا افتتاح فرمایا۔ ۳ مئی کو لجنہ ہال کا افتتاح فرمایا۔

فجی کے بعد حضور انور پانچ روز (۴ تا ۸ مئی ۲۰۰۶ء) نیوزی لینڈ تشریف لے گئے۔ ۵ مئی نیوزی لینڈ کے جلسہ سالانہ کا پہلا دن جمعۃ المبارک کا روز تھا حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ یہاں سے پہلی دفعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر ہو رہا تھا۔ نیوزی لینڈ میں پروفیسر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی سے ملنے کا موقعہ ملا یہ وہی پروفیسر کلیمنٹ ریگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ۱۲ مئی ۱۹۰۸ء کو پہلی اور ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء کو ان کی حضرت مسیح موعودؑ سے دوسری ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کے بعد پروفیسر کلیمنٹ ریگ کے خیالات میں نمایاں تبدیلی آئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی اور آپ کے کہنے کے مطابق پروفیسر کلیمنٹ ریگ بعد میں احمدی ہو گئے اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہے۔ حضور انور نے ان کے پوتے اور پوتی کو بتایا کہ اُن کے دادا احمدی تھے جس کا انہوں نے اقرار کیا حضور انور ۷ مئی کو ملک

کے دارالحکومت تشریف لے گئے اور سب سے پہلے قبرستان جا کر پروفیسر کلیمنٹ کی قبر پر دعا کی۔

حضور انور نیوزی لینڈ کے بعد ۸ روز (۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۰۶ء) کے لئے جاپان تشریف لے گئے۔ جاپان میں قیام کے دوران ۹ مئی کو ہلٹن ہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی جس میں ۶۲ جاپانی مہمان شامل ہوئے ان میں ممبران پارلیمنٹ، غانا، کروشیا کے سفارتکار، سیاستدان، پروفیسر، افسران پولیس افسران، وکلاء، ڈاکٹرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے معزّزین مدعو تھے۔ ۱۲ مئی جاپان کے ۲۶ واں جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا جس کے لئے ایک کمیونٹی سنٹر حاصل کیا گیا تھا۔ ۱۴ مئی کو آپ بذریعہ بلٹ ٹرین ۱۴۷ کلومیٹر سفر طے کر کے ہیروشیما پہنچے جہاں امریکہ نے ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو صبح سوا آٹھ بجے ایٹم بم گرایا تھا جس سے ایک لاکھ چالیس ہزار انسان لقمہ اجل بن گئے۔ ایٹم بم کی تباہ کاریوں پر مشتمل ایک میوزیم بنایا گیا ہے۔ جسے دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ نے ان دردناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

I salute the people of Heroshima.

دورہ بیلجیئم

حضور انور ۳ جون ۲۰۰۶ء کو بیت الفضل لنڈن سے صبح دس بجے روانہ ہوئے اور شام ساڑھے پانچ بجے بیلجیئم کے مشن ہاؤس پہنچے۔ ۴ جون ۲۰۰۶ء کو

ظہر وعصر کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں حضور انور نے مجلس شوریٰ کو خاص طور پر نمازوں اور دعوت الی اللہ کی تلقین فرمائی۔

دورہ جرمنی

۵ جون ۲۰۰۶ء کو حضور انور جرمنی تشریف لے گئے۔ ذیلی تنظیموں نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگز، خدام الاحمدیہ اور لجنہ کے اجتماعات میں شرکت فرمائی۔ اس کے علاوہ واقفین نو سے ملاقات، فیملی ملاقاتیں، اولڈ سٹوڈنٹس تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے عشائیے میں شرکت، دارالقضاء کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت، ایم ٹی اے سٹوڈیو کا معائنہ، میوزیم کی سیر اور خطبات جمعہ حضور انور کی خاص مصروفیات تھیں۔

دورہ ہالینڈ

۱۷ جون ۲۰۰۶ء کو حضور انور ہالینڈ تشریف لے گئے اور جماعت کے ۲۶ ویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ اس کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ، ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ سے میٹنگ، مربیان اور فیملز سے ملاقات آپ کی خاص مصروفیات تھیں۔ ۲۰ جون ۲۰۰۶ء کو حضور انور لندن واپس تشریف لے گئے۔

دورہ یورپ

۱۸ دسمبر ۲۰۰۶ء تا ۷ جنوری ۲۰۰۷ء کے دوران حضور انور نے بیلجیئم، ہالینڈ اور جرمنی کے ممالک کا دورہ فرمایا۔ خطبات جمعہ، عیدالاضحیہ کا خطبہ (جرمنی

میں) بیت خدیجہ برلن کا سنگ بنیاد رکھنے کے علاوہ دیگر مختلف تقاریب میں شرکت فرمائی۔

دورہ یورپ ۱۸/اگست ۲۰۰۷ء تا ۸ دسمبر ۲۰۰۷ء کے دوران حضور نے فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کا دورہ فرمایا۔ اس دوسرے میں فرانس کی زیر تعمیر بیت کا معائنہ، ہالینڈ میں تقریب آمین میں شمولیت، جرمنی میں واقفات اور واقفین نو کے ساتھ خصوصی میٹنگ، جرمن میں بیت الجامع اوفن باغ کا سنگ بنیاد رکھنا۔ جرمنی میں ۳۲ ویں جلسہ سالانہ میں شرکت اور روح پرور خطبات۔ ۴ ستمبر ۲۰۰۸ء کو کاسل جرمنی میں بیت الحمود کا افتتاح وابران میں بیت المقیت کا افتتاح آپ کی خاص مصروفیات تھیں۔

دورہ مغربی افریقہ

۱۵/اپریل تا ۶ مئی ۲۰۰۸ء کے دوران حضور انور نے غانا، نائیجیریا اور بینن کا دورہ فرمایا۔ صد سالہ خلافت احمدیہ کا پہلا جلسہ اور غانا کے ۸۷ ویں جلسہ سالانہ کا خطاب باغ احمد سے براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوا۔ یہ خطاب ۳۵ ممالک کے ایک لاکھ سے زائد مرد و زن نے نہایت توجہ اور خاموشی سے سنا جلسہ سالانہ میں صدر مملکت کی شرکت، خطاب، محبت و فدائیت کے دلکش نظارے، صدر مملکت غانا سے ملاقات، حضور انور نے دو گیسٹ ہاؤسز Centenary Khilafat Ahmadiyya Guest

houses کا افتتاح فرمایا۔۲۲راپریل ۲۰۰۸ءکوحضور انور نے نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ہسپتال اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر کا معائنہ فرمایا۔۲۳راپریل کو حضور انور بینن تشریف لے گئے۔۳۰ بادشاہوں کی طرف سے استقبال کیا گیا۔صدر مملکت سے ملاقات،جلسہ سالانہ سے خطاب اور خطبہ جمعہ ساری دنیا میں آڈیو ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔۲۵راپریل کو بیت المہدی کا افتتاح اور بیت مہدی کے بیرونی احاطہ میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔۲۶راپریل کو حضور انور نائیجیریا تشریف لے گئے۔نائیجیریاIPOKIA کی بیت کا افتتاح فرمایا۔ ۲۷راپریل کو اباوان کے علاقہ APATA میں بیت رحیم کا افتتاح فرمایا۔ ۲۸راپریل ۲۰۰۸ءکو جسٹس عبدالقادر Grand Qadhi Sharia Court of Apeal Kawara State سے ملاقات کی۔امیر آف بورگو کے محل میں اُن سے ملاقات فرمائی۔ابوجہ میں بیت مبارک کا افتتاح فرمایا۔۲مئی کو حدیقہ احمد کا افتتاح فرمایا۔یہ آٹھ ایکڑ رقبے پر مشتمل ابوجہ سے شمال کی طرف KEFFI Road پر واقع ہے۔جلسہ سالانہ اسی جگہ پر منعقد ہوا۔حضور انور نے خطابات فرمائے۔۶مئی ۲۰۰۸ءکوحضور انور لندن واپس تشریف لے آئے۔

دورہ امریکہ

(۱۶جون تا ۲۴جون ۲۰۰۸ء)حضور انور نے اس دورہ میں امریکہ میں

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے تاریخی سال میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ ایم ٹی اے کے ارتھ سٹیشن اور بیت الرحمٰن کے توسیعی منصوبے کا جائزہ لیا۔ سیرالیون کے سفیر و بین کے کونسلر اور غانا کے سفیر سے ملاقات فرمائی۔ امریکی حکومت کی طرف سے آپ کے اعزاز میں امریکہ کا پرچم لہرانے کی خصوصی تقریب ہوئی۔ اور وہ پرچم حضور انور کو تحفۃً دیا گیا۔ جلسہ سالانہ میں شرکت و تقریب پرچم کشائی کے علاوہ دو خطبات، ذیلی تنظیموں اور نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگز حضور انور کی خاص مصروفیات تھیں۔

دورہ کینیڈا (۲۴ جون تا ۶ جولائی ۲۰۰۸ء)

اس دورہ کے دوران حضور انور نے جلسہ سالانہ کینیڈا میں پرچم کشائی، خطبہ جمعہ، دو خطابات فرمائے۔ نئی جلسہ گاہ حدیقہ احمد، ونڈمل، سولر سسٹم، احمدیہ بورڈ آف پیس، بیت النور کے کمپلیکس اور مارکیز و لنگر خانے کا معائنہ فرمایا۔ ایک ممبر آف پارلیمنٹ سے ملاقات اور کینیڈا ڈے کی خصوصی تقاریب میں شمولیت فرمائی۔ دفتر لجنہ اماء اللہ اور AMJ کا افتتاح فرمایا اور ذیلی تنظیموں اور مجالس عاملہ اور Aims کمیٹی کی میٹنگز میں شرکت فرمائی۔ مورخہ ۵ جولائی ۲۰۰۸ء کو کیلگری میں خوبصورت بیت النور کا افتتاح فرمایا اس موقع پر وزیر اعظم کینیڈا بھی شریک ہوئے اور خطاب فرمایا اور بعض دیگر سیاسی و مذہبی شخصیات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ ۶ جولائی کو حضوانور واپس لندن تشریف

لے آئے۔

دورہ جرمنی (۱۳ تا ۲۶ ؍اگست ۲۰۰۸ء)

دورہ جرمنی کے دوران حضور انور نے بیت الکریم سٹاڈے، بیت السمیع ہنوور اور بیت انوار روڈ گاؤ کا افتتاح فرمایا۔ ۲۰؍اگست ۲۰۰۸ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا قیام عمل میں آیا۔ حضور انور نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ جرمنی میں خلافت جوبلی یورپین ٹورنامنٹس منعقد ہوئے جس میں ۳۲ ٹیموں نے شرکت کی۔ حضور انور نے ۱۷؍اگست کو اول، دوم اور سوم آنے والی ٹیموں کو انعامات عطا فرمائے۔ ۲۲ تا ۲۴؍اگست ۲۰۰۸ء کو جرمنی کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ کے علاوہ دو خطابات سے نوازا۔

دورہ بھارت (۲۲ نومبر تا ۵ دسمبر ۲۰۰۸ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء کو لندن سے بھارت کے لئے ۳ بجکر ۵۰ منٹ پر بذریعہ برٹش ایر ویز روانہ ہوئے۔ ساڑھے سات گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد آپ کا طیارہ بھارت کے مقامی وقت کے مطابق ۲۳ نومبر کی صبح چار بجکر پچاس منٹ پر دہلی کے انٹرنیشنل اندرا گاندھی ائیر پورٹ پر اُترا۔ آپ کے استقبال کے لئے حکومت ہند کے اعلیٰ افسران کے علاوہ جماعت احمدیہ بھارت کی طرف سے مکرم صالح محمد الہ دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ، مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، مکرم ناظر صاحب

امور عامہ، اور مکرم محمد نسیم خان صاحب نائب ناظر امور عامہ موجود تھے۔ فجر کی نماز حضور انور نے لاؤنج میں ہی پڑھائی۔ اس کے بعد حضور انور بیت الہادی دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت الہادی کے ساتھ ہی مشن ہاؤس ملحق ہے۔ حضور انور نے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ مشن ہاؤس کی اوپر کی منزل میں رہائشی حصہ اور گیسٹ ہاؤس جبکہ نچلی منزل میں دفاتر اور لائبریری ہے۔ ظہر وعصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ مختلف علاقوں سے چالیس فیملیز کے ۲۲۰ افراد نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کے بعد حضور انور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

۲۴ نومبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور صوبہ تامل ناڈو کے شہر چنائی (Chennai) بذریعہ جہاز روانہ ہوئے۔ چنائی کی جماعت نے حضور انور کے قیام کا انتظام بذریعہ جہاز روانہ ہوئے۔ چنائی کی جماعت نے حضور انور کے قیام کا انتظام Trident ہوٹل میں کیا تھا۔ ہوٹل کے ہال میں حضور انور نے چنائی کی لجنہ اور ناصرات سے ملاقات کی اور انہیں نمازوں کی ادائیگی، دعاؤں اور اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ چنائی شہر کے ایک حلقہ Saint Thomas Mount میں نئی تعمیر ہونے والی احمدیہ بیت ہادی کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔ بہت ہادی ۴۵ لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے۔ چار لاکھ روپے لجنہ نے نقدی اور زیورات کی شکل میں پیش کئے ہیں۔ چنائی کا سابقہ نام مدراس اور آبادی ایک کروڑ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے ایک حواری

سینٹ تھامس حضرت مسیحؑ کے کسی قبیلہ کی تلاش میں کیرالہ سے ہوتے ہوئے یہاں بھی آئے۔سینٹ تھامس ماؤنٹ کا علاقہ جہاں بیت ہادی تعمیر ہوئی ہے اُسی حواری کے نام پر ہے۔ یہ حواری اسی علاقہ میں مدفون ہیں ۔حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام آپ کے زمانہ مبارک میں ہی یہاں پہنچا۔انجام آتھم میں ۱۱رفقاءحضرت مسیح موعودؑکا ذکر ہے جو چنائی (مدراس) کے رہنے والے تھے۔

بیت ہادی کی افتتاحی تقریب کے بعد حضورانور بذریعہ جہاز کالیکٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاز ایک گھنٹہ کی پرواز کے بعد کالیکٹ کے ائیرپورٹ پراترا۔صوبہ کیرالہ کے زونل امراءاور دیگر جماعتی عہدیداروں نے حضورانور کا استقبال کیا۔ رہائش گاہ پرپہنچ کرحضورانور نے مغرب اورعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔صوبہ کیرالہ کی سرزمین پر یہ پہلی نماز تھی جوکسی بھی خلیفہ وقت نے پڑھائی۔کیرالہ میں اسلام کا پیغام آنحضرتؐ کےایک صحابی مالک بن دینارؓ کے ذریعہ پہنچا جوایک تجارتی سفر پر یہاں آئے تھے۔اس وقت کے کیرالہ کے حکمران نے بھی اسلام قبول کیا اور پھر مکہ کا سفراختیار کیا۔کیرالہ میں احمدیت کا پیغام ۱۸۹۷ء میں پہنچاجب کیرالہ کے ای عبدالقادرصاحب کواُن کے دوست محمدؐ ویدی صاحب نے کلکتہ سے ’’......اصول کی فلاسفی‘‘ ارسال کی۔ باقاعدہ جماعت کا قیام ۱۹۱۵ء میں عمل میں آیا۔اس وقت کیرالہ میں مجموعی طور پر۸ ۵۷ جماعتیں ہیں۔

حضرت مالک بن دینارؒ نے پہلی مسجد، کوڈونگور (جو پرانے زمانہ میں بندرگاہ تھی) میں تعمیر کرائی۔ اس جگہ بھی بڑی مخلص اور فدائی احمدیہ جماعت قائم ہے۔ اور چار ہزار چار سو مربع میٹر کے رقبہ پر ایک مخلص احمدی خاتون اہلیہ مکرم احمد اسماعیل صاحب نے تیس لاکھ روپے کی لاگت سے بیت تعمیر کرائی ہے۔ کیرالہ میں اس وقت ۵۱ بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں۔ تین مقامات پر مشن ہاؤسز کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ چار مقامات پر فضل عمر پبلک سکول بھی جاری ہیں۔ ۲۵ نومبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور احمدیہ بیت القدوس کالی کٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ کالی کٹ پہنچ کر حضور انور نے بہت کی بیرونی دیوار میں نصب یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ یہاں ایک بڑی مارکی میں خدام کے ایک گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا۔ پھر اطفال کے ایک گروپ نے حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ گیت اور ایک نظم خوش الحانی سے پیش کی۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک مختصر خطاب فرمایا۔ اس استقبالیہ تقریب کی کوریج کے لئے چار اخبارات، ایک نیوز ایجنسی اور چار ٹی وی چینلز کے نمائندے اور جرنلسٹ آئے تھے۔

بعدازاں صوبہ کیرالہ کی آٹھ جماعتوں کی ۱۲۰ فیملیز کے ۱۹۹۴ افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

کالی کٹ کی بیت القدوس کی تعمیر کیلئے ۱۹۷۸ء میں نصف ایکڑ رقبہ

خریدا گیا۔ ۸نومبر ۱۹۸۱ءکواس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اکتوبر ۱۹۸۶ءکواس کا افتتاح مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ناظر اعلیٰ قادیان نے فرمایا۔ بیت کی تین منازل ہیں۔ بیت کے ساتھ جماعتی دفاتر اور ایک گیسٹ روم بھی ہے۔ ساتھ ایک لائبریری اور نمائش کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ پروگرام کے مطابق شام کو فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ صوبہ کیرالہ کی دس جماعتوں کی ۲۱۲ فیمیلز کے ۱۳۵۰افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

۲۶ نومبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور نے بیت القدوس کی کالی کٹ میں لجنہ اور ناصرات میں سندات خوشنودی اور ایوارڈ عطا فرمائے۔ بعدازاں حضور انور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ ملیالم زبان کے روزنامہ اخبار Mathrubhumi کے ایڈیٹر نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ صوبہ کیرالہ میں قائم ہونے والی ایک نئی جماعت ماتھوئم کا وفد بھی حضور انور سے ملاقات کیلئے آیا۔ یہاں کے میڈیا نے حضور انور کی آمد کو نمایاں طور پر کورتج دی۔

۲۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور ہوٹل گیٹ وے کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں جماعت احمدیہ کالی کٹ نے حضور انور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا اس استقبالیہ میں اڑھائی صد کے قریب مہمان شامل ہوئے۔ اس تقریب میں کالی کٹ کے میئر، ادیب، پروفیسر، ڈاکٹرز، مختلف اخبارات کے ایڈیٹر، جرنلسٹس، سیاسی و سماجی زندگی کے مختلف شعبوں

سے تعلق رکھنے والے مہمان حضرات شامل تھے۔ کالی کٹ کے میئر نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح باوجود پاکستانی ہونے دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت کے روحانی سربراہ ہیں۔ جہاں پیار، محبت اور رواداری کا پیغام ہر طرف نظر آتا ہے۔ حضورانور نے اپنے خطاب فرمایا کہ یہ بات بہت ضروری ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ دوسرے مذاہب کا احترام کیا جائے۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔ تمام انبیاء کی عزت اور احترام سب پر فرض ہے۔ نیکیوں کے کام میں دوسروں سے تعاون اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور تکبر سے بچنا چاہئے۔ بعدازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور کھانے کے بعد حضورانور نے مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔

۲۸ ر نومبر کو حضورانور نے بیت القدوس کالی کٹ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ قادیان دارالامان کے بعد یہ ہندوستا کا پہلا ایسا مقام ہے جہاں سے MTA پر Live کوریج ہوئی۔ نمازا کی ادائیگی کے بعد حضورانور نے بیت سے ملحقہ نمائش کا معائنہ فرمایا۔ شعبہ اشاعت نے حضورانور کو بتایا کہ امسال جماعت کرایلہ کو ۲۶ کتب کے ملیالم زبان میں تراجم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ پروگرام کے مطابق حضورانور ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر ۵ بذریعہ جہاز کوچین اورارنا کولم کے لئے روانہ ہوئے۔ قریباً ۵۰ منٹ کی پرواز کے بعد جہاز کوچین کے انٹر نیشنل ائیر پورٹ پر اُترا۔ کوچین ائیر پورٹ سے حضورانور ارنا کولم کے لئے روانہ ہوئے۔ ارنا کولم زون میں پہلی جماعت ۱۹۶۹ء میں قائم ہوئی۔ اس زون

میں دوران سال تین نئی بیوت کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔اور۲ بیوت کی توسیع ہوئی ہے۔ ملیالم زبان کے ایک اخبار روزنامہ Mathrubhuni نے اپنی ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کی اشاعت میں لکھا:

''رواداری کے قیام کی ضرورت ہے'' حضرت مرزا مسرور احمد

۲۹ر نومبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور نے ۵ بیوت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ بیت عمر ارنا کولم ۔ بیت العافیت کو ڈونگلور (Kodubgallur)، بیت ناصر (Alapuzha)، بیت محمود (Palluruth) اور بیت المہدی (Ayirapuram) ارنا کولم شہر، جہاں بیت عمر تعمیر ہوئی ہے صوبہ کیرالہ کا بڑا تجارتی مرکز ہے۔ اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام ۱۹۳۳ء میں مولانا عبداللہ صاحب کے ذریعہ پہنچا۔ ۱۹۴۱ء میں یہاں باقاعدہ جماعت قائم ہوئی۔ بیت عمر کی تعمیر پر ۵۰ لاکھ روپے لاگت آئی۔ بیت العافیت ایک مخلص احمدی خاتون اہلیہ مکرم احمد اسماعیل صاحب نے اپنے ذاتی خرچ پر تعمیر کرائی ہے۔ بیت محمود ایک پرانی بیت کو مزید وسعت دے کر تعمیر کی گئی ہے۔ بیت الہدیٰ کی تعمیر پر ۱۸ لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ بیوت الذکر کے افتتاح کے بعد حضور انور نے حاضرین سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ بیوت الذکر اس بات کی یاد دہانی کروانے کے لئے ہیں کہ تمہاری حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو۔

افتتاحی تقریب کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ملاقاتوں کے بعد

صوبہ کیرالہ کے زونل امراء، زونل قائدین، صوبائی ناظم انصاراللہ، تین جماعتوں کے امراء صوبائی سیکرٹری وقف نو اور صدر پلیکیشن کی حضورانور کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ ساڑھے پانچ بجے سہ پہر بیت عمر کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت عمر سے پہنچنے پر ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ Ernakulam زون کی سات جماعتوں کے ۱۹۹۵ احباب مردوزن نے حضورانور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ صوبہ لکش ودیپ (Lukshdweepe) سے آنے والے بعض احباب نے بھی حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ صوبہ تامل ناڈو اور آندھراپردیس سے بھی بعض فیملیز نے ارناکولم پہنچ کر حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملیالم زبان کے سب سے بڑے اخبار Mathrubhumi نے اپنی ۲۹ نومبر کی اشاعت میں حضورانور کی کوچین (Kochin) آمد اور والہانہ استقبال کی تفصیلی خبر دی۔ انگریزی زبان کے اخبار Indian Express نے بھی اپنی ۲۹ نومبر کی اشاعت میں حضورانور کی آمد اور پُر جوش استقبال کی تفصیلی خبر دی۔

۳۰ نومبر ۲۰۰۸ء کو حضورانور سوا دس بجے بیت عمر ارناکولم کے لئے روانہ ہوئے۔ پروگرام کے مطابق ساڑھے دس بجے (Palaghat Zone) کی نو جماعتوں کے ۱۱۹۰ احباب مردوزن نے حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں صوبہ کیرالہ کی مختلف جماعتوں کے واقفین نو بچوں کی کلاس حضورانور کے ساتھ شروع ہوئی۔ اس کے بعد واقفات نو کی کلاس حضور

انور کے ساتھ شروع ہوئی۔حضور انور نے تعلیم کی طرف توجہ دینے اور واقفات کو باپردہ رہنے کی ہدایات دیں۔شام کو کیرالہ کی جماعتوں کی طرف سے تاج ہوٹل میں حضور انور کے اعزاز میں ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ مہمانوں میں ممبر پارلیمنٹ نیشنل اسمبلی، پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء تاجر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔تقریب میں ممبر پارلیمنٹ Hon. Sebastain Paul نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''مجھے امید ہے کہ حضور انور کا دورہ ہمارے معاشرے میں ایک نئی روح پھونک دے گا۔'' آپ کے بعد پروفیسر M.K Sahno (ایم کے ساہنو) نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ ''مجھے بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا میں امن پھیلانے کا کام کررہی ہے۔میں اس جماعت کا عقیدت منداوراس کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔'' ان دونوں مہمانوں کے بعد حضور انور نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایااور بتایا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے مشن کا مقصد ایک خدا کے حضور بندوں کا لاکھڑا کرنا تھا تا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور لوگوں کے مابین بھائی چارے، اخوت اور محبت کی فضا پیدا ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پرآمادہ نہ کرلے کہ تم انصاف نہ کرو۔انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔'' (المائدہ:۹) بعض مہمانوں نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی

ساری دنیا کی آزادی کے لئے مؤثر کوششوں کو سراہا اور حضور انور کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

یکم دسمبر ۲۰۰۸ء کو صبح گیارہ بجے Indian Express کے News Coordinator نے ہوٹل میں آ کر حضور انور کا انٹرویو لیا۔ حضور انور نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دہشت گرد گروپس اور ان کے پیچھے جو طاقتیں ہیں اگر ان کو سختی کے ساتھ روکا نہ گیا تو مزید تباہی ہوگی۔ ہندوستان کے ایک نیشنل اخبار The Hindo کے چیف رپورٹر نے بھی حضور انور کا انٹرویو لیا۔

پروگرام کے مطابق صوبہ کیرالہ کی جماعتوں کا دورہ مکمل کرنے کے بعد واپس دہلی کے لئے روانگی تھی۔ چنانچہ آٹھ بج کر دس منٹ پر حضور انور جہاز میں سوار ہوئے اور تین گھنٹے دس منٹ کی پرواز کے بعد جہاز گیارہ بج کر چالیس منٹ پر دہلی کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اترا۔ یہاں سے حضور انور دہلی مشن ہاؤس بیت الہادی کے لئے روانہ ہوئے اور رات قریباً ایک بجے مشن ہاؤس پہنچے۔

۲ دسمبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور سے دفتر میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب، ایڈیشنل وکیل المال صاحب، انچارج صاحب انڈیا ڈیسک یوکے، ناظر اعلیٰ صاحب قادیان، ناظر صاحب امور عامہ قادیان اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ بھارت نے باری باری ملاقات کی اور مختلف

امور کے بارہ میں ہدایات حاصل کیں۔شام پانچ بجے حضورانور نے بعض جماعتی عہدیداروں کو طلب فرما کر مختلف ہدایات سے نوازا۔ بعدازاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔۲۰ فیملیز کے ۹۰ سے زائد افراد نے حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ممبر پارلیمنٹ ڈاکٹر Vaid Pant نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں منور خورشید صاحب DIG ریلوے پولیس نے حضورانور سے ملاقات کا شرف پایا۔موصوف احمدی ہیں۔

۳؍دسمبر ۲۰۰۸ءکو صبح گیارہ بجے حضورانور نے ان کے دفتر میں بعض جماعتی عہدیداران نے ملاقات کر کے ہدایات حاصل کیں۔ساڑھے سات بجے نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے اپنے دفتر میں MTA ٹیم کے انچارج مکرم منیر عودہ صاحب اور ناظر صاحب نشرو اشاعت قادیان کو شرف ملاقات بخشا اور آئندہ کے لائحہ عمل کے بارہ میں ہدایات دیں۔

۴؍دسمبر ۲۰۰۸ءکو حضورانور نے بیت الہادی تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں اور نماز کے بعد دو واقفین زندگی خاندانوں اور خدمت کرنے والے کارکنان کے ۶ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔پانچ بجکر پچاس منٹ پر پانچ فیملیز کے ۲۱ ممبران نے حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ان کے علاوہ مکرم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان،مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان اور مکرم فاتح احمد خان صاحب انچارج مرکزی انڈیا ڈیسک یو کے نے مشترکہ

طور پر حضور انور سے ملاقات کی۔ ۵ دسمبر ۲۰۰۸ء کو حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ ایک بجے حضور انور نے بیت الہادی تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں ممبئی انڈیا میں دہشت گردی کی جو واردات ہوئی ہے اُس نے پورے ملک میں بے چینی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ ان حالات کی وجہ سے میں نے باہر سے جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے احمدیوں کو روک دیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض احباب نے فکرمندی والی رؤیا اور خوابوں کے بارہ میں مجھے لکھا تھا۔ ان خوابوں کو پڑھنے، سننے کے بعد دعا اور مختلف مشوروں کے بعد باہر سے آنے والے لوگوں کو روکا گیا ہے۔ نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھانے کے بعد حضور انور نے چوہدری محمد احمد صاحب درویش قادیان کی اہلیہ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے۔ ۹ فیملیز کے ۴۱ ممبران نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد دفتر میں مکرم پرتاب سنگھ باجوہ ممبر پارلیمنٹ نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آپ چندی گڑھ سے حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ ساڑھے نو بجے مکرم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان، مکرم ناظر صاحب امور عامہ، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم فاتح احمد خان صاحب انچارج مرکزی انڈیا ڈیسک لندن کو حضور انور نے دفتر

بلایا اور حالات کے پیشِ نظر بعض انتظامی ہدایات دیں۔ آج تبدیل شدہ پروگرام کے مطابق دہلی سے واپس لندن کے لئے روانگی تھی۔ بارہ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی اور رات ایک بج کر دس منٹ پر ایئر پورٹ پہنچے۔ لاؤنج میں مرکزی وزیر بھارت Oscar Fernandies برائے افرادی قوت نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ برٹش ایئر ویز کا جہاز چار بجکر دس منٹ پر دہلی سے لندن کے لئے روانہ ہوا اور قریباً آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ۶ دسمبر ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ سوا سات بجے حضور انور کا جہاز لندن کے انٹرنیشنل ہیتھرو ائیر پورٹ پر اُترا۔ مکرم امیر صاحب یو کے، مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ یو کے، مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یو کے اور دیگر عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔

تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد نئی تحریکیں جاری فرمائیں اور پہلے سے جاری تحریکات پر عمل کرنے کے لئے توجہ دلائی۔ ان تحریکات کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

ا۔خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۲۰۰۸ء کے لئے دعائیں اور عبادات

☆ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھیں اس میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

☆ دو نفل جماعت کی ترقی اور اس کے استحکام کے لئے روزانہ پڑھیں۔

☆ روزانہ سات بار سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ وفساد سے بچتے رہیں۔

☆ روزانہ کم از کم ۳۳ بار درود شریف پڑھیں۔

☆ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب: ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

☆ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ

لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب: ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے اِن (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم اُن کے شرّ سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

☆ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

☆ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم . اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔

روزانہ کم از کم ۳۳ بار درود شریف پڑھیں۔

۲۔نظام وصیّت میں شمولیت کی تحریک

پہلا ٹارگٹ پندرہ ہزار افراد کو نظام وصیت میں شامل کرنا تھا۔ نظام وصیت کے اجراء پر سو سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد ۵۰ ہزار سے زائد ہو جانے کے بعد اگلا ٹارگٹ ۲۰۰۸ء تک کمانے والے افراد جماعت کے پچاس فیصد کو نظام وصیت میں شامل کرنا ہے۔اسی طرح حضور انور نے مرکزی جماعتی و ذیلی تنظیموں نیز مقامی جماعتی و ذیلی تنظیموں کے ۱۰۰ فیصد عہدیداران نظام وصیت میں شمولیت کی ہدایت فرمائی ہے اور آسٹریلیا کے ہر احمدی کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی ہدایت فرمائی ہے۔

۳۔باشرح چندہ کی ادائیگی کی تحریک

لازمی چندہ جات کو شرح کے مطابق ادا کرنا چاہئیے اگر بامر مجبوری مقررہ شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی مشکل ہو تو خلیفۂ وقت سے منظوری حاصل کرنی چاہئیے اور جب بھی توفیق ہو اور حالات کچھ بہتر ہوں تو جتنی جلدی ہو سکے شرح کے مطابق چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔

۴ نومبائعین کو مالی جہاد میں شامل کرنے کی تحریک

نومبائعین کو شروع ہی میں یہ عادت ڈال دی جائے کہ چندہ ادا کرنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے دین کی خاطر قربانی کی جائے۔اس سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا پھر ایمان

خطرے میں پڑ جاتا ہے جو مالی قربانی نہیں کرتے۔

۵ احمدی بچوں کو وقفِ جدید میں شامل کرنے کی تحریک

جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقفِ جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان میں بچوں کے ذمّہ وقفِ جدید کیا تھا۔ اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔

٦۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کی طرف توجہ

زکوٰۃ ایک اہم چندہ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے۔ پس نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔

۷۔ دفتر پنجم تحریکِ جدید کا اجراء

دفتر چہارم کو ۱۹ سال پورے ہو گئے ہیں اس لئے دفتر پنجم کا آغاز ہوتا ہے جو گزشتہ سالوں میں احمدی ہوئے ہیں لیکن تحریکِ جدید میں شامل نہیں ہوئے ان سب کو تحریکِ جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اُن کا شمار اب دفتر پنجم میں ہوگا۔

۸۔ باقاعدہ قرآن کی پڑھنے کی تحریک

ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ وہ خود بھی اور اُس کے بیوی بچے

بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجّہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھیں۔

۹۔ دین حق سلامتی کا پیغام ہے اس کو دنیا میں پھیلانا چاہیے۔

اس سلامتی کے پیغام کو دوسروں تک بھی پھیلائیں اور آپس میں بھی مومن بنتے ہوئے محبت اور پیار کی فضا پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کی ابدی جنّتوں کے بھی وارث بنیں جہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

۱۰۔ اپنے اور اپنی اولاد کی نیک تربیت کے لئے دُعا اور کوشش کرنے کی تحریک

ہمیشہ بچوں کے نیک۔ صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے اور اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔

۱۱۔ واقفین نو بچوں کی تربیت کے متعلق ہدایات

واقفین نو بچوں کو وفا سکھلائیں۔ وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلّق ہے۔ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے خود بھی نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ کھانا کھانے کی آداب سکھائے جائیں۔ بچے کو شروع ہی سے سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے۔ بچوں کو قناعت سکھائیں۔ ان کے مزاج میں

شگفتگی پیدا کرنی چاہیے۔تحمل اور سخت جانی کی عادت ڈالیں ۔اپنے گھر کے ماحول کو ایسا بنائیں کہ بچے گھر سے باہر وقت گزارنے کی بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ بچوں کو متقی بنائیں۔ان میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کریں۔ جو واقفین نو جامعہ میں داخل نہیں ہو رہے ان کی دینی تعلیم کے لئے سلیبس تیار کئے جائیں۔بیس بائیس سال کی عمر میں ہر واقفِ نو کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہیئے۔

۱۲۔نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔

نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے وحدت ہمارے اندر اُس وقت تک قائم رہے گی جب تک ہم اپنی باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے چلے جائیں گے۔

۱۳۔ آنحضرتؐ پر بیہودہ اعتراضات کرنے والوں کے جواب دینے کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی خصوصی ٹیمیں تیار کرنے کی تحریک۔

بعض لوگ آنحضرتؐ کے بارہ میں اخبارات میں لغویات اور فضولیات لکھتے رہتے ہیں اس لئے ذیلی تنظیمیں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ان چیزوں پر نظر رکھیں کیونکہ لڑکوں،نوجوانوں کی آج کل انٹرنیٹ اور اخباروں پر توجہ ہوتی ہے۔ دیکھتے بھی رہتے ہیں اس لئے خدام الاحمدیہ بھی کم از کم ۱۰۰ لوگ ایسے تلاش کرے جو اچھے پڑھے لکھے ہوں دین کا علم رکھتے ہوں اسی طرح لجنہ اما اللہ

اپنی ۱۰۰ نوجوان بچیاں تلاش کر کے ٹیم بنائیں جو ایسے مضمون لکھنے والوں کے جواب مختصر خطوط کی صورت میں ان اخبارات کو بھیجیں جن میں ایسے مضمون یا خطوط شائع ہوتے ہیں۔

۱۴۔طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یہ خواہش تھی کہ ربوہ میں ایک ایسا ادارہ ہو جو اس علاقے میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے سہولت فراہم کر سکے۔ خلافت خامسہ کے دور میں اس پر کام شروع ہوا۔ایک احمدی بھائی نے اپنے والدین کی طرف سے خرچ اٹھانے کی حامی بھری۔امریکہ کے احمدی ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہوئے۔ کچھ اور لوگوں نے بھی عمارت کی تعمیر میں حصہ لیا۔ عمارت تقریباً مکمل ہو چکی ہے لیکن Equipment اور سامان کی ضرورت ہے۔لہذا امریکہ یورپ اور پاکستان کے مالی لحاظ سے مضبوط ڈاکٹروں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے اس ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں۔

۱۵۔مریم شادی فنڈ کی مستقل نوعیت

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آخری تحریک تھی۔ بے شمار بچیوں کی شادیاں اس فنڈ سے کی گئیں اور کی جا رہی ہیں مہنگائی کی وجہ سے اخراجات بھی

بڑھ گئے ہیں باہر کے ملکوں کے لوگ اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں اگر وہ ساتھ ہی پاکستان، ہندوستان یا دوسرے غریب ممالک میں غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو یہ ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔ جو اُن کے بچوں کی خوشیوں کی بھی ضمانت ہوگا۔

۱۶۔ طاہر فاؤنڈیشن کا قیام۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علمی خزائن کو مرتب اور شائع کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے یہ ادارہ ۲۰۰۳ء میں قائم فرمایا۔ اس ادارہ کے تحت اب تک خطبات طاہر کی ۴ جلدیں اور خطبات عیدین کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

۱۷۔ جرمنی میں ۱۰۰ بیوت الذکر تعمیر کرنے کی تحریک

جرمنی میں ہر سال کم سے کم پانچ بیوت الذکر تعمیر کرنے کی تحریک۔
جرمنی انشاء اللہ یورپ کا پہلا ملک ہوگا جہاں کے سو شہروں یا قصبوں میں بیوت الذکر تعمیر کی جائیں گی جن کے ذریعہ سے اللہ کا نام اس علاقے کی فضاؤں میں گونجے گا۔

۱۸۔ وقف عارضی و وقف بعد از ریٹائرمنٹ

افریقہ کے ہسپتالوں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ حضور انور نے وقف عارضی کے لئے سپین جانے کی بھی

تحریک فرمائی۔

۱۹۔ تعلیم

حضورانور نے فرمایا کہ آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں ۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

۲۰۔ تربیت

خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں بیوت الذکر کو آباد کرنے ، نمازوں کے قیام کے بارہ میں، اولاد کی تربیت کے بارہ میں، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں ، وسعت حوصلہ کے بارہ میں ، دعوت الی اللہ کے بارہ میں یا متفرق مالی تحریکات کے بارہ میں یاددہانی کرائی جاتی ہے۔

بُری عادات مثلاً تمباکونوشی ، بیہودہ فلموں ، گانوں سے عورتوں اور مردوں دونوں کو یکساں احتیاط کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچنا چاہیئے۔

۲۱۔ دُعا کی تحریک

انسانیت کو بچانے کے لئے دُعا کریں ۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ۔ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے ذریعہ مدد کریں ۔ پاکستان کی سلامتی کے لئے دُعا کریں ۔ غریبوں ، لاچاروں

،مریضوں،خدمت انسانیت اور خدمت دین کرنے والوں،مالی قربانی کرنے والوں،واقفین زندگی،شہداء کے خاندانوں،اسیران راہ مولیٰ اور امت مسلمہ کو دعاؤں میں یادرکھنے کی تحریک۔

۲۲۔خدمت خلق کی تحریک

ہراحمدی ڈاکٹر، ہراحمدی ٹیچر اور احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتا ہے۔ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔

(خطبہ جمعہ ۱۲ستمبر ۲۰۰۳ء)

۲۳۔کفالت یکصد یتامیٰ

اُمراء اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں ۔ پڑھائی نہ کر سکتے ہوں۔کھانے پینے کے اخراجات برداشت نہ کر سکتے ہوں۔ایسے یتامیٰ کے لئے باقاعدہ ایک سکیم بنا کر کام شروع کریں۔اور اپنے اپنے ملکوں میں یتامیٰ کو سنبھالیں۔

۲۴۔دعوت الی اللہ کی تحریک

دعوت الی اللہ کریں۔حکمت سے کریں۔ایک تسلسل سے کریں۔مستقل مزاجی سے کریں اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال

رکھیں...... ہر علم، عقل اور طبقے کے آدمی کے لئے اس کے مطابق بات کریں۔

۲۵۔کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کو بھی پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۲۶۔سلام کا رواج

جہاں احمدی اکٹھے ہوں وہاں تو سلام کو رواج دیں۔خاص طور پر ربوہ ،قادیان میں اور بعض اور شہروں میں بھی اکٹھی احمدی آبادیاں ہیں وہاں ایک دوسرے کو سلام کرنے کو رواج دینا چاہئے۔

۲۷۔عزیزوں کے حقوق

اپنے عزیزوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دیں۔مسکینوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کریں......ایسے خاندان جو اپنی بہتر تعلیم کی وجہ سے یا بہتر کاروبار کی وجہ سے آسودہ حال ہیں ان کو بھی اپنے اپنے ملکوں میں اپنے ضرورت مند بھائیوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۲۸۔اطاعت نظام جماعت

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جھگڑوں کی صورت میں (جو ذاتی جھگڑے ہوتے ہیں) اپنے دماغ میں سوچے ہوئے فیصلوں کو اہمیت نہ دیا کریں بلکہ

نظام کی طرف سے جو فیصلہ ہو جائے اُسے اہمیت دیں اور فیصلہ کرنے والے کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے پھر فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

۲۹۔نور فاؤنڈیشن کا قیام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارچ ۲۰۰۵ ء میں نور فاؤنڈیشن قائم فرمائی۔ اس فاؤنڈیشن کا بنیادی مقصد کتب احادیث کے مختلف زبانوں اور بالخصوص اردو زبان میں تراجم کرنا ہے۔

۳۰۔ایک خاص دعا کی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو نماز ظہر کے وقت (بیت) میں اپنی رؤیا کا ذکر فرمایا جس میں درج ذیل دُعا القاء ہوئی اور نماز مغرب کے بعد نماز میں دُعا کے طور پر پڑھنے کی خصوصی تحریک فرمائی۔

رَبِّ کُلِّ شَیْ ءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

۱۰ دسمبر کو مغرب وعشاء کے درمیان حضرت صاحب نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے پوچھنے پر فرمایا کہ جمع متکلم کے صیغہ سے پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۶۴،۲۶۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ایک حالیہ رؤیا کے نتیجہ میں اپنے ۳ ؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کے خطبہ میں یہ دعا پڑھنے کی تاکید وتحریک فرمائی۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر تاریخی جلسہ میں حضور انور کا ولولہ انگیز خطاب

۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اور تاریخی خطاب۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تاکہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ صد سالہ خلافت

جوبلی کے تاریخی موقع پر دنیا بھر کے احمدی احباب مرد وزن سے خلافت کے استحکام اور اس سے وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کے لئے ایک عظیم الشان عہد۔

حضور انور نے فرمایا ''پس آج میں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تا کہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اُسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔ پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں۔ دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔

(تشہد کے بعد فرمایا)

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم ......اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک...... کے

جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ...... کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمایا۔ **اللّٰھُمَّ آمین۔ اللّٰھُمَّ آمین۔ اللّٰھُمَّ آمین۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا برطانوی ممبران پارلیمنٹ سے خطاب کا خلاصہ

۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں بیت الفضل لندن کے علاقہ پٹنی کی ممبر پارلیمنٹ محترمہ جسٹین گرینگ ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس منعقدہ ایک استقبالیہ تقریب میں حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد، خلافت کے اہم کام، دین حق کی امن پسند تعلیم، دنیا میں قیام امن کے سلسلہ میں بڑی طاقتوں کی ذمہ داریوں، آج کل کے عالمی اقتصادی بحران کے اسباب اور سودی نظام کی تباہ کاریوں وغیرہ موضوعات پر نہایت پُر مغز اور جامع خطاب فرمایا۔ اس خطاب کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضور انور جب ہاؤس آف پارلیمنٹ تشریف لائے تو تقریباً سوا بارہ بجے دوپہر اس تقریب کی میزبان محترمہ جسٹین گرینگ ایم پی نے حضور انور کا استقبال کیا۔ دونوں ایوانوں سے آئے ہوئے تیس سے زائد ممبران پارلیمنٹ اور دنیا بھر کی نمائندگی کرنے سفارت خانوں اور مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات حضور انور کے خطاب کو سننے کے لئے جمع تھیں۔ خطاب سے پہلے کچھ شخصیات نے حضور انور سے تعارف حاصل کیا۔

سب سے پہلے محترمہ جسٹین گرینِنگ ایم پی نے اپنی استقبالیہ تقریر میں حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہا کہ آج ہمارے لئے بہت اہم دن ہے۔ جب His Holiness یہاں تشریف لائے ہیں ۔ یہ امر ہمارے لئے باعث عزت و افتخار ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی انگلستان میں موجودگی کے بارہ میں کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ سب سے پہلی بیت جو لندن میں میں بنی بیت فضل ہے جو پٹنی کے علاقہ میں واقع ہے۔ جب سے یہ بیت بنی ہے یہاں جمع ہونے والوں نے اس علاقہ کی زندگی میں ایک نہایت نظم وضبط سے بھرپور مثبت اور مرکزی کردار ادا کیا ہے۔اس کے بعد انہوں نے وزارت خارجہ کی محترمہ Gillan Merron نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آج مجھے حضور انور سے ملاقات اور خلافت جوبلی کی ایک تقریب میں شمولیت کا موقعہ ملا ۔ انہوں نے کہا کہ اپنی قابل قدر معاشرتی خدمات کی وجہ سے احمدی بہت سے حلقوں میں معروف ہیں اور میں جسٹین کے اس خیال کی تائید کرتی ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں پارلیمانی ممبران کی حاضری اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے دلوں میں افراد جماعت کی کتنی قدر ومنزل ہے۔محترمہ Gillan Merron کی تقریر کے بعد حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ دین حق کی

سچی تعلیمات کی علمبردار ہے۔خلافت احمدیہ انشاءاللہ ہمیشہ دنیا میں امن وآشتی کی علمبردار رہے گی اور دنیا میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں ۔ وہ اپنے اپنے وطنوں کے وفادار شہری رہیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ چند صدیوں میں جو جنگیں ہوئیں ۔ وہ درحقیقت مذہبی جنگیں نہیں تھیں ۔ ان کی بنیاد زیادہ تر جغرافیائی اور سیاسی مفادات تھے بلکہ آج کے زمانہ میں بھی جو جنگیں ہوئی ہیں ان کی وجوہات بھی سیاسی ، اقتصادی اور سرحدی مفادات ہیں ۔ یہ وہ عوامل ہیں ۔اس لئے بڑی طاقتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ کوششیں مجتمع کر کے انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچاؤ کی تدابیر کریں۔

حضور انور نے فرمایا۔اس وقت تمام دنیا میں بے چینی اور بے قراری پائی جاتی ہے۔جگہ جگہ چھوٹی جنگیں بھڑک اٹھتی ہیں ۔بعض جگہوں پر بڑی طاقتیں یہ دعویٰ کر رہی ہیں کہ ان کی کارروائیاں قیام امن کے لئے ہیں ۔حضور انور نے انتباہ فرمایا کہ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ ان چھوٹی جنگوں کے شعلے بھڑک کر ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں ۔حضور انور نے فرمایا کہ آجکل ایک مسئلہ جس نے سر اٹھایا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مذہب کے نام پر بعض مسلمان گروہ خود کش بم کے ذریعہ غیر مسلم فوجیوں اور عوام کا قتل کرنا چاہتے ہیں اورنہایت ظالمانہ طریق پر وہ بے دریغ مسلمانوں ، غیر مسلموں ،

عورتوں اور بچوں سب کو ہلاک کر دیتے ہیں ۔اس قسم کی ظالمانہ کارروائیوں کی دین حق قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ان ظالمانہ کارروائیوں کے باعث غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے خلاف عدم اعتماد کی فضا پیدا ہوگئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج کے زمانہ میں جب دنیا مختلف دھڑوں میں تقسیم ہوتی جا رہی ہے ۔ انتہاء پسندی زور پکڑتی جا رہی ہے۔ معاشی اور اقتصادی حالات سے بگڑ رہے ہیں ۔اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہر قسم کی نفرتوں کے بھلا کو امن کی بنیادیں استوار کی جائیں ۔اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگوں کے جذبات کا احترام کیا جائے ورنہ حالات بگڑ کرنا قابل اختیار حدود سے تجاوز کر جائیں گے۔حضور انور نے فرمایا کہ برطانوی قانون سازوں اور سیاستدانوں نے انصاف کو سر بلند کر رکھا ہے اور عوام کے مذہبی حقوق میں مداخلت نہیں کی ۔ درحقیقت یہی راہ ہے جس کی طرف دین حق ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ۔ دین حق کی تعلیم تو یہ ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے ۔اور اللہ سے ڈور۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ صدی میں وہ عظیم جنگیں لڑی گئیں ۔ان کی جو بھی وجوہات بنیں لیکن اُن کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا۔ دنیا میں بے چینی بڑھتی چلی جا رہی

ہے۔جنگیں اور قیام امن کے نام پر کی جانے والی کارروائیاں قوموں کو علامی جنگ کی طرف دھکیلتی نظر آتی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ لالچ دشمنیوں کو بڑھاتا ہے۔ اس کا اظہار بعض دفعہ سرحدی پھیلاؤ کے ذریعے یے دوسری قوموں کے قدرتی ذخائر پر ناجائز تصرف یا پھر ملکوں کے حکمرانوں پر تسلط کے ذریعہ دیکھنے میں آتا ہے۔ ان ذرائع سے مظالم وجود میں آتے ہیں ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کرو۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روک کر اس کی مدد کرو کیونکہ ظلم کرنے سے وہ خدا کی ناراضگی کا سزاوار ہوگا۔ حضورانور نے فرمایا کہ دین حق کی تعلیم کے مطابق انصاف کرنے کے باوجود امن قائم نہ ہو تو سب مل کر زیادتی کرنے والے گروہ سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ ہتھیار ڈال دے۔

حضورانور نے طاقتور قوموں کو یاددہانی کرائی کہ اُن کے ہاتھ میں ویٹو کی طاقت ہوتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ قیام امن کو بہرحال مدنظر رکھیں۔ حضور انور نے فرمایا دوسروں کی دولت کے لئے حرص کرنا اور حسد کرنا دنیا میں بے چینی کو بڑھانے اور امن کو خطرے میں ڈالنے کا سبب ہیں۔ سرحدی چڑھائیاں کر کے دوسروں کے قدرتی ذخائر پر دسترس حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ طاقتور قومیں اثر ورسوخ کے بل بوتے پر دوسری قوموں کے مقابل میں دھڑے بنا کر ان کے وسائل اپنے اختیار میں لے لیتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ غریب ممالک میں بھی ایسے افراد پائے جاتے ہیں جنہیں بعض علمی میدانوں میں اعلیٰ درجہ کی برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں توقع یہ ہونی چاہئے تھی کہ تمام قومیں مل کر کوشش کریں اور اُن غلطیوں سے باز رہیں جن سے ماضی میں خوفناک جنگیں ہوئیں۔ انسان کی باہمی فلاح و بہبود کے طریقے تلاش کئے جاتے۔ قدرتی وسائل کے بہترین استعمال سے ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کو مختلف وسائل سے نوازا ہے۔ اگر مل جل کر باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ جدید تکنیکی سہولتوں کو بروئے کار لایا جاتا تو دنیا سے بھوک کا خاتمہ ہو جاتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جن ممالک کو معدنیات کے ذخائر عطا ہوئے ہیں۔ ان کو آزادی ہونی چاہئے کہ وہ معقول قیمتوں پر کھلی مارکیٹ میں اپنے ذخیروں کی تجارت کرسکیں۔ اس طرح تمام ممالک ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جزا سزا کا عمل موت کے بعد ہی واقع ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے جو نظام جاری فرمایا ہے اس کے تحت جب مظالم اپنی انتہاؤں کو چھونے لگیں اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس کے بعض طبعی نتائج اسی دنیا میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جب ظلم بہت بڑھ جاتا ہے ردعمل بھی شدید ہوتا ہے۔ غریب ممالک کو ان کے صحیح منصب پر کھڑا کیا جائے جو اُن کا حق ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت عالمی مسائل میں ایک بہت بڑا مسئلہ

اقتصادی بحران ہے جسے (Credit Crunch) قرضوں کی بازیابی کا فقدان کہا جا رہا ہے۔ اس مسئلے کے تمام شواہد ایک ہی بنیادی حقیقت کی طرف نشاندہی کر رہی ہیں۔ قرآن کریم میں ہمیں ہدایت ملتی ہے کہ سود سے اجتناب کرو کیونکہ سود ایک ایسی شدید برائی ہے جس سے گھریلو، قومی اور بین الاقوامی سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کے Credit Crunch یعنی قرضوں کے بحران سے صورت حال نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آ گئی ہے۔ ابتداء میں صورتِ حال یہ تھی کہ افراد جائیداد کی خرید کے لئے قرضے لیتے تھے اور تمام عمر اس قرض کی ادائیگی کرتے کرتے مقروض ہونے کی حالت میں موت کے منہ میں چلے جاتے تھے مگر جائیداد کی ملکیت ان کو حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر آج کے دور میں حکومتیں قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں۔ بہت بڑی بڑی کمپنیوں کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ بہت سے بینک اور مالیاتی ادارے یا تو دیوالیہ ہو گئے ہیں یا حکومتی امداد کے ذریعہ انہیں ڈوبنے سے بچایا گیا ہے۔ اس سنگین صورت حال سے امیر اور غریب دونوں ممالک دوچار ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حالت یہ ہے کہ جن لوگوں نے بینکوں میں پیسہ رکھا ہوا ہے اس پیسے کی کوئی قیمت نہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں خاندانوں تاجروں اور اکابرین حکومت کا سکون برباد ہو گیا ہے۔ یہ سب وہی مسائل ہیں جن کے بارہ میں ہمیں وقت سے بہت پہلے خبردار کیا گیا تھا۔ حضور انور نے

فرمایا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس صورت حال کے مزید کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اصل اور سچا امن انسانوں کو صرف اس صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو توفیق فرمائے کہ وہ اس مرکزی حقیقت کو سمجھ سکیں۔

سال2009ء

☆ 7/مارچ2009ء- لارڈپرووِوسٹ کی دعوت پر گلاسگو کے سٹی چیمبر میں حضورانور کا خطاب۔ موضوع: دنیا میں قیامِ امن کے لئے انصاف ضروری ہے۔

☆ 21/مارچ2009ء-پیس کانفرنس بیت الفتوح مورڈن، یوکے میں حضورانور نے خطاب فرمایا۔

☆ 13/اگست 2009ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے کارکنان کو خطاب فرمایا اور جلسہ کے انتظامات کا معائنہ بھی فرمایا۔

☆ 14 تا16/اگست 2009ء- جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت فرمائی اور 14/اگست 2009ء کے خطبہ جمعہ میں حضورانور نے کثرت سے ذکرالٰہی اور توبہ واستغفار کرتے رہنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 25/ستمبر 2009ء-حضور انور نے خطبہ جمعہ میں عباد الرحمٰن کی 13 خصوصیات بیان کرنے کے بعد احباب جماعت کو ان پر عمل کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 20/نومبر 2009ء-حضورانور نے خطبہ جمعہ میں اللہ کے ولی بننے کی تحریک فرمائی۔

☆ 15/دسمبر 2009ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا

اورلائبریری ناصر باغ کا افتتاح فرمایا۔

☆ 16/دسمبر 2009ء کو بیت الباقی Pforzheim کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہاں مقامی میڈیا کے نمائندوں کو انٹرویو دیا۔

☆ 18/دسمبر 2009ء کو بیت نور فرینکفرٹ کی تعمیر پر پچاس سال مکمل ہورہے تھے۔ اس پہلو سے حضور انور نے یہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اگلے روز 19/دسمبر کو اسی سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے معزز مہمانوں سے خطاب فرمایا۔

سال 2010ء

☆ یکم جنوری 2010ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 26/فروری 2010ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے کفالت یتامیٰ فنڈ میں دنیا بھر کے احمدیوں کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

☆ 2 تا 3/اپریل 2010ء حضور انور نے 25ویں جلسہ سالانہ سپین میں شرکت فرمائی جو بیت بشارت پیڈروآباد میں منعقد ہوا۔

☆ 9/اپریل 2010ء کو حضور انور نے اسپین میں لجنہ ہال کا سنگ بنیاد رکھا۔ 11/اپریل کو والنسیا اسپین میں بیت الرحمٰن کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 17 تا 19/اپریل 2010ء۔حضور انور نے اٹلی کے شہر Turin

میں کفن مسیح کی زیارت کی اور عرب احمدیوں سے ملاقات کی۔

☆ 23/اپریل 2010ء کو فرانس میں امریکن کونسلیٹ کے عہدیدار اور آرچ بشپ سے ملاقات کی اور گفتگو فرمائی۔

☆ 24/اپریل 2010ء کو فرانس کے شہر اسٹراس برگ میں مختلف قوموں کے 27 احباب نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

☆ 28/مئی 2010ء کو لاہور کی دو بڑی احمدیہ بیوت الذکر: دارالذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں دشمن نے ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے احمدی نمازیوں کو اپنے وحشیانہ ظلم کا نشانہ بنایا جس کے نتیجہ میں 86 احمدی شہید ہوئے۔ حضور انور نے 28 مئی 2010ء اور بعد ازاں 4، 11، 18، 25 جون اور نیز 2 اور 9 جولائی 2010ء کے خطبات جمعہ میں تمام شہدائے لاہور کا فرداً فرداً ذکر خیر فرمایا اور شہداء کے کوائف و شمائل بیان فرمائے۔

☆ 24/جون 2010ء کو منہائم جرمنی میں بیت احسان کا افتتاح فرمایا۔

☆ 25 تا 28/جون 2010ء جلسہ سالانہ جرمنی منعقد ہوا جس میں حضور انور نے خطابات فرمائے۔ اس دوران یونیورسٹی کے طلباء کو ہدایات سے نوازا۔

☆ 14 تا 20/ستمبر 2010ء دورہ آئرلینڈ کے دوران حضور انور نے بیت مریم گالوے کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 3/دسمبر 2010ء- خطبہ جمعہ میں حضور انور نے مظلوم احمدیوں کی دادرسی اور جماعت کی ترقی کیلئے روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

سال 2011ء

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطباتِ جمعہ 14 جنوری، 21 جنوری اور 28 جنوری 2011ء میں آنحضرتؐ کے عفو کے خلق عظیم، آپؐ کے عالی مقام، ناموسِ رسالت، آپؐ کی حفاظتِ الٰہی، مظالم پر صبر اور آپؐ کے دشمنوں کی پکڑ اور رسوائی کا تذکرہ فرمایا نیز احباب جماعت کو بکثرت درود شریف پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

☆ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ 11 فروری 2011ء میں انڈونیشیاء میں ہونے والی 3 دردناک شہادتوں کے تناظر میں انڈونیشیاء میں تاریخ احمدیت کا مختصر تذکرہ فرمایا۔

☆ 20/مارچ 2011ء- جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیرِ اہتمام آٹھواں سالانہ امن کمپوزیم طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوا۔ ایک ہزار سے زائد معزز مہمان شامل ہوئے جن میں وزراء مملکت، ممبران پارلیمنٹ، سفارتی نمائندے وغیرہ شامل تھے۔

☆ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مارچ 2011ء میں حضور انور نے ایک عیسائی پادری جس نے ستمبر 2010ء میں قرآن کریم کے بارہ بے ہودہ گوئی کی اور

قرآن جلانے کی باتیں کیں اور دو روز قبل قرآن کریم کو جلانے کی مذموم حرکت کی، اِس پر اُسکی شدید مذمت فرمائی۔

☆ 22 تا25 /اپریل 2011ء- پہلی چار روزہ بین الاقوامی ایم ٹی اے کانفرنس طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوئی۔ 12 مما لک کے 35 نمائندے شامل ہوئے۔ اختتامی تقریب میں حضور انور کی شمولیت اور نصائح۔

☆ 10 /جون 2011ء- خطبہ جمعہ میں حضور انور نے خلیفہ اور مجدد کی تعریف بیان فرمائی۔

☆ 12 /جون 2011ء کو حضور انور نے بیت النصر کولون جرمنی کا افتتاح ،13 /جون بیت العافیت اور بیت الذکر لیولک کا افتتاح فرمایا۔

☆ 14 /جون تا 16 /جون 2011ء- حضور انور نے جرمنی کے صوبہ ہمبرگ کے پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ فرمایا، ہمبرگ کے وزیر اعلیٰ اور میئر نے آپ کا استقبال کیا، ہمبرگ کے ٹی وی نمائندہ کو انٹرویو دیا، جرمنی کی گرین پارٹی کی طرف سے حضور کے اعزاز میں پارلیمنٹ ہاؤس ہال میں ایک تقریب اور حضور انور کا خطاب، مہدی آباد میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 17 /جون 2011ء ۔گروس گیراؤ فرینکفرٹ جرمنی میں حضور انور نے ”سرائے نصرت جہاں“ کا افتتاح فرمایا۔

☆ 18 /جون 2011ء- حضور انور نے بیت الغفور Ginsheim جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆ 19؍جون 2011ء- Selingenstadh، جرمنی میں حضور انور نے بیت الہادی کا افتتاح فرمایا۔

☆ 20؍جون 2011ء کو افتتاح بیت الامن Nidda اور 21 جون بیت الباقی Dietzenbach جرمنی کا افتتاح حضور انور نے فرمایا۔

☆ 22؍جون 2011ء-اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے مذہبی آزادی Prof. Heiner Bielefeldt کی حضور انور سے ملاقات۔

☆ 12 تا 25؍ستمبر 2011ء کے دورہ جرمنی کے دوران حضور انور نے دو بیوت الذکر بیت الاحد بروکسال اور بیت الاحد لمبرگ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن ٹی آئی کالج سے بھی خطاب فرمایا۔

☆ 20؍ستمبر 2011ء- یورپین پارلیمنٹ کے وسیع ہال میں جماعت احمدیہ کے متعلق تاریخی تقریب، حضور انور کا پیغام۔

☆ 26؍ستمبر تا 3؍اکتوبر 2011ء- دورہ ناروے کے دوران حضور انور نے پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ فرمایا، پارلیمنٹ کے پریزیڈنٹ سے ملاقات کی، کانفرنس روم میں آپ کے اعزاز میں استقبالیہ، آپ کی شمولیت اور مہمانوں سے ملاقات۔ بیت النصر اور مسرور ہال کا افتتاح فرمایا۔ بیت النصر کے افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم ناروے کی طرف سے بھی خیر سگالی کے جذبات پر مبنی پیغام موصول ہوا۔

☆ 7؍اکتوبر 2011ء-خطبہ جمعہ میں حضور انور نے ہر ہفتہ میں ایک نفلی

روزہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 10راکتوبر 2011ء- جرمنی کے شہر Vechta میں حضورانور نے بیت القادر کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 15راکتوبر 2011ء کو حضورانور نے بیلجیئم کے شہر بروسلز میں بیت المجیب کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر متعدد عمائدین نے اپنے خطابات میں جماعت کی اس کوشش کو سراہا۔ اس کے بعد حضورانور نے خطاب فرمایا۔

☆ 10رنومبر 2011ء کو حضور انور کی طرف سے پوپ بینیڈکٹ شانزدہم کے نام قیام امن کیلئے لکھا ہوا خط کبابیر کے امیر مکرم شریف عودہ صاحب نے ویٹیکن میں پوپ کو دستی پہنچایا۔

☆ 3ردسمبر 2011ء- پادری ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clarke نے حضورانور سے ملاقات کی۔

☆ خطبہ جمعہ 9ردسمبر 2011ء میں فرمایا کہ حضورانور نے عیسائی پوپ جناب پوپ بینڈ یکٹ کو امن و آشتی کے قیام میں کردار ادا کرنے کے حوالہ سے ایک خط تحریر فرمایا ہے۔

سال 2012ء

☆ 13رجنوری 2012ء کے خطبہ جمعہ میں حضورانور نے ہر احمدی کو استغفار کرنے اور اسے حرز جان بنانے کی تحریک فرمائی۔

☆ 24؍فروری 2012ء کو بیت الواحد Feltham ہنسلو، یو کے کا افتتاح اور خطاب حضور انور۔

☆ 26؍فروری اور 8,7؍مارچ 2012ء حضور انور نے دنیا میں قیام امن کے لئے اسرائیل اور کینیڈا کے وزراء اعظم کے علاوہ ایران، امریکہ اور روس کے صدور کے نام خطوط ارسال کئے۔

☆ 14؍مارچ 2012ء کو پیلاطوس ثانی کپتان ولیم ڈگلس کے نواسے کرسٹوفر ڈگلس پولین کی لندن میں حضور انور سے ملاقات۔

☆ 27؍مئی کو جرمنی کے شہر لمبرگ میں حضور انور نے بیت الاحد کا افتتاح فرمایا، 28؍مئی بیت الصمد Giessen کا سنگ بنیاد رکھا اور 29؍مئی دارالامان فرائیڈ برگ کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 30؍مئی 2012ء کو حضور انور نے ملٹری ہیڈ کوارٹرز کوبلنز جرمنی میں جرمن آرمی آفیسرز کو خطاب فرمایا اور دین حق کی خوبصورت تعلیم پیش فرمائی۔

☆ 5؍جون 2012ء کو شہر آخن جرمنی میں حضور انور نے بیت منصور کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 18 تا 21؍جون 2012ء- دورہ امریکہ کے دوران حضور انور نے بیت فضلِ عمر ڈیٹن اور بیت الناصر کولمبس کا افتتاح فرمایا۔

☆ 27؍جون 2012ء- کیپیٹل ہل میں تاریخی تقریب منعقد ہوئی، اراکین کانگریس کی طرف سے خیر مقدمی قرارداد پیش کی گئی، حضور انور نے

خطاب فرمایا اور کیپیٹل ہل کی تاریخی عمارت کا تفصیلی دورہ کیا۔ اسی روز بیت مبارک ورجینیا کا افتتاح فرمایا۔

☆ 28 تا 30 /جون 2012ء - حضور انور نے بیت الکریم بالٹی مور اور بیت ہادی ہیرس برگ (امریکہ) کا افتتاح فرمایا، انتظامات جلسہ سالانہ امریکہ کا معائنہ کیا، خواتین سے خطاب اور ہیومینیٹی ایوارڈ کا اعلان فرمایا۔

☆ یکم جولائی 2012ء کو حضور انور نے جلسہ سالانہ امریکہ میں اختتامی خطاب فرمایا۔

☆ 5 تا 7 /جولائی 2012ء - دورہ کینیڈا کے دوران حضور انور نے انتظامات جلسہ سالانہ اور ہوسٹل جامعہ احمدیہ کینیڈا کا معائنہ کیا، جلسہ سالانہ کینیڈا میں خواتین سے خطاب اور اختتامی خطاب فرمایا۔

☆ 11، 12 /جولائی 2012ء - تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ کینیڈا اور حضور انور کا خطاب، رشتہ ناطہ کمیٹی سے میٹنگ، ایوان طاہر پیس ویلیج کینیڈا کی افتتاحی تقریب، حضور انور کا خطاب، اس موقع پر وزیر اعظم کینیڈا کا پیغام موصول ہوا۔

☆ 14، 15 /جولائی 2012ء کو یونیورسٹی طلباء کینیڈا سے ملاقات کی، ہیومینیٹی فرسٹ کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔

☆ جلسہ سالانہ برطانیہ 7, 8, 9 ستمبر 2012ء کو حدیقۃ المہدی ہیمپشائر میں منعقد ہوا۔ قبل ازیں 31 اگست 2012ء کے خطبہ جمعہ میں

حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ کی انتظامیہ کو زریں نصائح سے نوازا۔

☆ 21/ستمبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے توہین رسالت کے مواد پر مبنی بے ہودہ فلم کی شدید مذمت فرمائی۔

☆ 28/ستمبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے غیر ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان کو دیئے گئے انٹرویو کا ذکر فرمایا جو آنحضرتؐ کے خلاف ایک گستاخانہ فلم کے ریلیز ہونے پر حضور انور کا ردّعمل لینے کیلئے آئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا ردّعمل توڑ پھوڑ نہیں ہے بلکہ آپؐ کی سیرت کو عام کرنے اور آپؐ پر بکثرت درود بھیجنے سے ہوگا۔

☆ 28/ستمبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے سیرۃ النبیؐ سیمینار کرنے، حضور کے خطبہ جمعہ 21 ستمبر 2012ء بابت سیرۃ النبیؐ کی بکثرت اشاعت کرنے اور کتاب لائف آف محمد (دیباچہ تفسیر القرآن) کا مطالعہ کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 21/اکتوبر 2012ء کو جامعہ احمدیہ یوکے کی نئی عمارت کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔

☆ 4دسمبر 2012ء ایک تاریخ ساز دن۔ دورہ یورپ کے دوران اِس روز حضور انور کا یورپین پارلیمنٹ سے خطاب، سٹیج پر ایک طرف یورپین پارلیمنٹ کا جھنڈا تھا تو دوسری طرف لوائے احمدیت لہرا رہا تھا۔ یورپین پارلیمنٹ 27 ممالک کے 754 ممبران پر مشتمل ہے جنہیں M.E.P کہا

جاتا ہے۔ پارلیمنٹ سے خطاب سے پہلے حضور انور نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

☆ 3/ دسمبر 2012ء - ایک ممبر پارلیمینٹ Charles Tannock نے حضور کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ اس تقریب عشائیہ میں برطانیہ کے تین ممبران یورپین پارلیمنٹ، اسٹونیہ اور پولینڈ سے ایک ایک، بیلجیئم اور سپین سے دودو، اسی طرح سری لنکا کے سفیر، ناروے کے ممبر پارلیمینٹ اور دیگر معززین نے شرکت کی۔

☆ 5/دسمبر 2012ء کو بیت الرشید ہمبرگ کے میناروں کی تقریبِ افتتاح سے حضور انور نے خطاب فرمایا۔

☆ 8/دسمبر 2012ء کو حضور انور نے مہدی آباد ہمبرگ جرمنی میں چار مکانوں کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 12/دسمبر 2012ء کو حضور انور نے بیت الاحد برخسال اور بیت الباقی Pforzheim کا افتتاح فرمایا۔

☆ 18/دسمبر 2012ء کو حضور انور نے جامعہ احمدیہ جرمنی کی نئ عمارت کا افتتاح فرمایا۔

سال 2013ء

☆ 18/جنوری 2013ء- حضور انور نے خطبہ جمعہ میں واقفین نو کے

لئے ہدایات فرمائیں۔

☆ 19 رفروری 2013ء- ایوان طاہر پیس ویلیج ٹورانٹو کینیڈا میں وزیر اعظم کینیڈا کی آمد اور جماعت احمدیہ کے فورم سے مذہبی آزادی کے دفتر کے قیام کا اعلان کیا۔

☆ 22 رفروری 2013ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احباب جماعت کو مضطر ہو کر دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆ 26 رمارچ تا 7 راپریل 2013ء دورہ سپین کے دوران حضور انور نے اسپین کے شہر ویلنسیا میں تعمیر ہونے والی بیت الرحمٰن کا افتتاح فرمایا، القلعہ نامی قصبہ میں مسلمانوں کے ویران گھروں کا بھی وزٹ کیا۔

☆ دورہ کینیڈا 15 تا 26 رمئی 2013ء کے موقع پر حضور انور کو اسٹیٹ گیسٹ کی حیثیت دی گئی۔ اس دوران بیت الرحمٰن وینکوور کا افتتاح فرمایا، جلسہ سالانہ کینیڈا میں شمولیت فرمائی اور خطابات سے نوازا۔

